پیادہ

اقبال کاظمی

شام کے سات بج کر پینتالیس منٹ ہو چکے تھے۔

گرینڈ بیلون ہوٹل کے شاندار سموکنگ روم میں بیٹھے ہوئے درجنوں افراد مختلف مشروبات سے دل بہلا رہے تھے۔ ڈنر سرو ہونے میں ابھی چند منٹ باقی تھے۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو بھوک کے مارے بار بار پہلو بدل رہے تھے لیکن اس کا اظہار نہیں کر سکتے تھے۔ بیلون ہوٹل کا شمار دنیا کے چند بہترین ہوٹلوں میں کیا جاسکتا تھا۔ یہاں آنے کی ہمت بھی صرف وہی لوگ کر سکتے تھے جن کا تعلق یا تو شاہی خاندان سے ہو یا وہ خطاب یافتہ ہوں یا پھر ایسی حیثیت کے مالک ہوں کہ اس جیسے کسی ہوٹل میں داخل ہوں تو کم سے کم درجن بھر ملازم دروازے پر ان کے منتظر ہوں۔

اس وقت ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی ایسی ہی پُروقار حیثیت کے مالک تھے۔ ان کا تعلق مختلف ممالک اور مختلف قوموں سے تھا۔ قیمتی لباس اور چہروں کی سنجیدگی ان کے وقار میں اضافے کا باعث بن رہی تھی' بے داغ وردیوں میں ملبوس ہوٹل کے ویٹر اپنے افسر اعلیٰ جولیس کی نگرانی میں بڑی چابکدستی سے معزز گاہکوں کی خدمات بجالا رہے تھے۔ ماحول بڑا خوابناک تھا۔ کھڑکیوں کی راہ سے ہوا کے جھونکوں کے ساتھ آنے والی پھولوں کی مہک سحر سا طاری کر رہی تھی۔ فرش پر بچھے ہوئے دبیز ایرانی قالین پر پیر ٹخنوں تک دھنسے جارہے تھے۔ گرینڈ بیلون ہوٹل کی انتظامیہ کو اپنی ان شاندار روایات پر فخر تھا۔ اس ہوٹل کی تاریخ شاہد تھی کہ یہاں کبھی کوئی معمولی سا بھی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ یہاں کے ویٹر اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اور وہ یہاں آنے والے معزز گاہکوں کی نفسیات سمجھنے کی پوری صلاحیت رکھتے تھے لیکن کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس شام ایک ایسا واقعہ بھی پیش آئے گا کہ لوگ حیرت سے دانتوں میں انگلیاں داب لیں گے۔

ہوٹل کا ہیڈ ویٹر جولیس ایک طرف کھڑا اپنے ماتحتوں کی کارکردگی کا جائزہ لے رہا تھا پھر اس کی نظریں کھڑکی کے قریب والی میز پر بیٹھے ہوئے اس شخص کی طرف اٹھ گئیں جو ہر لحاظ سے ہال میں موجود دوسرے افراد سے کچھ زیادہ ہی پُروقار نظر آرہا تھا۔ مصروفیت کے باعث ابھی تک کوئی ویٹر آرڈر لینے کے لئے اس تک نہیں پہنچا تھا۔ کسی گاہک کو زیادہ دیر تک منتظر رکھنا ہوٹل کے آداب کے خلاف تھا۔ جولیس کسی ویٹر کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے کی بجائے خود اس کی میز پر پہنچ گیا۔ "یس سر۔" اس نے خم ہوتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں اسے اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ وہ شخص کسی گہری سوچ میں غرق تھا اس لئے جولیس کی موجودگی کو محسوس نہ کرسکا۔ جولیس کو ایسے لوگوں سے چڑ تھی جو اس انداز میں دوسروں کو نظرانداز کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے جب وہ دوبارہ بولا تو اس کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔ "میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں جناب؟"

"اوہ ہاں!" وہ ادھیڑ عمر آدمی جیسے چونک گیا۔ چند لمحوں تک جولیس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتا رہا پھر بولا۔ "میرے لئے ایک اینجل کِس لاؤ۔"

"معاف کیجئے جناب' میں سمجھا نہیں۔" جولیس نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں نے کہا کہ میرے لئے ایک اینجل کِس لاؤ۔ اب زیادہ تاخیر نہ کرو۔ میرا وقت بہت قیمتی ہے۔"

"اگر یہ کوئی امریکی مشروب ہے تو مجھے افسوس ہے کہ ہم اس سلسلے میں آپ کی کوئی خدمت نہ کر سکیں گے۔" یہ کہتے ہوئے جولیس کا لہجہ کسی حد تک بلند ہو گیا۔ اطراف کی میزوں پر بیٹھے ہوئے لوگ اس طرح اسے دیکھنے لگے جیسے اس کا یہ انداز انہیں سخت ناگوار گزرا ہو۔

"میرا خیال تھا کہ یہ چیز یہاں دستیاب ہو سکتی ہے لیکن خیر اگر تیار نہیں تو تم اسے تیار کرسکتے ہو۔" اس آدمی نے جواب دیا۔

"یہ کوئی امریکی ہوٹل نہیں ہے جناب۔" جولیس کا لہجہ اگرچہ مؤدبانہ ہی تھا لیکن اس میں ہلکی سی تلخی کا عنصر موجود تھا۔ ادھیڑ عمر کا وہ شخص اس طرح سیدھا ہو کر بیٹھ گیا

جیسے جولیس کا یہ جواب اس کے لئے قطعی غیرمتوقع ہو۔ وہ چند لمحے جولیس کا جائزہ لیتا رہا جو سیدھا کھڑا اپنی سرخ مونچھوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

"یہ مشروب تیار کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں۔" ادھیڑ عمر شخص متحمل لہجے میں بولا۔ "میراشیو کریم اور بیئر کی ایک سی مقدار ملا دو۔ اسے حل کرنے یا ہلانے کی ضرورت نہیں۔ بس اسی طرح میرے پاس لے آؤ اور بار ٹینڈر کو بھی بتا دو کہ یہ نسخہ نوٹ کرلے کیونکہ ایسے موسم میں رات کے کھانے سے پہلے ہمیشہ اینجل کِس لیتا ہوں۔"

"میں ابھی آپ کے پاس مشروب بھجوا دیتا ہوں جناب۔" جولیس کہتا ہوا وہاں سے ہٹ گیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اسے معزز گاہک کا یہ رویہ قطعی پسند نہیں آیا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ جس طرح وہ گاہکوں کے ساتھ احترام سے پیش آتا ہے اسی طرح گاہک بھی اس کی عزت کریں۔ کچھ دیر بعد ادھیڑ عمر کے اس معزز گاہک کی میز پر مشروب سرو کر دیا گیا اور اس کے فوراً بعد جولیس مِس اسپنسر کے دفتر میں پہنچ گیا۔ اس دفتر کی دو دیواریں شیشے کی تھیں جہاں سے داخلی ہال اور اسموکنگ روم کے مناظر صاف نظر آتے تھے۔ اس وسیع و عریض کمرے کا ایک حصہ دفتری سٹاف کے لئے مخصوص تھا جبکہ باقی حصے پر مِس اسپنسر قابض تھی۔ مِس اسپنسر ہی یہاں کی انچارج تھی۔ گرینڈ بیلون جیسے بڑے ہوٹلوں میں منیجر کے فرائض عام طور پر کوئی مرد ہی انجام دیتا ہے لیکن بیلون ہوٹل کی اپنی الگ روایات تھیں۔ عورت ہونے کے باوجود مِس اسپنسر نے پورے ہوٹل کا نظام بڑی عمدگی سے سنبھالا ہوا تھا۔ مِس اسپنسر کی ملازمت ہوٹل کے افتتاحی دن سے شروع ہوئی تھی اور اس نے آج تک کسی کو شکایت کا موقع نہیں دیا تھا۔ اس کی اصلی عمر کا اندازہ لگانا تو بہت دشوار تھا لیکن شام کو جب وہ سیاہ لباس پر سفید رنگ کا چمکتا بروچ اور جسم پر ہلکا سا زیور سجا کر ہال کا چکر لگاتی تو اس کی طرف اٹھی ہوئی لوگوں کی نظریں جھکنا بھول جاتیں۔ مِس اسپنسر کو ایک چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا بھی کہا جاسکتا تھا۔ وہ اگرچہ کبھی باہر نہیں گئی تھی لیکن بحری جہازوں کی آمدورفت کے اوقات' شہر کے تمام تھیٹروں کے پروگرام اور اس قسم کی تمام تازہ ترین معلومات حاصل تھیں جن سے ہوٹل میں قیام کرنے والوں کو دلچسپی ہو سکتی تھی۔ اس کی ان معلومات کا ذریعہ اس کے وہ خاص خاص دوست تھے جنہیں وہ دن بھر

فون کرتی رہتی تھی۔ اس وقت بھی ایک ایسی ہی اطلاع حاصل کرنے کے بعد اس نے فون کا ریسیور رکھا ہی تھا کہ ہوٹل کا ہیڈ ویٹر جولیس دفتر میں داخل ہوا۔

"روم نمبر ایک سو سات میں کون رہائش پذیر ہے؟" جولیس نے پوچھا۔

"مسٹر تھیوڈور راکسول' نیو یارک سے آئے ہیں۔" مِس اپنسر نے رجسٹر دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے پہلے ہی شبہ تھا کہ اس کا تعلق نیویارک سے ہے۔" جولیس نے کہا۔ پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوبارہ بولا۔ "لیکن وہ انگلش تو میری اور تمہاری طرح بالکل شستہ لہجے میں بولتا ہے۔ عجیب آدمی ہے۔ "اینجل کِس" مانگ رہا تھا۔ اسے دو تین چیزوں کا آمیزہ کہہ لو۔ کہہ رہا تھا کہ مجھے ہر شام اینجل کِس چاہئے۔ میرے خیال میں زیادہ دن یہاں نہیں رہے گا۔"

جواب دینے کی بجائے مِس اپنسر کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آگئی۔ اسے یقین تھا کہ جولیس بھی راکسول کا نام سن کر اس کے بارے میں سب کچھ جان گیا ہوگا۔ راکسول امریکہ یا غالباً دنیا کا تیسرے نمبر کا امیر ترین آدمی تھا۔ مِس اپنسر چند لمحے اس کے بارے میں سوچتی رہی پھر مسکراتی ہوئی نگاہوں سے جولیس کی طرف دیکھنے لگی۔ اپنی جگہ ہر شخص شہنشاہ تھا اور وہ اپنے آپ کو دنیا کا امیر ترین شخص سمجھتا تھا۔ گرینڈ بیبلون ہوٹل میں مالک کے بعد تین افراد کا نام دیوتا کی حیثیت رکھتا تھا۔ جولیس' مِس اپنسر اور روکو۔ روکو ان میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ اس کی آمدنی بھی ان سب سے زیادہ تھی۔ اور وہ لیک آف لارنس پر ایک خوبصورت کاٹیج کا مالک بھی تھا۔ بیبلون کے مقابلے کے بعد دوسرے ہوٹلوں نے روکو کو اپنے ہاں لانے کی بھرپور کوشش کی تھی لیکن اس نے ہر مرتبہ انکار کر دیا۔ وہ جانتا تھا کہ اگرچہ دوسرے ہوٹلوں میں اسے گرینڈ بیبلون سے زیادہ آمدنی ہوگی لیکن وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ اس طرح اس کا وقار مجروح ہوگا۔ وہ اس اصول پر کاربند تھا کہ پتھر اپنی جگہ پر ہی بھاری ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ لڑھک جائے تو پھر اِدھر سے اُدھر ہوتا رہتا ہے اور پھر گرینڈ بیبلون ہوٹل سے جو عظمت وابستہ تھی وہ اس سے بھی محروم ہونا نہیں چاہتا تھا۔

ایک اونچے پشتے پر بنے ہوئے گرینڈ بیبلون ہوٹل کی عمارت ساڑھے تین سو کمروں پر مشتمل تھی۔ اگرچہ ایک چوتھائی میل کے اندر اندر ہوٹل ایسے بھی تھے جن میں چار سو اور چھ سو کمرے تھے لیکن گرینڈ بیبلون کی بات ہی اور تھی۔ یہ لندن کا واحد ہوٹل تھا جہاں شاہی خاندان کے افراد کی آمدورفت کے لئے ایک الگ دروازہ مخصوص تھا۔ جس دن کسی شاہی خاندان کا کوئی فرد بیبلون کے ہال کو رونق نہ بخشتا وہ نہایت واہیات دن سمجھا جاتا۔ مگر ایسا بہت کم ہوتا تھا۔ اور کچھ نہیں تو کوئی جرمن شہزادہ یا ہندوستان کی کسی ریاست کا مہاراجہ ہی اس ہوٹل کی شان میں اضافے کا باعث ضرور بنتا۔

۱۸۶۹ء میں فیلکس بیبلون نے جب اس ہوٹل کا سنگ بنیاد رکھا تو اس بات کو خاص طور پر پیش نظر رکھا تھا کہ یہاں دنیا بھر کے شاہی خاندانوں کی دلچسپی کا سامان موجود ہے اور یہی اس کی کامیابی کا راز تھا۔ فیلکس بیبلون کا تعلق سوئٹزرلینڈ کے ایک ایسے خاندان سے تھا جو کئی پشتوں سے ہوٹل کا کاروبار کرتا چلا آرہا تھا۔ اس طرح یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ کاروبار کے اس شعبے میں ذہانت اسے ورثے میں ملی تھی۔ یورپ کے تمام شاہی درباروں سے اس کا رابطہ قائم تھا۔ وہ اپنے ہوٹل میں شہزادوں کی دعوتیں کرنے میں بھی روپیہ پانی کی طرح بہاتا رہا تھا۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کوئی شہزادہ لندن میں قیام کے لئے بیبلون کے علاوہ کسی دوسرے ہوٹل کا رخ نہیں کر سکتا تھا۔

گرینڈ بیبلون کی ایک خاصیت یہ بھی تھی کہ دوسرے ہوٹلوں کی طرح اس کی عمارت پر کوئی نیون سائن یا بورڈ نہیں تھا۔ دروازے پر ہوٹل کے نام کی چھوٹی سی پلیٹ تک موجود نہیں تھی۔ اسٹرینڈ سے پھوٹنے والی ایک تنگ سی سڑک کے اختتام پر بھورے رنگ کی ایک عمارت نظر آتی ہے جس کے مہاگنی کے محرابی دروازوں کے سامنے چوبیس گھنٹے باوردی دربان مستعد کھڑے نظر آتے ہیں۔ یہی گرینڈ بیبلون ہوٹل ہے۔ اگر آپ کو کبھی اس ہوٹل میں جانے کا اتفاق ہو اور آپ یہاں قیام کرنا چاہیں تو آپ کو صرف اتنا کرنا ہوگا کہ اپنا کارڈ مِس اپنسر کو بھجوا دیں یہاں کسی قسم کا بھاؤ تاؤ نہیں کیا جاتا۔ ہر چیز مقررہ وقت پر اور آپ کی خواہش کے مطابق ملے گی اور بل آپ کے سامنے اس خوبصورتی اور مہذب انداز میں پیش کیا جائے گا کہ آپ منہ سے ایک لفظ نکالے بغیر اپنی جیبیں خالی

کردیں گے۔ یہ ہوٹل کی پالیسی ہے کہ گاہکوں کو کسی بات پر مجبور نہیں کیا جاتا۔ نہ کوئی آپ سے یہ درخواست کرے گا کہ ہمارے ہوٹل میں قیام کیجئے اور نہ آپ سے یہاں دوبارہ آنے کی درخواست کی جائے گی۔ یہ آپ کی استطاعت پر ہے کہ آئندہ کبھی آپ اس طرف کا رخ کرتے ہیں یا نہیں۔ لندن کا یہ ہوٹل امریکی ہوٹلوں سے قطعی مختلف ہے۔ یہاں گاہکوں کو صرف وہی چیزیں مہیا کی جاتی ہیں جو یہاں کی مینو میں شامل ہوں۔ یہ شاید پہلا موقع تھا کہ ہوٹل کے ہیڈ ویٹر جولیس نے اپنے ایک معزز گاہک راکسول کو اینجل کِس مہیا کی تھی۔ ایک ایسی کاک ٹیل جو پہلے اس ہوٹل میں متعارف نہیں تھی۔

"کیا مسٹر تھیوڈور راکسول کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟" جولیس نے دوبارہ گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے مِس اسپنسر سے پوچھا۔

"ہاں' مِس راکسول' وہ کمرہ نمبر ایک سوگیارہ میں مقیم ہے۔" مِس اسپنسر نے جواب دیا۔

"کون سے کمرے میں؟" جولیس نے بائیں طرف کی مونچھ کو انگلیوں سے تھپتھپاتے ہوئے دوبارہ پوچھا۔

"کمرہ نمبر ایک سوگیارہ! مجھے افسوس ہے کہ مسٹر راکسول والی منزل پر اٹیچ باتھ روم اور ڈریسنگ روم والا ایسا کوئی کمرہ نہیں تھا جو اسے دیا جاتا۔" مِس اسپنسر نے اس لہجے میں جواب دیا جیسے ایک ہی منزل پر دونوں کمرے نہ دینے پر افسوس ہو رہا ہو۔

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ تم نے مسٹر راکسول اور اس کی بیٹی کو یہ کیوں نہیں بتایا کہ ہم ان کی میزبانی نہیں کرسکتے۔"

"کیونکہ اس وقت باب میرے قریب ہی موجود تھا۔" مِس اسپنسر نے جواب دیا۔

ہوٹل کے مالک فیلکس بیبلون کو یہ نام جولیس ہی نے دیا تھا۔ اس کے علاوہ مِس اسپنسر اور روکو کے سوا کسی کو اس کی بھنک نہیں پڑی تھی۔ بیبلون کا یہ نام لینے کی جسارت صرف وہی تینوں کر سکتے تھے۔ "بہتر ہوگا کہ آج رات مِس راکسول کے لئے دوسرے کمرے کا انتظام کر دیا جائے۔" جولیس نے کہا۔ پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوبارہ بولا۔ "خیر یہ مسئلہ بھی تم مجھ پر چھوڑ دو۔ اوہ آٹھ بجنے میں صرف تین منٹ رہ گئے ہیں۔

مجھے ڈائننگ ہال میں پہنچ جانا چاہئے۔" وہ ہتھیلیاں مسلتا ہوا باہر نکل گیا۔ مِس اسپنسر اس کی اس عادت سے اچھی طرح واقف تھی۔ جولیس اس انداز میں صرف اسی وقت ہتھیلیاں مسلا کرتا تھا جب کوئی بہت اہم بات ہو۔

ٹھیک آٹھ بجے ڈائننگ روم میں کھانا سرو کر دیا گیا۔ کھانے کے دوران کھڑکی کے قریب والی چھوٹی میز پر ایک نوجوان خاتون اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا لباس اگرچہ پیرس کی نمائندگی کر رہا تھا۔ مگر چہرہ دیکھ کر بلاشبہ کہا جاسکتا تھا کہ اس کا تعلق نیویارک سے ہے۔ چہرے کے تاثرات اس کی شخصیت کی عکاسی کر رہے تھے۔ چہروں کو پڑھنے والا کوئی بھی شخص بتا سکتا تھا کہ وہ اپنی بات منوانا اور دوسروں سے کام لینا جانتی ہے۔ اس کی تئیس سالہ زندگی والدین کی ایک مخصوص تربیت کی حامل نظر آرہی تھی۔ خوبصورت خاتون نے مایوسانہ نگاہوں سے اپنے سامنے رکھے ہوئے مینو کارڈ کی طرف دیکھا پھر ہال پر طائرانہ نگاہ ڈالی اور کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی جہاں سے دریائے ٹیمز کی پُرسکون لہریں صاف نظر آرہی تھیں۔ ایک لمحے کو وہ دریائے ہڈسن کے بارے میں سوچے بغیر نہ رہ سکی جس کی طوفانی لہریں اپنے سامنے کسی کو نہیں ٹکنے دیتیں۔ ہڈسن کے کنارے اس کے باپ کا وہ خوبصورت کاٹیج بھی تھا جس کی مالیت ایک لاکھ ڈالر سے کچھ اوپر تھی۔ ٹیمز کی پُرسکون لہروں سے نظریں ہٹا کر وہ ایک بار پھر مینو کارڈ کی طرف دیکھنے لگی۔ اسے کھانوں کی اس فہرست میں کوئی بھی چیز پسند نہیں آئی تھی۔

"نیلا! مجھے افسوس ہے کہ تمہیں انتظار کرنا پڑا۔" مسٹر راکسول کی آواز نے اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ نیلا کا اصل نام ہیلن تھا لیکن مسٹر راکسول کبھی کبھار اسے نیلا کے نام سے مخاطب کر لیا کرتے تھے۔

"آپ ہر معاملے میں تاخیر کے عادی ہوچکے ہیں ڈیڈی۔" اس نے خفیف سی مسکراہٹ سے جواب دیا۔ اس کا یہ انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس معاملے میں اپنے باپ سے ناراض ہونے کا بھی حق محفوظ رکھتی ہے۔

"ایسا صرف چھٹی کے دن ہوتا ہے۔" مسٹر راکسول بھی جواب میں مسکرا دیئے۔ بہرحال آج کھانے میں کیا ہے؟"

"کچھ نہیں۔"

"تب پھر یہی چلے گا۔ میں اس وقت بڑی شدت کی بھوک محسوس کر رہا تھا' اور تم جانتی ہو کہ جب بھوک لگی ہو تو میں ہر وہ چیز حلق سے اتار سکتا ہوں جو سامنے آجائے۔"

نیلا نے مینو کارڈ اٹھالیا اور اونچی آواز میں کھانوں کی فہرست پڑھنے لگی لیکن چند نام پڑھنے کے بعد ہی بڑبڑائی۔ "لعنت ہو ان لوگوں پر ایسے سہانے موسم میں یہ بیکار کھانے۔"

"ارے!" مسٹر راکسول نے عجیب سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ "لیکن..... یہ تو یورپ کے بہترین کھانے ہیں۔"

"ڈیڈی! شاید آپ یہ بھول چکے ہیں کہ یہ میری سالگرہ کا دن ہے۔" نیلا نے چبھتی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں ہر بات بھول سکتا ہوں لیکن اپنی پیاری بیٹی کی سالگرہ نہیں بھول سکتا۔"

"اسی لئے آپ اتنے مطمئن نظر آرہے ہیں۔" نیلا نے معنی خیز لہجے میں جواب دیا۔ "یہ شاید میری پہلی سالگرہ ہے جو اس طرح خاموشی سے دبے قدموں گزری جا رہی ہے؟"

"کیا کہنا چاہتی ہو؟" مسٹر راکسول نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ ویسے وہ نیلا سے ہر اس بات کا متوقع تھا جو ایک خودسر اور ضدی بیٹی اپنے باپ سے کہہ سکتی تھی۔

"تب پھر آج کا کھانا سادہ اسٹیک اور "باس" کی بوتل پر مشتمل ہونا چاہئے۔ سالگرہ منانے کا یہ سادہ انداز میری دلی خواہش کے عین مطابق ہوگا۔" نیلا نے جواب دیا۔

"لیکن..... بیلون میں اسٹیک اور بیئر' یہ ناممکن ہے۔" راکسول نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ "علاوہ ازیں تیئس سال سے کم عمر کی عورتوں کو "باس" پینے کی اجازت نہیں جبکہ تم ابھی تک....."

"میں نے اسٹیکس اور باس کہا تھا۔" انیلا اس کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔ "جہاں تک عمر کا سوال ہے تو میں چوبیسویں سال میں داخل ہو رہی ہوں۔"

ہلکی سی کھانسی کی آواز سن کر وہ دونوں چونک گئے۔ ہیڈ ویٹر جولیس میز کے قریب

کھڑا تھا۔ جولیس عام طور پر کسی میز پر خدمات انجام نہیں دیتا تھا۔ وہ صرف گھوم پھر کر اس بات کا جائزہ لیا کرتا تھا کہ کسی کو کوئی شکایت تو نہیں۔ ہوٹل کے مستقل گاہکوں میں جو لوگ اس بات کو جانتے تھے وہ کبھی جولیس کو اپنی میز پر خدمات انجام دیتے دیکھ کر خوشی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہتے تھے۔ تھیوڈور راکسول نے اس کی طرف دیکھا۔ ایک لمحہ توقف کیا اور پھر لاپرواہی کے انداز میں اسے اپنا آرڈر نوٹ کروا دیا۔ "دو افراد کے لئے اسٹیک اور "باس" کی ایک بوتل۔"

"یہ اشیاء ہمارے مینو میں شامل نہیں ہیں جناب!" جولیس نے جواب دیا۔

"اگر مینو میں شامل نہیں ہیں تو کیا ہوا۔ ہمیں یہی چیز پسند ہے اور تمہیں ہماری پسند کا احترام کرنا چاہئے۔" راکسول بولا۔

"بہت اچھا جناب۔" جولیس کہتا ہوا اس دروازے میں داخل ہوگیا جو ملازموں کی آمدورفت کے لئے مخصوص تھا لیکن کچن تک جانے کی بجائے چند منٹ وہیں کھڑا رہا پھر واپس آکر مؤدبانہ لہجے میں بولا۔ "مسٹر روکو کا خیال ہے کہ وہ کم از کم آج رات یہ چیز آپ کی خدمت میں پیش نہیں کر سکے گا۔"

"مسٹر روکو.....؟" راکسول سوالیہ نگاہوں سے اس کو طرف دیکھنے لگا۔

"جی ہاں' مسٹر روکو۔" جولیس نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

"اور یہ مسٹر روکو کون ہے؟"

"ہمارا ہیڈ کک۔" جولیس نے اس لہجے میں جواب دیا جیسے اس سے پوچھا گیا ہو کہ شیکسپیئر کون تھا۔ وہ دونوں چند لمحے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے۔ سینکڑوں میل لمبی ریلوے لائن' کئی قصبوں اور کانگریس میں ساٹھ ووٹوں کا مالک تھیوڈور راکسول کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک معمولی سا ویٹر یا ہوٹل کی انتظامیہ اس کی خواہش کو اس طرح مسترد کر دے گی لیکن شاید وہ اس حقیقت سے آگاہ نہیں تھا کہ جب تک یورپ کے قدم مضبوط ہیں امریکہ کے کروڑ پتیوں کی ایک پوری رجمنٹ بھی اسے جھکنے پر مجبور نہیں کر سکتی۔ اس کے برعکس جولیس پرسکون انداز میں اس طرح کھڑا تھا جیسے اسے اپنی فتح کا یقین ہو۔ اس کی نظریں کہتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ "تم اینجل کس کے معاملے میں

مجھے شکست دے چکے ہو لیکن اب ایسا نہیں ہوگا۔"

"ایک منٹ نیلا۔" راکسول کہتا ہوا اٹھ گیا۔ "میں ایک سیکنڈ میں آتا ہوں۔" وہ دبیز قالین پر نپے تلے قدم اٹھاتا ہوا ایک طرف بڑھ گیا۔ ڈائننگ ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ وہ بیس سال بعد لندن آیا تھا اور یہاں کے لوگوں کے لئے قطعی اجنبی تھا۔ کسی کو علم نہیں تھا کہ وہ امریکہ کا تیسرا امیر ترین آدمی ہے۔ اگر کسی نے اس کی طرف دیکھا بھی تھا تو چہرے کے تاثرات سے یہ اندازہ لگایا تھا کہ وہ اس وقت سخت غصے کی حالت میں ہے۔

جولیس خاموشی سے وہاں سے ہٹ کر ہال کے ایک کونے میں جا کھڑا ہوا۔ وہ بھس میں چنگاری پھینک چکا تھا اور اب نتائج کا منتظر تھا اور اتنی بات وہ بہرحال جانتا تھا کہ آج تک جس نے بھی کسی ہوٹل کے ہیڈ ویٹر سے ٹکر لینے کی کوشش کی تھی اسے منہ کی کھانی پڑی۔

☆======☆======☆

جولیس کو شاید اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ راکسول اپنی دولت کے بل بوتے پر کیا کچھ کرسکتا ہے۔ اگر اسے ذرا سا بھی شائبہ ہوتا تو وہ ان دونوں کی مطلوبہ چیزیں فراہم کرنے کے بارے میں ضرور سوچتا۔

راکسول تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مِس اسپنسر کے کمرے میں داخل ہوگیا۔ مِس اسپنسر اسے دیکھ کر چونک سی گئی۔ "میں مسٹر بیبلون سے ملنا چاہتا ہوں۔" راکسول اس کے سامنے رکتے ہوئے بولا۔ "اس میں ایک لمحے کی تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔"

"مجھے افسوس ہے۔" مِس اسپنسر نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ دراصل یہ بھی اس کے فرائض میں شامل تھا کہ ہوٹل کے مہمانوں میں سے اگر کوئی مسٹر بیبلون سے ملنا چاہے تو اسے خوبصورتی سے ٹال دیا جائے۔

"مجھے تمہارے اظہارِ تاسف کی ضرورت نہیں۔" راکسول اس کی بات کاٹتے ہوئے تیز لہجے میں بولا۔ "میں اس سے ایک کاروباری سلسلے میں ملنا چاہتا ہوں اگر یہ کوئی عام ہوٹل ہوتا تو میں تمہارے ہاتھ میں چند سکے تھما دیتا پھر کوئی عذر نہ کرتیں۔ مگر یہ ہوٹل

دوسروں سے مختلف ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے ملازمین کا بھی کوئی معیار ہونا چاہئے۔ اس لئے کوئی رشوت پیش کرنے کی بجائے ایک بار پھر اپنی بات دہراؤں گا کہ میں ایک بہت ہی اہم کاروباری معاملے میں مسٹر بیبلون سے ملنا چاہتا ہوں۔ تم اسے ایمرجنسی کہہ سکتی ہوں۔ میرا نام راکسول ہے۔ تھیوڈور راکسول، سمجھیں۔"

"تھیوڈور راکسول آف نیویارک؟" دروازے کی طرف سے ایک سوالیہ آواز ابھری۔ لہجہ کسی حد تک غیر ملکی تھا۔ راکسول تیزی سے دروازے کی طرف گھوم گیا جہاں ایک قدرے پستہ قامت شخص کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر فرانسیسی نقوش کی جھلک تھی۔ سر انڈے کے چھلکے کی طرح صاف، سرخی مائل چھوٹی سی داڑھی، لمبا فراک کوٹ، آنکھوں پر نفیس فریم کی عینک جو چاندی کی ایک نازک سی زنجیر سے منسلک تھی۔ نیلی آنکھوں میں جھیل کی سی گہرائی نظر آرہی تھی۔

"دنیا میں صرف ایک ہی تھیوڈور راکسول ہے۔" راکسول نے متکبرانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تم مجھ سے ملنا چاہتے تھے؟" دروازے میں کھڑے ہوئے شخص نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا تم ہی فیلکس بیبلون ہو؟" راکسول نے اسے گھورا۔ اس شخص نے اثبات میں سر ہلادیا۔ "اس وقت میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش صرف تم سے ملاقات کرنا ہے۔ میں تم سے پُرسکون ماحول میں صرف چند منٹ بات کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اس مختصر سی ملاقات میں معاملہ طے ہوجائے گا۔" راکسول نے جواب دیا۔ بیبلون چند لمحے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اسے اپنے دفتر کی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے راہداری کے اختتام پر واقع ایک کمرے میں داخل ہوگئے۔ اس کمرے کی شاہانہ آرائش دیکھ کر راکسول کو قطعاً تعجب نہیں ہوا۔ کسی لکھ پتی سے ایسی ہی فضول خرچی کی توقع کی جاسکتی تھی۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد وہ دونوں آمنے سامنے سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ راکسول اس لحاظ سے خوش قسمت ثابت ہوا تھا کہ وہ اس وقت بیبلون کے کمرے میں موجود تھا۔ ورنہ بیبلون نے آج تک اپنے ہوٹل کے کسی مہمان کو شرفِ

ملاقات نہیں بخشا تھا۔ اگر وہ عین وقت پر مس اسپنسر کے کمرے میں داخل نہ ہوتا اور راکسول اس سے کسی معاملے کی بات نہ کرتا تو کوئی بھی چیز اسے راکسول سے ملنے پر مجبور نہیں کرسکتی تھی۔ اس کے برعکس راکسول اس خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ بیلون اس کی دولت اور شخصیت سے متاثر ہوکر اس سے تنہائی میں فوری ملاقات پر آمادہ ہوگیا تھا۔

"کچھ عرصے پہلے۔" راکسول نے تمہید کے بغیر کہنا شروع کیا۔ "میں نے نیویارک کے اخبارات میں پڑھا تھا کہ کسی لمیٹڈ کمپنی سے تمہارے اس ہوٹل کا سودا ہو رہا ہے لیکن لگتا ہے کہ بات نہیں بنی۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔" بیلون نے کسی ہچکچاہٹ کے بغیر جواب دیا۔ "بعض وجوہ کی بناء پر بات نہیں بن سکی۔"

"کیا جس قیمت پر سودا ہو رہا تھا اس سے تم مطمئن تھے؟" راکسول نے دریافت کیا۔

"بالکل مناسب قیمت لگائی گئی تھی۔" بیلون نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا میں وہ قیمت دریافت کرسکتا ہوں؟"

"کیا تم میرا یہ ہوٹل خریدنا چاہتے ہو مسٹر راکسول؟" بیلون نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اور میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تم یہ ہوٹل بیچنا چاہتے ہو؟"

"بالکل!" بیلون مسکرایا۔ "اگر شرائط مناسب ہوں تو۔ اس وقت اس کی قیمت چار لاکھ پونڈ لگائی گئی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی میری یہ شرط بھی ہوگی کہ خریدار زیادہ رقم لے کر اس ہوٹل کو کسی لمیٹڈ کمپنی میں ضم نہیں کرے گا۔"

"اگر اجازت ہو تو ایک بات جاننا چاہتا ہوں مسٹر بیلون۔" راکسول اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے بولا۔ "گزشتہ چار برسوں میں اس کے منافع کی اوسط کیا رہی ہے؟"

"چونتیس ہزار پونڈ سالانہ۔" بیلون نے جواب دیا۔

"سودا طے سمجھو۔" راکسول نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ "اگر تم

مناسب سمجھو تو اسی وقت معاہدہ تحریر کیا جاسکتا ہے۔"

"تم نے بڑی عجلت میں اتنا بڑا فیصلہ کرلیا ہے مسٹر راکسول یا پھر میں یہ سمجھوں کہ تم بہت عرصے سے اس معاملے پر سوچ رہے تھے؟"

"نہیں۔ یہ فیصلہ میں نے فوری طور پر کیا ہے۔" راکسول گھڑی دیکھتے ہوئے بولا۔ "یوں سمجھو کہ اس پر سوچنے کے لئے مجھے صرف چھ منٹ کا وقت ملا تھا۔"

بیلون کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔ وہ اس طرح آگے کو جھک گیا جیسے ایک معزز ہستی کو تعظیم دے رہا ہو۔

"اب زیادہ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں مسٹر بیلون۔" راکسول بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "تم میرے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو اور میں بھی تم سے مطمئن ہوں۔ ہم ایک دوسرے پر اعتماد کرسکتے ہیں میرے لئے یہ ہوٹل خریدنا ایسا ہی ہے جیسے میں نے کوئی معمولی سی گھڑی خرید لی ہو۔"

"کیوں نہیں۔" بیلون مسکراتے ہوئے بولا۔ "معاہدے کا مسودہ تیار کرنے میں چند منٹ لگیں گے اور میرا خیال ہے کہ تم نے ابھی تک کھانا نہیں کھایا۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ کھانے کے بعد اطمینان سے معاہدے کی تفصیلات طے کرلی جائیں۔"

"ہاں' میں نے واقعی ابھی تک کھانا نہیں کھایا لیکن یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں۔ اگر تم مسٹر روکو کو یہاں طلب کرسکو تو میں بہت ہی ممنون ہوں گا۔" راکسول نے جواب دیا۔

"مسٹر روکو.....!" بیلون نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا۔ "کیا واقعی تم اس سے ملنا چاہتے ہو؟"

"ہاں' میں اپنے کھانے کے بارے میں اسے کچھ ہدایات دینا چاہتا ہوں۔" راکسول نے جواب دیا۔

"روکو بہت عظیم ہے۔" بیلون نے یہ کہتے ہوئے گھنٹی کے بٹن پر انگلی کا دباؤ ڈال دیا۔ گھنٹی بجتے ہی ایک باوردی ملازم دروازے میں نمودار ہوگیا۔ بیلون نے روکو کو یہاں بھیج دینے کی ہدایت کی اور راکسول کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم روکو کو کیا تنخواہ دے رہے ہو؟" راکسول نے دریافت کیا۔

"دو ہزار پونڈ سالانہ اور ایک سفیر کے مساوی مراعات۔"

"میں اسے سفیر کی مراعات کے علاوہ تین ہزار پونڈ دوں گا۔" راکسول نے کہا اور اسی لمحے روکو کمرے میں داخل ہوا۔ وہ ایک طویل القامت آدمی تھا جسم دبلا پتلا اور ہاتھ عورتوں کی طرح نازک اور ملائم۔ پتلی پتلی لمبی مونچھیں اس کی شخصیت میں بڑا عجیب سا تاثر پیدا کر رہی تھیں۔

"روکو!" ہیبلون اس سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔ "ان سے ملو یہ نیویارک کے تھیوڈور راکسول ہیں۔"

"گڈ۔" روکو کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ "آپ کو شاید عظیم کروڑ پتی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔"

"تمہاری اطلاع درست ہے۔" راکسول نے کہا۔ پھر بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "مسٹر روکو تم پہلے شخص ہو جسے میں یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ یہ ہوٹل میں نے خرید لیا ہے۔ اگر تم یہاں اپنی ملازمت جاری رکھنا چاہو تو موجودہ تمام مراعات کے علاوہ میں تمہیں تین ہزار پونڈ تنخواہ کی پیشکش کرتا ہوں۔"

"تین ہزار پونڈ۔" روکو نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں' تین ہزار۔" راکسول نے بے نیازی سے کہا۔ "اور اب کیا تم اتنی مہربانی کر سکتے ہو کہ ایک سادہ اسٹیک اور "باس" کی بوتل جولیس کے ذریعے میری میز پر سرو کرا دو۔ ذہن نشین رکھو کہ میں کسی دوسرے ویٹر کی بجائے جولیس کو ترجیح دے رہا ہوں۔ یہ چیزیں اب سے دس منٹ بعد ڈائننگ روم کی میز نمبر سترہ پر پہنچ جانی چاہئیں اور اگر تمہیں زحمت نہ ہو تو کل دوپہر کا کھانا میرے ساتھ کھانا۔"

روکو نے بے اختیار ایک گہرا سانس بھرا' تعظیم کے لئے جھکا اور فرانسیسی زبان میں زیر لب کچھ کہتا ہوا رخصت ہو گیا۔ اس کے پانچ منٹ بعد فیلکس ہیبلون اور راکسول ہوٹل کے لیٹر پیڈ پر لکھے جانے والے ایک مختصر سے معاہدے پر دستخط کر چکے تھے۔ معاہدے کا مسودہ لکھتے ہوئے دونوں میں کسی بات پر اختلاف نہیں ہوا تھا۔ راکسول کو ایک لمحے کے لئے حیرت بھی ہوئی تھی کہ ہیبلون نے بھاؤ تاؤ میں وقت ضائع کرنے کی کوشش نہیں کی

تھی۔

"تم کس تاریخ سے ہوٹل کا چارج لینا چاہتے ہو مسٹر راکسول؟" ہیبلون نے پوچھا۔

"یہ کوئی ایسا اہم مسئلہ نہیں ہے۔ چاہو تو یہ کام آج رات بھی ہو سکتا ہے۔" راکسول نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"جیسی تمہاری مرضی۔" ہیبلون مسکراتے ہوئے بولا۔ "میں بہت عرصے سے اس بزنس میں ریٹائر ہو جانے کی سوچ رہا تھا اور اب جبکہ ڈرامائی انداز میں وہ لمحہ آن پہنچا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ یہاں سے فارغ ہوتے ہی میں سوئٹزرلینڈ چلا جاؤں گا۔ وہ میرا آبائی وطن ہے اور اب میں سوئٹزرلینڈ کا امیر ترین آدمی ہوں۔"

"تم اپنے آپ کو فارغ ہی سمجھو۔ یہ رقم تمہاری کئی پشتوں کے لئے کافی ہو گی۔" راکسول بولا۔

"صرف یہی رقم نہیں۔ میں نے تقریباً پانچ لاکھ پونڈ کی رقم اور بھی محفوظ رکھی ہے۔"

"اتنی بڑی رقم کی ملکیت پر تمہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں مسٹر ہیبلون۔ سوئٹزرلینڈ میں جب یہ رقم فرانکس میں تبدیل ہو گی تو تمہیں کروڑ پتی بنا دے گی۔"

"شکریہ مسٹر راکسول! بات اگر دولت کی آئی ہے تو میں کہہ سکتا ہوں کہ تم بھی بے حساب دولت کے مالک ہو۔" ہیبلون مسکرایا۔

"پچاس ساٹھ لاکھ پونڈ!" راکسول معنی خیز لہجے میں بولا۔ "لیکن بہرحال میں اپنی دولت کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتا۔"

"کیا تمہیں اپنی دولت کے بارے میں کبھی پریشانی لاحق نہیں ہوئی مسٹر راکسول؟"

"کیوں نہیں۔" راکسول مسکرایا۔ "پریشانیاں کسے نہیں ہوتیں اور میں آج کل انہی پریشانیوں سے وقتی طور پر نجات حاصل کرنے کے لئے اپنی بیٹی کے ساتھ لندن میں چھٹیاں منا رہا ہوں۔"

"کیا ہوٹل کی خریداری بھی ذہنی الجھن سے نجات حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تھا؟"

"تمہیں معلوم ہے کہ میں امریکہ میں ہزاروں میل لمبی ریلوے لائن کا مالک ہوں۔

اسے تم ذائقے کی تبدیلی کہہ سکتے ہو۔" راکسول نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے جواب دیا۔

"ذائقے کی تبدیلی؟" بیلون نے عجیب سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ "اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میرا ہوٹل دنیا کا بہترین ہوٹل ہے لیکن تمہیں اس سودے پر تاسف ہوگا۔ یہ سوچنا اگرچہ میرا درد سر نہیں لیکن میں ایک بار پھر دہراؤں گا کہ تمہیں تاسف ہوگا۔"

"میں نے کبھی اپنے کسی فیصلے پر تاسف کا اظہار نہیں کیا۔" راکسول نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"اس کا تجربہ بھی تمہیں آج ہی رات ہوجائے گا۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟" راکسول نے اسے گھورا۔

"اس میں شبہ نہیں کہ تم ریلوے اسٹیل ملز یا کسی بھی بڑے سے بڑے پروجیکٹ کو کنٹرول کرسکتے ہو لیکن یہ گرینڈ بیلون ہوٹل ہے۔ اس کے مسائل کچھ مختلف نوعیت کے ہیں۔ اسے کنٹرول کرنے میں تمہیں خاص دشواریاں پیش آئیں گی۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارے ملازمین دیانتدار نہیں ہیں۔" راکسول نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"تم ٹھیک سمجھے۔ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ وہ مجھے دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔ مجھے ہر ہفتے تقریباً ایک سو پونڈ کا نقصان ہو رہا ہے لیکن مسئلہ صرف یہی نہیں ہے۔ لندن کو دنیا کا سب سے بڑا اور اہم کاروباری مرکز سمجھا جاتا ہے اور میرا ہوٹل..... میرا مطلب ہے تمہارا ہوٹل لندن کے وسط میں ہے۔ یہاں ہر روز وہ لوگ آکر قیام کرتے ہیں جو دنیا کا محور سمجھے جاتے ہیں اور اصل مسئلہ انہی کو کنٹرول کرنے کا ہے۔ یہاں تم جیسے کروڑ پتی بھی آتے ہیں اور بادشاہ اور شہزادے بھی۔"

"مجھے اس اعزاز کا مستحق سمجھنے کا شکریہ لیکن اس میں مشکل کیا ہے؟"

"تم میری بات کا مطلب نہیں سمجھے مسٹر راکسول۔" بیلون اس کے چہرے پر نگاہیں جماتے ہوئے بولا۔ "یہاں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ شہنشاہ بھی اور وہ بھی جو زندگی میں

صرف ایک بار کسی ایسے ہوٹل میں آنے کی خواہش لے کر آتے ہیں۔ تم کسی کو منع نہیں کرسکتے۔ اس کے علاوہ تم نے میرے ملازموں کے بارے میں بھی کچھ کہا تھا۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ بہت اچھے اور بہترین صلاحیتوں کے مالک ہیں لیکن اس کے علاوہ وہ کیا ہیں؟ کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ میرا ہر چوتھا ویٹر کسی یورپین ملک کا جاسوس بھی ہوسکتا ہے۔ مس اسپنسر اور روکو کو اسٹاف میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ وہ میرے ملازم ہونے کے علاوہ کسی اور کے تنخواہ دار بھی ہوسکتے ہیں۔"

"یہ تو اور بھی دلچسپ بات ہے۔ اچھا خاصا ایڈونچر رہے گا۔" راکسول معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

☆======☆======☆

"کہاں غائب ہوگئے تھے ڈیڈی؟" راکسول جب واپس ڈائننگ روم میں پہنچا تو اس کی بیٹی نیلا نے شاکی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"صرف بیس منٹ ہی تو ہوئے ہیں ڈیئر!" راکسول نے گھڑی دیکھتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔

"لیکن آپ صرف ایک منٹ کا کہہ کر گئے تھے۔ آپ کی نظروں میں شاید ایک اور بیس میں کوئی فرق نہیں؟" نیلا نے منہ بنایا۔

"ارے' اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے۔ میں اسٹیک تیار ہونے کا انتظار کررہا تھا۔"

"میرا خیال ہے میری سالگرہ کے لئے یہ سادہ سا کھانا تیار کرانے میں آپ کو خاصی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا ہوگا۔"

"کوئی دشواری پیش نہیں آئی لیکن یہ سادہ سا کھانا اتنا سستا ثابت نہیں ہوا جتنا تم سمجھتی ہو۔"

"کیا مطلب؟" نیلا نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"تمہارے اسٹیک کے لئے مجھے پورے ہوٹل کی قیمت چکانی پڑی ہے۔"

"آپ نے یہ ہوٹل خرید لیا۔" نیلا نے چمکتی ہوئی آنکھوں سے اس کی طرف

دیکھا۔ "اوہ ڈیڈی آپ کتنے اچھے ہیں۔ مجھے آپ پر فخر ہے ڈیڈی۔ کیا آپ سالگرہ کے تحفے کے طور پر یہ ہوٹل مجھے پیش کرنا چاہتے ہیں؟"

"نہیں۔ میں یہ ہوٹل چلاؤں گا۔ خاصی تفریح رہے گی۔ بر سبیل تذکرہ یہ کرسی کس کے لئے ہے۔" اس نے تیسری کرسی کے سامنے میز پر رکھے ہوئے نیپکن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ کرسی میرے ایک دوست کے لئے ہے جو تقریباً پانچ منٹ پہلے یہاں آیا تھا۔ میں نے اسے اپنی سالگرہ کے لئے روک لیا تھا۔ بس آتا ہی ہوگا۔" نیلا نے جواب دیا۔

"کیا میں تمہارے اس دوست کا نام پوچھ سکتا ہوں؟" راکسول نے سوالیہ نگاہوں سے بیٹی کے چہرے کی طرف دیکھا۔

"ڈیموک۔ آپ اسے ریجنالڈ بھی کہہ سکتے ہیں۔ پوسین کے شہزادے اربرٹ کا دوست ہے۔ گزشتہ سال جب میں پیٹرز برگ میں ہیٹی کے ہاں قیام پذیر تھی تو وہیں اس سے میری ملاقات ہوئی تھی۔" نیلا کا جملہ ختم ہوتے ہی ایک جوان اور توانا آدمی سامنے آن کھڑا ہوا۔ وہ ریجنالڈ تھا۔ تعارف کی رسم ادا ہونے کے بعد وہ بھی ان کی گفتگو میں شریک ہوگیا۔ اس کے کچھ دیر بعد ہیڈویٹر جولیس اسٹیک اور باس کی بوتل لے کر پہنچ گیا۔ راکسول نے اس سے نظریں ملانے کی کوشش کی لیکن جولیس نظریں جھکائے کھڑا رہا۔ وہ شاید اپنے آپ میں راکسول سے نظریں ملانے کی جرأت نہیں پا رہا تھا۔ وہ اس کے سامنے سے ہٹ کر کرسی کی پشت پر کھڑا ہوگیا۔ راکسول کی نظریں اچانک ہی سامنے دیوار پر لگے ہوئے آئینے کی طرف اٹھ گئیں جس میں کرسی کی پشت پر کھڑے ہوئے جولیس کا عکس نظر آرہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اسے چونک جانا پڑا۔ اس نے جولیس کو ریجنالڈ کو ایک خفیف سا اشارہ کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

☆======☆======☆

ریجنالڈ کی عمر اگرچہ زیادہ نہیں تھی لیکن گفتگو سے وہ ایک انتہائی ذہین اور تجربہ کار انسان نظر آرہا تھا وہ اور نیلا تقریباً ایک سال بعد ملے تھے اور اس وقت پیٹرز برگ اور اس کے دیگر تفریحی مقامات کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ راکسول پوری توجہ سے ان کی

گفتگو سن رہا تھا جو کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آرہی تھی۔ ان کی باتوں سے راکسول نے بہت جلد محسوس کر لیا کہ ریجنالڈ اپنے بارے میں تفصیل میں جانے سے اجتناب برت رہا تھا۔ وہ یہ بھی اندازہ لگا چکا تھا کہ ماضی میں ریجنالڈ کا تعلق بڑے بڑے شاہی درباروں سے رہا ہے لیکن اسے حیرت تھی کہ وہ پوسین کے پرنس اربرٹ سے کس طرح منسلک ہوگیا۔ پرنس اربرٹ اور پوسین کا نام بھی اس نے پہلی مرتبہ سنا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ جرمنی کی کوئی غیر معروف چھوٹی سی ریاست ہو جس کے بارے میں جرمنی کے باشندے بھی بہت کم معلومات رکھتے ہوں۔

راکسول نے بہت کم ان دونوں کی گفتگو میں حصہ لیا تھا۔ دراصل جب سے اس نے جولیس اور ریجنالڈ کے درمیان اشارے کا تبادلہ ہوتے دیکھا تھا وہ ذہنی طور پر اس میں الجھا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ ممکن ہے نیلا کے اس دوست کے بارے میں تحقیقات کرنا ہوٹل کے لئے مفید ثابت ہو۔ وہ نیلا سے براہ راست اس کے بارے میں کچھ پوچھ بھی نہیں سکتا تھا۔ ممکن ہے نیلا اسے بدگمانی یا بداعتمادی سمجھتی جبکہ راکسول نے اپنی بیٹی کو ہر قسم کی آزادی دے رکھی تھی لیکن ریجنالڈ سے اس کے تعلقات کا یہ انداز اسے بری طرح کھٹک رہا تھا۔ "مسٹر ریجنالڈ۔" راکسول نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "نیلا نے مجھے بتایا تھا کہ تم پوسین کے پرنس اربرٹ کے معتمد خاص ہو۔ میں اپنی کم علمی کا اعتراف کرتے ہوئے یہ پوچھنا پسند کروں گا کہ کیا یورپ میں حکمرانوں کو پرنس کہا جاتا ہے؟"

"ہز ہائی نس حکمران نہیں ہیں اور نہ انہیں حکومت سے کوئی دلچسپی ہے۔" ریجنالڈ نے جواب دیا۔ "پوسین کے تخت پر ہز ہائی نس اربرٹ کا بھتیجا یوجین براجمان ہے۔ ریاست کے حکمران کو گرینڈ ڈیوک کہا جاتا ہے۔"

"بھتیجا۔" نیلا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں' اس میں حیرت کی کیا بات ہے؟" ریجنالڈ نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"لیکن..... میرا خیال تھا کہ پرنس اربرٹ نوجوان ہوگا۔" نیلا نے کہا۔

"پرنس اربرٹ گرینڈ ڈیوک کا تقریباً ہم عمر ہے۔ اس سے پہلے جو گرینڈ ڈیوک

ریاست پر حکومت کرتا تھا اس نے دو شادیاں کی تھیں چچا اور بھتیجے کی ہم عمری کے لئے تم اس دوسری شادی کو بنیادی وجہ سمجھ سکتی ہو۔"

"کیسا عجیب سا لگتا ہے۔ دونوں ہم عمر ہیں اور میرا خیال ہے کہ چچا کو اپنے بھتیجے کے سامنے تمام درباری آداب کا خیال رکھنا پڑتا ہوگا۔"

"گرینڈ ڈیوک اور رابرٹ میں سگے بھائیوں جیسی محبت ہے۔ اس کے لئے گرینڈ ڈیوک کے حضور تمام درباری آداب پورے کرنا ضروری ہیں۔ میں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ پرنس اربرٹ کو ولی عہد کی حیثیت بھی حاصل ہے۔ گرینڈ ڈیوک کے بعد وہی ریاست کے تخت پر رونق افروز ہوگا لیکن ریاست کا حکمران ان دنوں بہت بڑی الجھن میں مبتلا ہے۔ وہ عنقریب شادی کرنے والا ہے۔ شادی کا مطلب ہے کہ اس کے ہاں اولاد بھی ہوگی جسے ریاست کا جائز وارث سمجھا جائے گا لیکن ریجنالڈ....." ایک لمحے کو خاموشی سے اس کے چہرے کا جائزہ لیتا رہا پھر بات پوری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "گرینڈ ڈیوک چاہتا ہے کہ اس کے بعد پرنس اربرٹ ہی ریاست کا وارث ہو۔ میں تمہیں ایک انتہائی راز کی بات بتا رہا ہوں کہ گرینڈ ڈیوک شادی نہیں کرنا چاہتا لیکن ریاست کے قوانین کے مطابق وہ شادی کرنے پر مجبور ہے۔"

"میں نے پوسین کا نام پہلی مرتبہ سنا ہے۔" راکسول اسے اپنی طرف متوجہ کرتے ہوئے بولا۔ "یہ ریاست کہاں پر واقع ہے اور کتنی بڑی ہے کیا تم اس سلسلے میں کچھ بتانا پسند کرو گے؟"

"ڈیڈی۔" نیلا نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "یہ سوال پوچھنے کی تو ضرورت ہی نہیں۔ یہ اندازہ تو آپ خود بھی لگا سکتے ہیں کہ جرمن ڈیوکس کی ریاستیں کیسی ہوتی ہیں۔"

"ہمارا گرینڈ ڈیوک بھی دوسری ریاستوں کے نوابوں کی طرح اپنی ریاست کے رقبے پر مطمئن ہے۔ میں اس کا صحیح رقبہ تو شاید نہ بتا سکوں لیکن آپ اس بات سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے پرنس اربرٹ کے ساتھ پوری ریاست کا دورہ کرنے کا موقع ملا۔ ہم صبح ناشتہ کرکے گھر سے نکلے تھے اور شام کو سورج غروب ہونے سے کچھ پہلے واپس

پہنچ گئے تھے۔" ریجنالڈ نے بتایا۔

"تو پھر میرے خیال میں اسے ریاست کی بجائے جاگیر کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔" راکسول نے کہا۔

"بہت مناسب خیال ہے آپ کا مسٹر راکسول۔" ریجنالڈ نے اس سے اتفاق کیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہارے گرینڈ ڈیوک کو ریاست کے انتظامات کے سلسلے میں زیادہ الجھنیں نہیں ہوں گی اور نہ اسے اپنی ریاست میں زیادہ سفر کرنے کا موقع ملتا ہوگا۔ میرے خیال میں اس کا زیادہ وقت تو گھر پر ہی گزرتا ہوگا؟" نیلا بولی۔

"تمہارا یہ خیال درست ہے کہ اسے ریاست کے انتظامی امور کے سلسلے میں زیادہ پریشانیاں نہیں ہوتیں لیکن وہ اپنے چچا پرنس اربرٹ کی طرح سیرو سیاحت کا شوقین ہے اور ہاں ایک اور راز کی بات بتاؤں جو ابھی تک اس ہوٹل میں کسی کو بھی معلوم نہیں کہ گرینڈ ڈیوک کل اس ہوٹل میں آرہا ہے۔"

"اوہ! کیا واقعی؟" نیلا کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی۔

"ہاں' اور تمہارا یہ خادم اسی سلسلے میں یہاں موجود ہے۔ ایک روز پہلے میری آمد کا مقصد حفاظتی اور دیگر انتظامات کا جائزہ لینا ہے۔" ریجنالڈ نے جواب دیا۔

"تم نے تو شاید یہ بتایا تھا کہ تم اس کے چچا پرنس اربرٹ کے معتمد خاص ہو؟" راکسول نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"یہ درست ہے۔ پرنس اربرٹ بھی گرینڈ ڈیوک کے ہمراہ ہوگا۔ دراصل گرینڈ ڈیوک کی شادی کے سلسلے میں کچھ انتظامات کرنے ہیں میرا خیال ہے آپ میرا مطلب سمجھ رہے ہوں گے۔"

"بہت اچھی طرح۔" راکسول نے زیر لب کہا۔ پھر اونچی آواز میں بولا۔ "کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم باہر ٹیرس میں چل کر بیٹھیں۔"

وہ تینوں ہال سے نکل کر راہداری میں آگئے۔ ٹیرس کی طرف جاتے ہوئے راستے میں ہیڈ ویٹر جولیس نے ریجنالڈ کو روک لیا اور ایک لفافہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بتایا کہ اس کے نام یہ خط ابھی ابھی ایک پیغام رساں دے گیا ہے۔ نیلا اس کے ساتھ ساتھ

چل رہی تھی جب کہ راکسول دو قدم پیچھے تھا۔ نیلا رک کر اپنے باپ کے پہلو میں پہنچ گئی اور سرگوشیانہ لہجے میں بولی۔ "ڈیڈی کیا آپ مجھے میرے دوست کے ساتھ کچھ دیر تنہائی میں بیٹھنے کا موقع دیں گے۔ پلیز ڈیڈی۔"

"میں واقعی بہت احمق ہوں۔ تمہارے اس حکم کی تعمیل ضرور کروں گا۔ تم اپنے دوست کے ساتھ جاؤ اور میں ذرا اپنے ہوٹل کے انتظامی امور کا جائزہ لے لوں۔" راکسول نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہیں سے دوسری طرف مڑ گیا۔

نیلا پھر ریجنالڈ کے قریب آگئی اور دونوں شانہ بشانہ چلتے ہوئے ٹیرس پر پہنچ گئے۔ پھولوں کی خوشبو سے لدے ہوئے ہوا کے جھونکے فضا پر سحر طاری کر رہے تھے۔ دونوں ایک میز پر بیٹھ کر سوفٹ ڈرنکس کی چسکیاں لینے لگے۔ باتیں کرتے ہوئے دونوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی لیکن ان کی آواز اتنی بلند نہیں تھی کہ کوئی تیسرا فرد بھی سن سکتا۔ اس طرف سے گزرنے والے لوگ ان کی طرف دیکھ کر معنی خیز انداز میں مسکرا دیتے۔

ان کی میز پر جولیس خود سروس کر رہا تھا۔ دس بجے کے قریب اس نے مداخلت کی معذرت کرتے ہوئے ریجنالڈ کو ایک اور خط تھما دیا جو بقول اس کے چند سیکنڈ پہلے ہی موصول ہوا تھا۔ خط پڑھتے ہی ریجنالڈ نیلا سے معذرت کرنے لگا کہ اسے پرنس اربرٹ کی طرف سے ایک انتہائی اہم فریضہ سونپا گیا ہے جسے فوری طور پر پورا کرنا بہت ضروری ہے۔ اس نے نیلا کو پیشکش کی کہ اگر وہ چاہے تو اسے ہال تک پہنچا سکتا ہے یا مسٹر راکسول کو یہاں بھیج سکتا ہے لیکن نیلا نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ وہ کسی کے ساتھ کی ضرورت محسوس نہیں کرتی کیونکہ وہ اپنے کمرے میں جاکر سوجانا چاہتی ہے۔

دوسری طرف تھیو ڈور راکسول راہداری میں اس سے جدا ہوکر بیبلون کے دفتر کی طرف چل دیا تھا۔ مختلف راہداریوں سے گزرتے ہوئے اسے احساس ہوگیا کہ ہوٹل کی خرید و فروخت کی خبر عام ہوچکی ہے۔ ہوٹل کے تمام ملازمین اس حقیقت سے آگاہ ہوچکے تھے کہ اب ان کا مالک فیلکس بیبلون نہیں کوئی اور ہے۔ راستے میں جگہ جگہ دو دو چار چار کی ٹولیوں میں کھڑے ملازمین اس موضوع پر سرگوشیاں کر رہے تھے جو اسے دیکھ کر اس

طرح بکھر جاتے جیسے کسی جرم کا ارتکاب کر رہے ہوں۔

فیلکس بیبلون حسب معمول اپنے دفتر میں موجود تھا۔ اس نے مسکرا کر راکسول کا استقبال کیا دونوں ہاتھ ملا کر آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ بیبلون نے اسے سگار پیش کیا اور پھر چند لمحوں کی رسمی سی گفتگو کے بعد اصل موضوع پر آگئے۔ گفتگو کے دوران بیبلون کو جلد ہی اندازہ ہوگیا کہ راکسول کو ہوٹل کے انتظامی امور میں وسیع معلومات حاصل ہیں۔ راکسول بھی اپنی جگہ پر سوچ رہا تھا کہ اگر بیبلون کو ہوٹلوں کا شہزادہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ اپنے بارے میں راکسول کا خیال تھا کہ اسے چونکہ ہوٹلوں کے کاروبار کا کوئی تجربہ نہیں اس لئے اسے وقتی طور پر بیبلون کی رہنمائی کی ضرورت ہوگی۔ پھر گرینڈ بیبلون ہوٹل کی تو روایات ہی یہی تھیں۔ یہاں قیام کے لئے آنے والوں کی اکثریت شہزادوں، راجاؤں، نوابوں پر مشتمل تھی اور ظاہر ہے اس سلسلے میں کچھ خصوصی انتظامات ہونے چاہئے تھے۔

ہوٹل کی لانڈری کی تفصیل پر گفتگو کرتے ہوئے ایک گھنٹہ بیت گیا۔ خام راشن کی آمد کا انتظام، ڈائننگ ہال اور مہمانوں کے کمروں میں کھانا سرو کرنے کی تفصیلات اتنی پیچیدہ تھی کہ راکسول کا دماغ چکرا گیا۔ یہ سب کچھ ذہن نشین کرنے کے بعد راکسول انتظامات کو مزید بہتر بنانے کے لئے اپنی تجاویز پیش کرنے لگا۔ بیبلون بڑی دلچسپی سے اس کی باتیں سن رہا تھا پھر دفعتاً وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر جمائی لینے لگا۔ راکسول کی نظریں غیر ارادی طور پر مینٹل پیس کے اوپر دیوار پر نصب خوبصورت کلاک کی طرف اٹھ گئیں۔

"اوہ مائی گاڈ۔" وہ متعجب لہجے میں بولا۔ "تین بج گئے ہیں اس وقت تک تمہیں جگائے رکھنے کے لئے معذرت خواہ ہوں مسٹر بیبلون۔"

"معذرت تو مجھے کرنی چاہئے مسٹر راکسول۔" بیبلون مسکراتے ہوئے بولا۔ "طویل عرصے بعد کسی سے ایسی دلچسپ گفتگو کرنے کا موقع ملا ہے۔ برسوں پرانی یادیں تازہ ہوگئی ہیں۔"

راکسول اس کی طرف دیکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ شاید اب اسے زیادہ بے آرام نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"میں تم سے صرف ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں مسٹر راکسول کیا اس سے پہلے بھی تمہیں ہوٹلوں کے بزنس کا تجربہ ہے؟" بیبلون نے پوچھا۔

"بالکل نہیں۔ میں اس معاملے میں بالکل کورا ہوں۔" راکسول نے جواب دیا۔

"تب پھر میں اظہار افسوس کے علاوہ کچھ نہیں کہوں گا۔" بیبلون مسکراتے ہوئے بولا۔ "اگر تم اس بزنس میں ہوتے تو میرا ذاتی خیال ہے کہ تمہیں ہوٹلوں کی لائن میں دنیا کا بہترین منتظم کہا جاسکتا تھا۔ میرے پاس صرف ایک ہوٹل ہے اور اس کا انتظام سنبھالنے میں مجھے دانتوں پسینہ آجاتا تھا کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو بیک وقت چھ چھ ہوٹل چلا رہے ہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ تم نے پہلے کبھی اس کاروبار کے بارے میں کیوں نہیں سوچا؟"

"کبھی خیال نہیں آیا تھا بہرحال اس حوصلہ افزا تعریفی کلمات کے لئے میں تمہارا ممنون ہوں۔" راکسول معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

"تعریفی کلمات! نہیں مسٹر راکسول۔ میں نے کبھی کسی کی بے جا تعریف نہیں کی۔ اس ہوٹل میں قیام کرنے والوں میں صرف چند ایسے مہمان ہوں گے جن کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ میں نے ان پر ذاتی توجہ دی تھی تم چاہو تو اسے خوشامد یا چاپلوسی کا نام دے سکتے ہو لیکن..... میں اسے خصوصی توجہ ہی کہوں گا اور اس مہمان کا بل بناتے وقت بھی میں اس بات کا خاص خیال رکھتا ہوں۔" بیبلون نے کہتے ہوئے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"ہاں' خصوصی مہمانوں کے نام پر یاد آیا۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ کل یہاں دو جرمن پرنس آرہے ہیں۔" راکسول بولا۔

"ہاں' تمہاری اطلاع درست ہے۔" بیبلون نے اثبات میں سرہلایا۔

"میں اس سلسلے میں کچھ جاننا چاہتا ہوں۔" راکسول اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے بولا۔ "میرا مطلب ہے ایسے لوگوں کو کس حد تک اہمیت دی جاتی ہے۔ انہیں ہوٹل کے دروازے پر خوش آمدید کہا جاتا ہے یا کچھ اور خصوصی انتظامات؟"

"دروازے پر کسی کا استقبال ضروری نہیں۔ البتہ اگر کوئی پہلے سے ایسی ہدایات کر دے تو اس کی خواہش کا احترام کرنا ہی پڑتا ہے۔ گرینڈ بیبلون ہوٹل پرانے زمانے کی کسی

سرائے سے بہت مختلف ہے۔ میں یہاں قیام کے لئے آنے والے نوابوں اور شہزادوں کے بارے میں بھی بتا دوں کہ جب تک کوئی بدنظمی نہ ہو وہ بھی مالک سے ملنا پسند نہیں کرتے۔ پوسین کے گرینڈ ڈیوک اور پرنس اربرٹ کے بارے میں بھی عرض کردوں کہ وہ اس سے پہلے بھی مجھے وقتاً فوقتاً میزبانی کا شرف بخشتے رہے ہیں لیکن میں نے کبھی ان پر خصوصی توجہ نہیں دی۔ تم دیکھ لوگے کہ خصوصی ہدایات جاری کئے بغیر تمام انتظامات خود کار طریقے پر ہوتے رہیں گے۔" بیبلون نے بتایا راکسول کچھ دیر وہاں کھڑا اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرتا رہا پھر شب بخیر کہہ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"میں تمہیں تمہارے کمرے تک پہنچا آتا ہوں مسٹر راکسول۔ اس وقت تمام لفٹیں بند ہیں اور تمہیں کوئی ملازم بھی نظر نہیں آئے گا جو تمہارے کمرے تک رہنمائی کرسکے۔ میں تمہیں چھوڑ آتا ہوں میں خود تو یہیں سوتا ہوں۔" بیبلون نے کہتے ہوئے اندرونی دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں شکریہ۔" راکسول نے کہا۔ "مجھے امید ہے کہ میں اپنا کمرہ خود تلاش کرلوں گا۔ اس طرح مجھے اپنے ہوٹل کے مختلف راستوں سے بھی آگاہ ہونے کا موقع مل جائے گا۔" دفتر سے باہر آکر راکسول کشادہ راہداری میں ایک طرف چل دیا۔ اس نے اگرچہ بیبلون کی پیشکش شکریہ کے ساتھ مسترد کردی تھی لیکن اسے یقین تھا کہ وہ ازخود آسانی سے اپنے کمرے تک نہیں پہنچ سکے گا۔ اس کے کمرے کا نمبر ایک سو سات تھا لیکن وہ یہ بھول چکا تھا کہ یہ کمرہ پہلی منزل پر واقع ہے یا دوسری منزل پر؟ اب تک اپنے کمرے میں اس کی آمدورفت لفٹ کے ذریعے ہی رہی تھی اور لفٹ مین اس سے پوچھے بغیر ہی اس کی مطلوبہ منزل پر پہنچا دیا کرتا تھا۔ اس نے کبھی یہ ذہن نشین کرنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی کہ اس کا کمرہ کس منزل پر واقع تھا۔ بیبلون کے کہنے کے مطابق تمام لفٹیں بند تھیں۔ وہ زینے کی تلاش میں مختلف راہداریوں میں بھٹکتا رہا۔ ہوٹل کی وسیع و عریض عمارت پر گہرا سکوت طاری تھا۔ راہداریوں میں کہیں کہیں مدہم روشنیوں کے بلب جل رہے تھے۔ یہ نیم تاریک اور پُرسکوت ماحول بڑا پُراسرار تاثر دے رہا تھا۔ راہداریوں میں بچھے ہوئے دبیز قالین پر اس کے قدموں کی ہلکی سی چاپ بھی نہیں ابھر رہی تھی۔ وہ کبھی

ایک راہداری میں مڑتا اور کبھی دوسری میں۔ کبھی وہ اپنے اس طرح بھٹکنے پر دل ہی دل میں محظوظ ہونے لگتا اور کبھی اس پر جھنجھلاہٹ سی طاری ہوجاتی۔ بالآخر کافی دیر کی تلاش و جستجو کے بعد وہ ایک زینے تک پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ تنگ سا زینہ گمبھیر تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا پہلی منزل پر پہنچ کر اسے احساس ہوا کہ اس منزل پر کمروں کے نمبر ستر سے اوپر نہیں ہیں۔ وہ دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ کشادہ راہداری میں چلتے ہوئے وہ سیٹی کے انداز میں ایک گیت کی دھن گنگنانے لگا۔ سیٹی کی آواز اتنی ہلکی تھی کہ چند فٹ کے فاصلے پر بھی نہیں سنی جاسکتی تھی۔

دفعتاً وہ ٹھٹک کر رک گیا۔ کچھ آگے ملنے والی دائیں طرف کی راہداری سے قدموں کی ہلکی سی چاپ سنائی دے رہی تھی۔ اس نے متجسس نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھا۔ راہداری کے موڑ پر ایک سروس کاؤنٹر بنا ہوا تھا جس کے پیچھے ایک کرسی بھی موجود تھی۔ اس قسم کے کاؤنٹر ہر منزل پر بنے ہوئے تھے اور اوقات کار کے دوران ایک آدمی یہاں ڈیوٹی پر موجود رہتا تھا۔ وہ پھرتی کا مظاہرہ کرتا ہوا کاؤنٹر کے پیچھے دبک گیا۔ دراصل وہ چھپ کر یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ رات کے آخری پہر یہاں کون مٹرگشت کر رہا تھا۔ قدموں کی آواز رک گئی۔ راکسول نے سر کاؤنٹر کے باہر سے نکال کر اِدھر اُدھر جھانکا۔ اچانک ہی اس کی نظریں ایک دروازے پر جم گئیں۔ دروازے کے ہینڈل پر سفید رنگ کا ایک ربن بندھا ہوا تھا۔ قدموں کی چاپ دوبارہ سنائی دینے لگی۔ اس کے ساتھ ہی ایک آدمی دوسری راہداری سے نکل کر سامنے آگیا۔ وہ ہوٹل کا ہیڈ ویٹر جولیس تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ جیبوں میں تھے اور ہیٹ پیشانی پر اس حد تک جھکا ہوا تھا کہ تقریباً نصف چہرہ چھپ گیا تھا۔ راکسول کچھ نیچے دبک گیا۔ اسے ہیبلون سے پہلی ملاقات کی مختصر سی گفتگو یاد آگئی۔ اس نے کہا تھا کہ اب اسے بعض مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا اور ہوسکتا ہے کہ یہ سلسلہ آج رات ہی شروع ہوجائے۔

راکسول کا خیال تھا کہ لندن میں کسی اعلیٰ درجے کے ہوٹل میں قیام کے دوران کسی کو ہتھیار وغیرہ رکھنے کی ضرورت نہیں لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ اپنے دفاع کے لئے ہر شخص کے پاس خواہ وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں ہو ریوالور یا اس قسم کا کوئی ہتھیار

ہونا بہت ضروری ہے۔ اس نے جولیس کو راہداری میں دیکھتے ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ اس کے قریب آتے ہی وہ اسے گردن سے دبوچ لے گا اور اس کی اس پُراسرار نقل و حرکت کی وجہ جاننے کی کوشش کرے گا لیکن جولیس قریب آنے کی بجائے وہیں رک گیا۔ دوسرے ہی لمحے راکسول کی بھنویں سکڑ گئیں۔ جولیس اس کمرے کے سامنے رکا تھا جس کے دروازے کے ہینڈل پر سفید ربن لپٹا ہوا تھا وہ کاؤنٹر کے پیچھے دبکا سانس روکے گہری نظروں سے جولیس کی طرف دیکھتا رہا۔ جولیس دروازے کے ہینڈل کو بڑی آہستگی سے گھما رہا تھا پھر مزید احتیاط سے کام لیتے ہوئے وہ دروازہ آہستہ سے کھولنے لگا۔ چند سیکنڈ بعد ہی وہ کمرے میں داخل ہوکر نگاہوں سے غائب ہوچکا تھا۔ راکسول اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی بجائے متجسس نگاہوں سے دروازے کی طرف دیکھتا رہا۔ لمحے صدیاں بن کر بیت رہے تھے شاید چند منٹ گزرے ہوں گے کہ جولیس کمرے سے باہر آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے اسی احتیاط کے ساتھ آواز پیدا کئے بغیر دروازہ بند کیا۔ ہینڈل پر لپٹا ہوا سفید ربن کھولا اور مڑ کر دبے قدموں چلتا ہوا دوسری راہداری میں غائب ہوگیا۔

"دال میں کچھ کالا نظر آرہا ہے۔" راکسول زیر لب بڑبڑایا پھر اپنی کمین گاہ سے نکل کر اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں جولیس کی پُراسرار آمدورفت ہوئی تھی۔ کمرے کے سامنے پہنچ کر اسے اپنے جسم پر چیونٹیاں سی رینگتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ دروازے پر ایک سو گیارہ کا نمبر لگا ہوا تھا۔ یہ اس کی بیٹی نیلا کا کمرہ تھا۔ اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ مقفل تھا۔ وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف دوڑا۔ اس کے سامان میں مخصوص طرز کے بنے ہوئے دو ریوالور موجود تھے۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے ایک ریوالور نکالا اور باہر آکر اس راہداری کی طرف دوڑا جہاں اس نے جولیس کو جاتے ہوئے دیکھا تھا اس راہداری کے آخر میں ایک کشادہ کھڑکی بنی ہوئی تھی اور جولیس اس کھڑکی کے سامنے کھڑا باہر دیکھ رہا تھا۔ راکسول اسے دیکھتے ہی ٹھٹک گیا اور محتاط انداز میں دبے قدموں چلتا ہوا اس کی پشت پر پہنچ گیا۔ "اپنی جگہ سے حرکت مت کرنا جولیس۔" وہ اس پر ریوالور تانتے ہوئے غرایا۔

جولیس جو اس کی آمد سے قطعی بے خبر تھا۔ غراہٹ سن کر تیزی سے پیچھے پلٹا پھر

راکسول کو اپنے سامنے دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ سا آکر گزر گیا لیکن کمال ہوشیاری سے اس نے فوراً ہی اپنی اس کیفیت پر قابو پالیا اور نارمل لہجے میں بولا۔ "فرمایئے جناب۔"

"میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ چند منٹ پہلے تم کمرہ نمبر ایک سو گیارہ میں کیا کر رہے تھے؟" راکسول کے حلق سے غراہٹ نکلی۔

"مجھے وہاں طلب کیا گیا تھا۔" جولیس نے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"بکواس کرتے ہو۔ جھوٹ بولنے سے پہلے تمہیں اس کا سلیقہ بھی سیکھنا چاہئے۔ وہ میری بیٹی کا کمرہ ہے۔ اب سچی بات اگل دو۔ ورنہ میں تمہیں گولی مارنے میں زیادہ وقت ضائع نہیں کروں گا۔"

"آپ یقیناً کسی غلط فہمی کا شکار ہیں جناب، کمرہ نمبر ایک سو گیارہ میں آپ کی بیٹی نہیں ایک اور صاحب مقیم ہیں۔"

"تم اس طرح جھوٹ بول کر اپنی جان نہیں بچا سکو گے میرے دوست، ہم ابھی اس کمرے میں چلتے ہیں اور تمہیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہاں میری بیٹی نہیں کوئی آدمی مقیم ہے۔" راکسول نے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"بغیر طلب کئے میں کسی معزز مہمان کے آرام میں مداخلت کرنا پسند نہیں کرتا۔" جولیس نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"بکو مت۔" راکسول نے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے اسے کندھے سے پکڑ کر آگے دھکیلا۔ راکسول کو اچھی طرح معلوم تھا کہ کمرہ نمبر ایک سو گیارہ میں اس کی بیٹی نیلا مقیم تھی کیونکہ نیلا جب اپنی ملازمہ کے ساتھ سامان درست کر رہی تھی تو اس نے خود بھی کمرے کا جائزہ لیا تھا۔ وہ جولیس کو ریوالور کی زد پر لئے ہوئے اس کمرے کے سامنے پہنچ گیا۔ "اب دروازہ کھولو۔" راکسول نے دبے لہجے میں حکم دیا۔

"دروازہ کھلوانے کے لئے دستک دینی پڑے گی۔" جولیس بولا۔

"اور صرف یہی کام تم نہیں کرو گے۔ خاموشی سے دروازہ کھولو۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے پاس ماسٹر کی موجود ہے۔" راکسول نے یہ کہتے ہوئے ریوالور کی نال اس کی پشت

سے لگا دی۔ حکم کی تعمیل میں ہی عافیت سمجھتے ہوئے جولیس نے جیب سے چابی نکالی اور تالا کھولنے لگا۔ ساتھ ہی اس نے ایسی نظروں سے راکسول کی طرف دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ ہوٹل کے قوانین کی خلاف ورزی کرنے پر نتائج کی ذمہ داری اس پر عائد ہوگی۔ دروازہ کھلتے ہی راکسول اسے ساتھ دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوگیا۔ کمرے میں تیز روشنی تھی۔ سامنے ہی میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی کو دیکھ کر راکسول بری طرح چونک گیا۔ جولیس نے راکسول کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کمرے میں موجود آدمی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "بے وقت مداخلت کی معذرت چاہتا ہوں جناب! مگر یہ صاحب ابھی اور اسی وقت آپ سے ملنے کو اصرار کر رہے تھے۔" جملہ مکمل کرنے کے بعد جولیس وہاں رکا نہیں بلکہ راکسول سے پہلو بچاتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا۔

راکسول متوحش نگاہوں سے اس آدمی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ ریجنالڈ تھا جو اس وقت بھی ایوننگ ڈریس میں ملبوس کرسی پر بیٹھا مطمئن انداز میں سگریٹ کے کش لگا رہا تھا۔ راکسول کو دیکھ کر وہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔ "اوہ! آپ..... رات کے اس پہر آپ کی آمد میرے لئے نہ صرف خوشی بلکہ حیرت کا باعث بھی ہے۔"

"یہ کمرہ میری بیٹی نیلا کا ہے۔ وہ کہاں ہے؟" راکسول نے اس کے تاثرات کو نظر انداز کرتے ہوئے بھاری لہجے میں کہا۔

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا جناب؟" ریجنالڈ نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں نے کسی غیر ملکی زبان میں گفتگو نہیں کی جس کا تم مطلب نہ سمجھ سکو۔ یہ میری بیٹی کا کمرہ ہے۔ یہاں تمہاری موجودگی اور نیلا کی عدم موجودگی میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ نیلا کہاں ہے؟" راکسول نے آخر میں پھر اپنا سوال دہرایا۔

"کہیں آپ خواب تو نہیں دیکھ رہے۔" ریجنالڈ نے خشک لہجے میں جواب دیا۔ "صرف آپ کی بیٹی کا احترام مجھے روکے ہوئے ہے ورنہ میں بھی اسی لہجے میں بات کر سکتا ہوں۔"

راکسول کے چہرے پر ایک رنگ سا آکر گزر گیا۔ وہ اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے

نرم لہجے میں بولا۔ "میں تمہاری اجازت سے ڈریسنگ روم اور باتھ روم کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔"

"ایک منٹ جناب! پہلے آپ تحمل سے میری بات سن لیجئے۔" ریجنالڈ نے کہا۔

"تمہاری بات بعد میں سن سکتا ہوں میرے دوست!" راکسول کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ پہلے اس نے باتھ روم کا دوازہ کھول کر اندر جھانکا پھر ڈریسنگ روم کا جائزہ لینے لگا۔ لیکن اسے اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر ریجنالڈ کی طرف گھوم کر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "ممکن ہے میرا یہ رویہ سراسر غیر اخلاقی ہو مسٹر ریجنالڈ میں تمہیں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مجھے اپنی بیٹی پر ہر لحاظ سے مکمل اعتماد ہے لیکن جب سے تم یہاں آئے ہو اس ہوٹل میں بعض پُراسرار واقعات رونما ہوئے ہیں۔" وہ کہتے کہتے اچانک ہی خاموش ہوگیا۔ دراصل اپنی پشت پر تازہ ہوا کے جھونکے کا دباؤ محسوس کرکے وہ چونک گیا تھا وہ پیچھے گھوم گیا اور گہری نظروں سے کھڑکی کا جائزہ لینے کے بعد کہنے لگا۔ "مثال کے طور پر یہ کھڑکی جو اس وقت ٹوٹی ہوئی نظر آرہی ہے انداز بتا رہا ہے کہ یہ کھڑکی باہر کے رخ سے ٹوٹی ہے۔ کیا یہ حیرت کی بات نہیں؟"

"اگر آپ پہلے میری بات سن لیں تو شاید میں آپ کو مطمئن کر سکوں مسٹر راکسول۔" ریجنالڈ نے پُرسکون لہجے میں کہا۔ "جب آپ نے کمرے میں داخل ہوکر جارحانہ انداز میں اپنی بیٹی کے بارے میں دریافت کیا تھا تو آپ کا رویہ مجھے بری طرح کھل گیا تھا۔ اب آپ کو اطمینان ہوچکا ہے کہ آپ کی بیٹی اس کمرے میں نہیں ہے تو میں صورتِ حال کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ رات گیارہ بجے کے قریب میں رہداری سے گزر رہا تھا کہ آپ کی بیٹی نیلا کو ہوٹل کے ملازمین سے کسی بات پر بحث میں الجھا دیکھ کر رک گیا۔ نیلا کا بیان تھا کہ وہ اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھی کہ ایک چھناکے سے کھڑکی کا شیشہ ٹوٹ گیا۔ شاید باہر سے کسی نے پتھر پھینکا تھا۔ اسے شاید کھڑکی کا شیشہ ٹوٹنے کی اتنی پرواہ نہیں تھی لیکن اس کا مؤقف تھا کہ اس کھڑکی پر دوبارہ بھی سنگ باری ہوسکتی ہے جس سے اسے کسی قسم کا نقصان پہنچنے کا احتمال تھا۔ وہ کسی اور کمرے میں منتقل ہونے کے لئے اصرار کر رہی تھی جب کہ ہوٹل کے ملازمین کا مؤقف تھا کہ اس وقت

کوئی ایسا کمرہ خالی نہیں ہے جس میں ڈریسنگ روم اور باتھ روم بھی موجود ہو۔ اس موقع پر میں نے اسے اپنے ساتھ کمرہ تبدیل کر لینے کی پیش کش کی جس میں یہ خوبیاں موجود تھیں۔ نیلا نے میری اس پیش کش کو قبول کر لیا اور ہم اپنا اپنا سامان ایک دوسرے کمرے میں منتقل کرنے لگے۔ اس کمرے میں آپ کی بیٹی کی عدم موجودگی کی وجہ یہی ہے۔ وہ اس وقت کمرہ نمبر ایک سو چوبیس میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ رات کے اس آخری حصے میں وہ پُرسکون نیند سو رہی ہوگی۔"

راکسول الجھی ہوئی نظروں سے ریجنالڈ کے چہرے پر دیکھنے لگا۔ وہ ابھی کوئی فیصلہ نہیں کر پایا تھا کہ اس کی بات کا یقین کرے یا نہیں کہ دروازے پر ہلکی سی دستک کی آواز ابھری۔ "کون ہے اندر آجاؤ۔" ریجنالڈ کی بجائے راکسول نے دستک کے جواب میں کہا۔ چند سیکنڈ بعد آہستگی سے دروازہ کھلا اور ڈریسنگ گون میں ملبوس نیلا کی ملازمہ کمرے میں داخل ہوئی۔ مگر آگے بڑھنے کی بجائے دروازے کے قریب ہی رک گئی اور ریجنالڈ کی طرف دیکھے ہوئے مؤدب لہجے میں بولی۔ "مس راکسول نے انتہائی معذرت کے ساتھ کہلوایا ہے کہ وہ اپنی ایک کتاب اس کمرے کے مینٹل شیلف پر بھول گئی ہیں۔ انہیں نیند نہیں آرہی ہے اور وہ کتاب پڑھنا چاہتی ہیں۔"

ریجنالڈ نے شیلف کی طرف دیکھا اور وہاں رکھی ہوئی کتاب اٹھا کر ملازمہ کے حوالے کردی۔ وہ کتاب لے کر مداخلت کے لئے ایک بار پھر معذرت کرتی ہوئی باہر نکل گئی۔

"مسٹر ریجنالڈ۔ مجھے اپنے رویے پر ندامت ہے۔ میں خلوص دل سے معذرت خواہ ہوں۔" راکسول نے ملازمہ کے جانے کے بعد مدہم لہجے میں کہا۔

"میں آپ کی کیفیت سمجھ رہا ہوں۔ معذرت کی ضرورت نہیں۔" ریجنالڈ نے تعظیمی انداز میں خم ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہونٹوں پر بڑی معنی خیز مسکراہٹ تھی۔

"شب بخیر مسٹر ریجنالڈ۔" راکسول کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

☆======☆======☆

بعض چھوٹی چھوٹی باتیں راکسول کے ذہن کو بری طرح الجھائے ہوئے تھیں۔ سب

سے پہلی بات ڈائننگ ہال میں جولیس کا وہ مخصوص اشارہ تھا جو اس نے ریجنالڈ کو کیا تھا۔ پھر کمرہ نمبر ایک سو گیارہ کے دروازے کے ہینڈل پر سفید ربن کا لپٹا ہونا اور ایک کمرے میں جولیس کی پُراسرار آمدورفت' باہر کے رخ سے کھڑکی کے شیشے کا ٹوٹنا اور نیلا کا کمرہ تبدیل کرنا۔

اگرچہ تین بجے سے اوپر کا وقت ہوچکا تھا لیکن اپنے کمرے میں آرام دہ بستر پر لیٹے ہوئے راکسول کی آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک نہیں تھا۔ ان تمام ذہنی الجھنوں سے قطع نظر اسے اس بات کی بھی خوشی تھی کہ اس نے گرینڈ بیبلون ہوٹل خرید لیا تھا اور اب وہ کاروبار کے کچھ نئے تجربات سے دوچار ہونے جارہا تھا جو اس کے لئے خاصے دلچسپ ثابت ہوسکتے تھے۔

صبح ہوتے ہی ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد وہ تیار ہوکر فیلکس بیبلون کے کمرے میں پہنچ گیا۔ بیبلون شاید اسی کا منتظر تھا۔ اسے دیکھتے ہی بولا۔ "میں نے اس کمرے سے اپنی تمام ذاتی چیزیں نکال لی ہیں اور اب تم اس میں مقیم ہوسکتے ہو۔ اگر تم مجھ سے اتفاق کرو تو میں ایک اور تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں چند روز تک ہوٹل کے مہمان کی حیثیت سے یہاں رہنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ابھی ہمیں ہوٹل کے سودے کا آخری مرحلہ طے کرنا ہے۔ اور یقیناً انتظامی امور کے سلسلے میں کچھ ایسی باتیں بھی ہوں گی جو تم مجھ سے پوچھنا چاہو گے۔ اس کے علاوہ میں اچانک یہاں سے جانا بھی نہیں چاہتا۔ میرا خیال ہے تمہیں میری دلی کیفیت کا اندازہ لگانے میں دشواری نہیں ہو رہی ہوگی۔"

"ہوٹل میں تمہارے قیام سے مجھے بے حد خوشی ہوگی لیکن اس دوران تم ہوٹل کے نہیں میرے ذاتی مہمان ہوگے۔" راکسول نے جواب دیا۔

"میں اس پیشکش کے لئے انتہائی ممنون ہوں۔" بیبلون کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آگئی۔

"جہاں تک تمہارے مشورے کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سردست مجھے تمہارے تعاون کی ضرورت ہوگی لیکن میں یہ بھی ضرور کہوں گا کہ ہوٹل کو اپنے آپ چلنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی۔"

"بہت خوب۔" بیبلون کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔ "میں نے بعض ایسے ہوٹلوں کے بارے میں ضرور سنا ہے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اپنے آپ چلتے ہیں لیکن..... ان کا رخ تنزل کی طرف ہوتا ہے ترقی طرف نہیں۔ ہوٹل کو کامیابی سے چلانے کے لئے تمہیں معمولی سے معمولی بات پر بھی کڑی نظر رکھنی پڑے گی۔ مثال کے طور پر کیا تمہیں مس اسپنسر کے بارے میں کچھ علم ہے؟"

"نہیں۔ اسے کیا ہوا؟" راکسول سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"وہ گزشتہ رات پُراسرار طور پر غائب ہوگئی ہے اور کوئی بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا کہ وہ کب' کیسے اور کہاں گئی۔ اس کا کمرہ خالی ہے اور اس کا تمام سامان بھی غائب ہے۔ اس کی جگہ پُر کرنے کے لئے تمہیں کسی اور کی ضرورت ہوگی اور کسی اور کو تلاش کرلینا اتنا آسان نہیں ہوگا۔"

"خوب۔" راکسول چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پُرخیال لہجے میں بولا۔ "میرا خیال ہے کہ اس ہوٹل میں آج صرف اس کی جگہ خالی نہیں ہوگی۔"

بیبلون خاموش نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد وہ کسی کام کا عذر کرکے کمرے سے باہر چلا گیا تو راکسول نے اس کی نشست سنبھال لی اور گھنٹی کا بٹن دبا دیا۔ "جولیس کو بلاؤ۔" اس نے دروازے میں داخل ہونے والے ملازم کو دیکھتے ہی کہا۔ ملازم سر ہلاتا ہوا الٹے قدموں واپس ہوگیا۔ جولیس کا انتظار کرتے ہوئے راکسول' مس اسپنسر کی پُراسرار گمشدگی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ چند منٹ بعد دروازہ کھلا اور جولیس اندر داخل ہوا۔

"صبح بخیر' جولیس۔" راکسول نے سلام کرنے میں پہل کی۔ اس کے لہجے میں طنز پوشیدہ تھا۔

"صبح بخیر جناب! آپ نے مجھے یاد فرمایا تھا؟" جولیس آگے بڑھ کر بولا۔

"ہاں' بیٹھ جاؤ۔" راکسول نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ "آج کی تاریخ میں ہم ایک مرتبہ پہلے بھی مل چکے ہیں۔"

"جی ہاں جناب! ہماری پہلی ملاقات صبح تین بجے ہوئی تھی۔" جولیس نے جواب

دیا۔

"کیا مس اسپنسر کا بغیر اطلاع اور غیر متوقع طور پر کہیں چلے جانا حیرت انگیز نہیں؟" راکسول نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"قابل توجہ بات ہے جناب۔" جولیس نے اثبات میں سرہلایا۔

"میرا خیال ہے کہ تم اس حقیقت سے بھی آگاہ ہو کہ مسٹر ببلون نے یہ ہوٹل مکمل طور پر میرے حوالے کر دیا ہے۔"

"مجھے اس کی اطلاع مل چکی ہے۔"

"اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ہوٹل میں ہونے والی ہر بات کا تمہیں علم ہوتا ہے؟"

"ہیڈ ویٹر ہونے کی حیثیت سے میرا فرض ہے کہ میں ہر چیز پر نگاہ رکھوں۔"

"غیر ملکی ہونے کے باوجود تم بڑے شستہ لہجے میں انگریزی بولتے ہو جولیس۔" راکسول نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"غیر ملکی! نہیں جناب' میں اسی ملک کا باشندہ ہوں۔ میری پیدائش اور پرورش ہرٹ فورڈ شائر میں ہوئی ہے۔ شاید میرے نام کی وجہ سے آپ مجھے غیر ملکی سمجھ رہے ہیں۔ میں اس کی وضاحت کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ گرینڈ ببلون جیسے بڑے ہوٹلوں میں یہ ریت بن چکی ہے کہ ہیڈ ویٹر کو فرانسیسی یا اطالوی نام سے مخاطب کیا جانا چاہئے۔"

"اوہ سمجھا!" راکسول نے معنی خیز انداز میں سرہلایا۔ "تم ضرورت سے زیادہ چالاک بننے کی کوشش کر رہے ہو جولیس۔"

"میں ایسا نہیں سمجھتا جناب!" جولیس نے مدہم لہجے میں جواب دیا۔

"تم اس ہوٹل میں کب سے ہو؟"

"تقریباً بیس سال سے یہاں خدمت انجام دے رہا ہوں جناب۔"

"خاصہ طویل عرصہ ہے کیا تم نے کبھی اس ماحول سے نکلنے کے بارے میں نہیں سوچا۔ تم اب بھی جوان ہو اور زندگی کے کسی اور شعبہ میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتے ہو۔" راکسول نے کہتے ہوئے اس کے چہرے پر نظریں جما دیں۔ وہ اس کے چہرے کے

تاثرات کا جائزہ لینا چاہتا تھا لیکن جولیس کا چہرہ سپاٹ ہی رہا۔

"کیا آپ میرے کام سے مطمئن نہیں جناب؟"

"میں گفتگو میں لگی لپٹی رکھنے اور تکلفات کی بجائے دو ٹوک اور غیر مبہم باتیں کرنا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ مجھے تمہاری کچھ باتیں پسند نہیں۔ مثال کے طور پر تم آنکھوں سے اشارے بہت کرتے ہو اور کسی ہیڈ ویٹر کو یہ بات بھی زیب نہیں دیتی کہ وہ رات کو تین بجے بیڈ رومز کے دروازوں کے ہینڈلوں سے سفید ربن اتارتا پھرے۔"

"اوہ سمجھا!" جولیس کے چہرے پر ایک رنگ سا آکر گزر گیا۔ وہ بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "آپ چاہتے ہیں کہ میں یہاں نہ رہوں اور اس کے لئے آپ نے اپنے طور پر بہت اچھا عذر تلاش کیا ہے۔ میرے خیال میں اگر ببلون جیسے کسی بڑے ہوٹل کے مالک اور ہیڈ ویٹر میں اختلافات پیدا ہو جائیں تو یہ چیز ہوٹل کے لئے نقصان دہ بلکہ تباہ کن ثابت ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں دونوں میں سے ایک کو ہتھیار ڈال دینے چاہئیں' میرا مطلب ہے کہ دوسرے کے لئے راستہ صاف کر دینا چاہئے۔ اب پوزیشن یہ ہے مسٹر راکسول کہ میں یہاں سے چلا جاتا ہوں اور حقیقت تو یہ ہے کہ میں نے پہلے ہی نوٹس دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔"

"تمہیں نوٹس دینے کی ضرورت نہیں۔ میری خواہش ہے کہ تم ایک گھنٹے کے اندر اندر یہ ہوٹل چھوڑ دو۔ اس مختصر نوٹس پر ملازمت چھوڑنے کے لئے تم کیا معاوضہ طلب کرو گے؟" راکسول نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔

"مجھے کسی معاوضے کی خواہش نہیں جناب۔ میں کسی ایسی حقیر چیز کو قبول کرنا پسند نہیں کرتا۔ آپ ایک گھنٹہ کہتے ہیں میں پندرہ منٹ کے اندر اندر یہ ہوٹل چھوڑ رہا ہوں۔۔" جولیس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"تب پھر خدا حافظ۔ میری نیک تمنائیں تمہارے ساتھ ہیں اور آئندہ بھی اگر تم اس ہوٹل سے دور ہی رہو تو میں تمہارا ممنون ہوں گا۔" راکسول نے کہتے ہوئے سیٹ چھوڑ دی۔

"شکریہ اور خدا حافظ۔" جولیس بھی کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"اور ہاں جولیس۔" راکسول نے اسے ایک بار پھر مخاطب کیا۔ "یورپ کے کسی بھی بڑے ہوٹل میں ملازمت حاصل کرنے کی کوشش مت کرنا۔ میرے اثر و رسوخ سے شاید تم پوری طرح آگاہ نہیں ہو۔ میرے معمولی سے اشارے پر تمہیں ملازمت سے برطرف کیا جاسکتا ہے۔"

"میں آپ کو یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں جناب کہ آپ کے اثر و رسوخ کے باوجود لندن میں کم از کم نصف درجن ایسے ہوٹل موجود ہیں جو یہاں سے نکلتے ہی مجھے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کریں گے لیکن میں نے اب اپنے پیشے سے ریٹائر ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میں بہت تھک گیا ہوں۔" جولیس نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"اوہ! کیا تم نے کوئی دوسرا پیشہ اپنانے کا فیصلہ کر لیا ہے؟"

"نہیں جناب! میں نے فیصلہ کیا ہے کہ شہر کے کسی پُرسکون علاقے میں کوئی مکان لے کر زندگی کے باقی دن سیر و سیاحت میں گزار دوں۔ بیس سالہ ملازمت کے دوران میں تقریباً بیس ہزار پونڈ جمع کر چکا ہوں یہ رقم زندگی کی آسائشیں مہیا کرنے کے لئے کافی ہوگی۔ اب میں آپ کا زیادہ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا جناب۔ خدا حافظ۔" جولیس بے نیازی کے انداز میں یہ آخری جملہ کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا اور راکسول دروازے کی طرف دیکھتا رہ گیا۔

اس روز دوپہر کے وقت راکسول ہوٹل کی خریداری کے معاہدے کو قانونی شکل دینے کے لئے فیلکس بیبلون کو لے کر شہر کے ایک قانونی مشیر کے پاس پہنچ گیا۔ تمام معاملے بخیر و خوبی طے ہوجانے کے بعد وہ دونوں واپس آرہے تھے کہ راستے میں راکسول نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ "میں اب مستقل طور پر انگلینڈ میں رہائش اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ یہ واحد ملک ہے جو....." وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"یہ واحد ملک ہے' کیا مطلب؟" بیبلون نے استفہامیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں یہ واحد ملک ہے جہاں تحفظ کے احساس کے ساتھ وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے۔ امریکہ میں کسی کاروبار میں سرمایہ لگانے اور زیادہ منافع حاصل کرنے کے

مواقع بہت کم ہیں جب کہ فرانس یا اٹلی میں سرمایہ کے تحفظ کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔" راکسول نے جواب دیا۔

"کیا واقعی تم امریکن ہو؟" بیبلون الجھی ہوئی نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"ہاں' میں ایک محب وطن امریکی ہوں۔" راکسول کہنے لگا۔ "میرے باپ نے پیٹرز برگ میں معمولی سے سرمائے سے لوہے کا کاروبار شوع کیا تھا جس میں اس نے ایک کروڑ ڈالر کا سرمایہ جمع کر لیا۔ اس نے عقلمندی یہ کی کہ مجھے انگلینڈ میں تعلیم دلائی۔ میں نے تین سال تک آکسفورڈ میں بھی تعلیم حاصل کی ہے۔ مجھے امریکہ اور برطانیہ میں موازنہ کرنے کا بہترین موقع ملا ہے۔ ان دنوں میں اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ برطانیہ میں امریکہ کی نسبت انگریزی زبان نے زیادہ ترقی کی ہے۔" راکسول ایک لمحے کو خاموش رہا پھر دوبارہ بولا۔ "تہذیب و اخلاق میں بھی برطانیہ امریکہ سے آگے ہے۔ امریکہ میں آج بھی عدالتوں کے جج اور صحافی رشوت لیتے ہیں۔ ہماری زبان اب بھی اٹھارویں صدی کی نمائندگی کرتی ہے جب کہ برطانیہ میں صورت حال اس کے برعکس ہے۔ برطانیہ کو میں نے ہر لحاظ سے امریکہ سے بہتر پایا ہے اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنا تمام سرمایہ امریکہ سے یہاں منتقل کرلوں۔ میں پارک لین میں ایک خوبصورت سا مکان بنواؤں گا۔ یہاں میرے لئے کاروبار کے بڑے اچھے مواقع موجود ہیں۔ یہاں مجھے اچھے اور پُرخلوص دوست بھی مل سکتے ہیں جب کہ نیویارک میں میرے دوستوں کی تعداد پانچ یا چھ سے تجاوز نہیں کرسکی۔ یوں سمجھو کہ وہاں خلوص کی کمی ہے۔"

"اور میرے بارے میں تمہیں یہ جان کر حیرت ہوگی کہ پوری دنیا میں میرا کوئی دوست نہیں۔ بچپن میں جب میں لوزانے میں تھا تو میرے دوستوں کا ایک حلقہ بھی تھا لیکن تم جانتے ہو کہ بچپن کے دوست ہمیشہ بچھڑ جاتے ہیں۔ میں انگلینڈ چلا آیا اور گزشتہ تیس سال سے یہاں ہوں۔ یہاں میں نے دوستی کا روگ پالنے کی بجائے انگلش زبان پر عبور حاصل کیا اور خوب دولت کمائی۔ اتنی دولت کہ کوئی عام آدمی تصور بھی نہیں کرسکتا۔" بیبلون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دولت پر مجھے یاد آیا تمہارے خیال میں جولیس نے یہاں ملازمت کی مدت کے

دوران کتنی رقم جمع کی ہوگی؟" راکسول نے اس کے خاموش ہونے پر استفسار کیا۔

"اوہ!" بیبلون مسکرا دیا۔ "میں اس کے بارے میں کوئی اندازہ لگانا نہیں چاہتا لیکن اتنا ضرور کہوں گا کہ اس عرصے میں اسے دولت کمانے کے بہترین مواقع حاصل تھے۔"

"ایسی صورت حال میں کیا بیس ہزار پونڈ تک کا اندازہ غلط تو نہیں ہوگا؟"

"اوہ! بالکل نہیں۔ کیا اس نے تم سے کوئی ایسی بات کہی تھی؟" بیبلون نے جلدی سے پوچھا۔

"کوئی ایسی ہی بات تھی بہرحال میں نے اسے ملازمت سے برطرف کردیا ہے۔"

"کیا کہا' ملازمت سے برطرف کر دیا ہے؟" بیبلون چونک گیا۔ "یقیناً کوئی اہم وجہ ہوگی۔ میں گزشتہ دس سال سے اسے ملازمت سے برطرف کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا لیکن کئی ٹھوس دلائل ہونے کے باوجود میں کبھی اپنے اس ارادے کو عملی شکل نہ دے سکا۔"

"اسے ملازمت سے نکالنا کوئی اتنا بڑا مسئلہ تو نہیں تھا۔ مجھے وہ پسند نہیں آیا' میں نے اسے فوراً نکال باہر کیا۔" راکسول بولا۔

"مِس اسپنسر اور جولیس!" بیبلون پُرسوچ لہجے میں بولا۔ "دونوں ایک ہی دن میں رخصت ہوگئے۔"

"ان کی جگہ بدستور خالی ہے لیکن ہوٹل کے نظام میں کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی۔" راکسول نے کہا لیکن راکسول جب ہوٹل گرینڈ بیبلون میں مِس اسپنسر کے کمرے میں داخل ہوا تو اس کی سیٹ خالی نہیں تھی۔ ہوٹل کے روایتی سیاہ لباس میں ایک خوبصورت لڑکی مس اسپنسر کی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔ راکسول چند لمحے متحیر نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر تقریباً چیخنے والے لہجے میں بولا۔ "ارے نیلا' تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"

"میں مِس اسپنسر کی جگہ پُر کرکے ہوٹل کے انتظامی امور میں آپ کا ہاتھ بٹانا چاہتی ہوں' ڈیڈی! میرا خیال ہے کہ میں ایک اچھی ہوٹل کلرک ثابت ہوسکتی ہوں۔ میں نے دفتر کی ایک ٹائپسٹ مِس اسمتھ کو اپنا ماتحت بنالیا ہے تاکہ اس کام کے نشیب و فراز سے آگاہی حاصل کرسکوں۔"

"میری طرف دیکھو مس نیلا راکسول۔" راکسول نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "یہ خبر پورے لندن میں پھیل جائے گی کہ امریکہ کے سب سے امیر آدمی کی بیٹی ایک معمولی ہوٹل کلرک بن گئی ہے۔ ذرا سوچو تو لوگ کیسی کیسی باتیں کریں گے۔ میں سکون کی طلب میں امریکہ سے یہاں آیا تھا۔ ذہن کو الجھانے کے لئے نہیں۔"

"اور یہ ہوٹل تو شاید آپ نے اسی لئے خریدا ہے کہ اس سے آپ کو سکون ملے گا؟" نیلا نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

"میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔ ایک سیکنڈ کے اندر اندر یہاں سے نکل جاؤ۔" راکسول چیخا۔

"مجھے دنیا کی کوئی طاقت یہاں سے نہیں ہلا سکتی ڈیڈی۔" نیلا نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

اس سے پہلے کہ راکسول کوئی جواب دیتا ایک آدمی دروازہ کھول کر اندر جھانکتا ہوا دکھائی دیا۔ تیس سال کی عمر کے لگ بھگ وہ ایک صحت مند اور خوبرو آدمی تھا۔ جسم پر قیمتی لباس اس کی امارت کا غماز تھا۔ مگر چہرے کی برہمی بتا رہی تھی کہ اس کا موڈ خوشگوار نہیں لیکن نیلا کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔ "ارے تم.....؟" وہ آگے بڑھتے ہوئے متعجب لہجے میں بولا۔

"یس یور ہائی نس' یہ میں ہوں۔" نیلا مسکرائی پھر راکسول کی طرف رخ کرکے بولی۔ "ڈیڈی..... یہ یوسین کے ہز ہائی نس پرنس اربرٹ ہیں آپ کے ہوٹل کے ایک معزز مہمان۔"

"تمہیں میرا نام بھی معلوم ہے فرالین۔" پرنس جرمن زبان میں بڑبڑایا۔

"یقیناً پرنس!" نیلا نے مترنم لہجے میں جواب دیا۔ "میں یہ بھی جانتی ہوں کہ گزشتہ موسم بہار میں آپ بھیس بدل کر پیرس کی رنگینیوں سے لطف اندوز ہوتے رہے تھے۔"

"خاموش!" پرنس اربرٹ ہاتھ لہرا کر اس طرح چیخا جیسے اس کی زندگی کا کوئی انتہائی اہم راز فاش ہو رہا ہو۔ نیلا نے ایک بار پھر ہلکا سا قہقہہ لگایا اور اسے بیٹھنے کے لئے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ وہ تینوں بڑے دوستانہ ماحول میں باتیں کرنے لگے۔ راکسول گفتگو میں

زیادہ حصہ نہیں لے رہا تھا۔ اس کے برعکس گہری نظروں سے پرنس اربرٹ کا جائزہ لیتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ اگر وہ کسی ریاست کے پرنس کی بجائے کسی کمپنی کا سفریں سیلز مین ہوتا تو اس کی زندگی زیادہ کامیاب ہوتی۔

"یور ہائی نس! کیا میں یہ پوچھنے کی جسارت کرسکتی ہوں کہ کیا آپ اکیلے ہی سیرو سیاحت سے لطف اندوز ہورہے ہیں۔ یا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟" نیلا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"فی الحال تم مجھے اکیلا ہی سمجھ سکتی ہو۔ میرا ایک معتمد اگرچہ پہلے ہی یہاں پہنچ چکا ہے۔ اسے چیئرنگ کراس پر مجھے ریسیو کرنا تھا لیکن نہ جانے وہ وہاں کیوں نہیں پہنچا۔ حالانکہ اس سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس نے طے شدہ پروگرام کے برعکس عمل کیا ہو۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

"آپ مسٹر ڈیموک ریجنالڈ کی بات کر رہے ہیں؟" راکسول نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں وہی لیکن تم اسے کیسے جانتے ہو کیا وہ یہاں پہنچ چکا ہے؟" پرنس نے جلدی سے پوچھا۔

"گزشتہ رات اس نے میری بیٹی نیلا کی دعوت پر کھانا ہمارے ہی ساتھ کھایا تھا لیکن آج صبح سے وہ کہیں نظر نہیں آیا۔ البتہ وہ ہمارے ہوٹل میں پوسین کے گرینڈ ڈیوک اور آپ کے لئے دو الگ الگ سوٹ ریزرو کروا چکا ہے۔ میرا خیال ہے آپ کے سوٹ کا نمبر پچپن ہے۔ کیوں انیلا ان کے لئے اسی نمبر کا سوٹ ریزرو ہے نا؟" راکسول نے آخری جملہ اپنی بیٹی سے مخاطب ہو کر کہا تھا۔

"یس ڈیڈی!" نیلا نے رجسٹر دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ پھر پرنس کی طرف رخ کرکے بولی۔ "میرا خیال ہے یور ہائی نس جلد سے جلد اپنے کمرے میں..... میرا مطلب ہے اپنے اپارٹمنٹ میں پہنچنا پسند کریں گے۔ اب میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ آپ کے اپارٹمنٹ تک آپ کی راہنمائی کیسے کرنی چاہئے۔ میں اور ڈیڈی تو ابھی اس سلسلے میں بالکل اناڑی ہیں۔ ہمیں ہوٹل کے بارے میں ابھی زیادہ معلومات حاصل نہیں ہیں کیونکہ

ہم نے یہ ہوٹل گزشتہ رات ہی کو خریدا ہے۔"

"یہ ہوٹل تم نے خرید لیا ہے۔" پرنس نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔

"جی ہاں۔ یہ سودا گزشتہ رات طے پایا تھا۔" اس مرتبہ راکسول نے جواب دیا۔

"اور فیلکس بیلون' کیا وہ جا چکا ہے؟"

"اگر گیا نہیں تو جانے کی تیاری کر رہا ہوگا۔"

"اوہ سمجھا۔" پرنس اربرٹ نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "میں تم امریکیوں کی فطرت سے اچھی طرح آگاہ ہوں۔ منافع بخش بزنس کا موقع کہیں بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ مثال کے طور پر تم چھٹیاں گزارنے کے لئے انگلینڈ آئے تھے اور یہ ہوٹل خرید لیا۔ چھٹیاں ختم ہوتے ہی تم چند ہزار پونڈ منافع لے کر اسے بیچ دو گے۔ یعنی آم کے آم اور گٹھلیوں کے دام۔"

"آپ کا خیال غلط ہے پرنس۔" راکسول اس کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہنے لگا۔ "جب تک ہم اس سے پوری طرح بیزار نہ ہوجائیں یہ ہوٹل نہیں بیچیں گے۔ اگر آپ امریکیوں کی فطرت سے آگاہ ہیں تو یہ بھی جانتے ہوں گے کہ کبھی تو ہم بہت جلد کسی کام سے بیزار ہوجاتے ہیں اور کبھی زندگی کے آخری لمحوں تک اس سے چمٹے رہتے ہیں۔ اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ....." راکسول جملہ ادھورہ چھوڑ کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا یہاں ایک ملازم اسے کچھ پُراسرار قسم کے اشارے کر رہا تھا۔ "کیا آپ ایک منٹ کے لئے باہر آنا پسند فرمائیں گے جناب؟" ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

راکسول الجھی ہوئی نگاہوں سے ملازم کی طرف دیکھتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی پرنس نے کرسی پر پہلو بدلا اور قدرے آگے کو جھک کر نیلا کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ "میں تم سے کچھ اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں مس راکسول!"

"کیا آپ پرنس اربرٹ کی حیثیت سے باتیں کرنا چاہتے ہیں یا اس دوست کی حیثیت سے جس سے میری ملاقات گزشتہ موسم بہار میں پیرس میں ہوئی تھی؟" نیلا نے مسکراتی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ایک بے تکلف دوست کی حیثیت سے۔" پرنس نے بھی مسکرا کر جواب دیا۔

"لیکن تنہائی ہو تو اچھا ہے۔ یوں بھی ریجنالڈ کے آنے سے پہلے میں اپنے اپارٹمنٹ میں نہیں جانا چاہتا۔ اس وقت تک تم سے باتیں سہی۔"

"ٹھیک ہے' تو پھر ہم ڈیڈی کے پرائیویٹ آفس میں چلتے ہیں۔ چائے بھی وہیں پئیں گے اور وہاں کسی کی مداخلت کا اندیشہ بھی نہیں۔" جملہ ختم کرنے کے بعد نیلا نے فون کا ریسیور اٹھا کر ہوٹل کے مختلف شعبوں کے نگرانوں کو ضروری ہدایات دیں اور پھر پرنس کو اشارہ کرتی ہوئی اٹھ گئی۔ چند سیکنڈ بعد ہی وہ دونوں راکسول کے پرائیویٹ آفس میں پہنچ گئے جو گزشتہ رات تک فیلکس بیلون کے تصرف میں تھا۔ کمرے میں آتے ہی چائے بھی پہنچ گئی۔ ہاں' اب بتاؤ پرنس تم مجھ سے کیا باتیں کرنا چاہتے ہو؟" نیلا نے چائے کا کپ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

پرنس اربرٹ جواب دینے کی بجائے اس کے جسم کے نشیب و فراز کا جائزہ لینے لگا۔ نیلا کا حسن آنکھوں کے راستے اس کے دل میں اترا جارہا تھا سیاہ لباس میں نیلا کا حسن کچھ اور بھی نکھر آیا تھا۔ اس کا چہرہ سیاہ بادلوں سے جھانکتے ہوئے چاند کی طرح روشن نظر آرہا تھا۔ "میں تم سے جو کچھ کہنا چاہتا تھا وہ تو بھول گیا۔" پرنس نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جو اہم باتیں مجھ سے کرنا چاہتے تھے وہ بھول گئے۔" نیلا نے معنی خیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی تم جیسا کوئی پرنس کسی عورت سے کوئی اہم بات کہہ بھی کیسے سکتا ہے۔ وہ تو ایک بہانہ تھا۔"

"ایک بات ذہن میں رکھو مس راکسول۔ اس وقت تمہارے سامنے میں پرنس نہیں ہوں۔"

"تو پھر میں تمہیں کاؤنٹ کہہ کر مخاطب کروں گی۔" نیلا مسکرائی۔

"صرف تم ایسا کہہ سکتی ہو۔" پرنس نے کہا اور پھر آگے کو جھک کر سرگوشیانہ لہجے میں بولا۔ "مس راکسول! یہاں کسی کو یہ معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ میں گزشتہ موسم بہار میں پیرس میں تھا۔"

"کیا یہ تمہاری ریاست کا کوئی سرکاری راز ہے؟"

"یوں ہی سمجھ لو۔ ڈیموک ریجنالڈ کو بھی یہ راز معلوم نہیں۔ یہ محض اتفاق کہہ لو

کہ میں پیرس کے جس ہوٹل میں مقیم تھا تم بھی وہاں موجود تھیں۔ میں برسات کی وہ شام کبھی نہ بھول سکوں گا جب ہم دونوں پیرس کا تاریخی میوزیم دیکھنے گئے تھے۔"

"ہاں' مجھے بھی وہ سب کچھ اسی طرح یاد رہے گا جیسے کل کی بات ہو۔" نیلا نے مسکرا کر جواب دیا۔

"ایک بات میں اب تک نہیں سمجھ سکا مس راکسول۔ میرا بھیس بدلا ہونے کے باوجود تم نے مجھے کس طرح پہچان لیا تھا؟"

"یہ نہیں بتا سکتی۔ یہ میرا ٹریڈ سیکریٹ ہے۔ اگر میں نے تمہیں بتا دیا تو شاید تم پر دیوانگی طاری ہوجائے۔" نیلا نے کہتے ہوئے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ لیکن پرنس اس کے اس مزاح سے متاثر نہیں ہوا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی طاری رہی۔ "مجھے امید نہیں تھی کہ اس کے بعد دوبارہ بھی کبھی تم سے ملاقات ہوگی۔" پرنس بدستور سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"ہاں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ کے بچھڑے ہوئے چاہنے کے باوجود دوبارہ کبھی نہیں ملتے لیکن میں جس چیز کی خواہش کرتی ہوں اسے پالیتی ہوں۔ تمہارے بارے میں مجھے یقین تھا کہ ہم دوبارہ کبھی ملیں گے۔"

"تمہیں یہ یقین کیوں تھا؟" پرنس نے عجیب سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اسے تم میری دلچسپی کی بات کہہ سکتے ہو۔ میں زندگی میں کبھی ایسے آدمی سے نہیں ملی جو تمہاری طرح سنگتراشی کے موضوع پر ماہرانہ انداز میں گفتگو کر سکتا ہو۔ تمہیں یاد ہے نا پیرس کے میوزیم میں سنگتراشی کے شاہکار دیکھ کر ہم میں کیا باتیں ہوئی تھیں؟"

"اچھی طرح یاد ہے لیکن تم نے ابھی کہا تھا کہ تم جس چیز کی خواہش کرتی ہو اسے پالیتی ہو۔ میرا خیال ہے یہ بات تم نے اس لئے کہی تھی کہ تمہارے باپ کے پاس بے شمار دولت ہے۔" پرنس نے اس کے چہرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"نہیں تمہارا یہ خیال بالکل غلط ہے میں نے یہ بھی کہا تھا کہ ساری بات دلچسپی کی ہوتی ہے۔ میری خواہشات کی تکمیل میں میرے باپ کی دولت کا کوئی دخل نہیں۔"

"زندگی کے ڈرامے میں دولت بہت اہم رول ادا کرتی ہے مس راکسول اور تمہارا باپ خاصا دولت مند ہے۔" پرنس نے اس لہجے میں کہا جیسے اسے راکسول کی دولت مندی

کے سامنے اپنی کم مائیگی کا احساس ہو رہا ہو۔

"میرے باپ کے بارے میں صرف دولت مند کہہ دینا ہی کافی نہیں، میں سمجھتی ہوں دنیا کی کسی لغت میں ابھی تک کوئی ایسا لفظ شامل نہیں ہوا جو اتنی دولت کی تشریح کرسکے۔ ایک مرتبہ ڈیڈی نے مجھے بتایا کہ جب کسی کے پاس ایک کروڑ ڈالر جمع ہوجاتے ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں دگنا ہونے سے نہیں روک سکتی۔ اس طرح دولت کے اس انبار میں مسلسل اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ میں جو چاہتی ہوں خرچ کرتی ہوں۔ ڈیڈی نے کبھی بھی بخل سے کام نہیں لیا لیکن اس کی دولت میں کبھی کمی نہیں آئی۔"

"اور تمہاری ماں نہیں ہے؟" پرنس نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کس نے بتایا کہ میری ماں نہیں ہے۔" نیلا چونک سی گئی۔

"مم..... میں تمہارے بارے میں تحقیقات کرچکا ہوں۔" پرنس نے رک رک کر جواب دیا۔

"اس کے باوجود کہ تمہیں مجھ سے دوبارہ ملنے کی کوئی توقع نہیں تھی تم میرے بارے میں تحقیقات کرتے رہے۔" نیلا نے اسے گھورا۔

"ہاں، مجھے تمہاری ہستی پر رشک آتا ہے۔" پرنس نے معنی خیز لہجے میں جواب دیا۔

"میری ہستی پر یا میرے باپ کی دولت پر؟"

"تمہارے باپ کی دولت پر نہیں بلکہ تمہاری آزادی اور تمہاری ذمہ داریوں پر۔"

"مجھ پر کسی قسم کی ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں پرنس۔"

"میں سمجھتا ہوں لیکن وہ وقت بھی بہت جلد آنے والا ہے جب تم پر بہت بھاری اور اہم ذمہ داریاں ہوں گی۔" پرنس کا لہجہ اب بھی معنی خیز تھا۔

"مجھے تمہارے اس خیال سے اتفاق نہیں پرنس، میں ایک ایسے باپ کی بیٹی ہوں جسے ہر طرح سے آزادی حاصل ہے۔ ہاں البتہ تم اپنی بات کرو۔ تم پر یقیناً کچھ ذمہ داریاں عائد ہوں گی۔"

"اب مجھے تم سے اختلاف ہے۔ میری حیثیت محض ریاست کے ایک ولی عہد کی

ہے اور ہماری ریاست کے ولی عہد پر کوئی ذمہ داریاں نہیں ہوتیں۔"

"لیکن اپنے بھتیجے پرنس یوجین کے انتقال کے بعد تمہیں ہی ریاست کی باگ ڈور سنبھالنی ہے ایسی صورت میں تم پر جو ذمہ داریاں عائد ہوں گی تم ان سے مفر حاصل نہیں کرسکو گے۔"

"پرنس یوجین کا انتقال۔" پرنس نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا..... "ناممکن۔ وہ خاصا صحت مند ہے اور فی الحال اس کا مرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ تین ماہ بعد اس کی شادی ہونے والی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ریاست کا ایک نیا وارث پیدا ہوگا اور میری حیثیت ختم ہوجائے گی۔ میرے پاس ہائنیس کا خطاب تو رہے گا لیکن تمام اختیارات چھن جائیں گے۔"

"تم نے ابھی ریاست کے کسی اہم راز کا تذکرہ کیا تھا اس راز کی حفاظت تمہاری ذمہ داری نہیں؟"

"وہ ماضی کی بات ہے جس کا تعلق صرف مجھ سے ہے۔ جب میری حیثیت ہی ختم ہوجائے گی تو پھر اس راز کی کیا اہمیت رہ جائے گی۔" پرنس نے ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے جواب دیا۔

"اور ہاں مسٹر ریجنالڈ نے بتایا تھا کہ پرنس یوجین بھی آج یہاں آرہا ہے۔ کیا یہ اطلاع درست ہے؟" نیلا نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"سنو۔" اربرٹ کرسی سے اٹھ کر اس کی طرف جھکتا ہوا بولا۔ "یہ بھی ایک راز ہے اور میں تم پر اعتماد کرتے ہوئے بتا رہا ہوں۔"

"ریاست کے کسی راز کو اس طرح طشت ازبام کرنا تمہارے لئے نقصان دہ بھی ہوسکتا ہے پرنس۔" نیلا معنی خیز انداز میں مسکرائی۔

پرنس اربرٹ کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ دروازہ کھل گیا اور باہر سے راکسول کی آواز سنائی دی۔ "یہاں مت رکو۔ اسے اندر لے چلو۔" اس کے فوراً ہی بعد دو آدمی اسٹریچر اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوئے جس پر کوئی شخص اوندھا پڑا ہوا تھا۔ اسٹریچر کے پیچھے ہی راکسول بھی اندر آگیا۔ نیلا اسٹریچر دیکھ کر اپنی سیٹ سے اچھل پڑی۔ راکسول نے جیسے ہی

اپنی بیٹی کی طرف دیکھا تو چونک کر بولا۔ "اوہ۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم یہاں ہو۔ اسے....." وہ اسٹریچر اٹھانے والوں سے مخاطب ہوا۔ "باہر لے چلو۔"

"انہیں یہیں آنے دیں ڈیڈی۔ کیا یہ مسٹر ریجنالڈ ہیں؟" نیلا نے متوحش نگاہوں سے اسٹریچر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں' میں اطمینان سے تمہیں اس کی موت کی خبر سنانا چاہتا تھا لیکن اتفاق سے....."

"ڈیموک ریجنالڈ مرگیا!" پرنس اربرٹ نے جلدی سے راکسول کی بات کاٹ دی۔ وہ اٹھ کر اسٹریچر کے قریب پہنچ گیا اور جھک کر ریجنالڈ کی لاش کا جائزہ لیتے ہوئے مدہم لہجے میں بولا۔ "اسے کیا ہوا..... یہ کیسے مرگیا؟"

"وہ پورٹیکو میں چلتے چلتے گر گیا تھا۔ ایک چشم دید گواہ کے بیان کے مطابق یہ بہت عجلت اور تیزی میں چل رہا تھا کہ اچانک ہی نیچے گر کر بے حرکت ہوگیا۔ آج شدت کی گرمی کے پیش نظر پہلے تو میں یہی سمجھا تھا کہ اسے لو لگ گئی ہے لیکن میرا خیال غلط نکلا۔ اس کی موت شاید کسی اور وجہ سے واقع ہوئی ہے۔ میں نے ڈاکٹر اور پولیس کو اطلاع کردی ہے وہ کچھ دیر میں یہاں پہنچنے والے ہی ہوں گے۔" راکسول نے بتایا۔

چند لمحوں خاموشی طاری رہی۔ اربرٹ متوحش نگاہوں سے لاش کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ ریجنالڈ کی آنکھیں بند تھیں اور یہی محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پُرسکون نیند سو رہا ہو۔

"بیچارہ ریجنالڈ۔" پرنس شکستہ لہجے میں بولا۔ "میں اس بات پر برہم ہو رہا تھا کہ مجھے لینے کے لئے چیئرنگ کراس کیوں نہیں پہنچا۔ مجھے کیا معلوم کہ یہ اپنی جان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔"

"ڈیڈی! کیا آپ کو یقین ہے کہ یہ مرچکا ہے؟" نیلا نے بے یقینی کے انداز میں باپ سے پوچھا۔

"تم دوسرے کمرے میں چلی جاؤ نیلا۔" راکسول نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا لیکن وہ وہیں کھڑی سسکیاں بھرتی رہی اسے گزشتہ رات کا واقعہ یاد آگیا جب وہ

دونوں ٹیرس پر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ نیلا ایک اہم موضوع پر اس سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتی تھی اور اس نے بڑی ذہانت سے کام لیتے ہوئے ریجنالڈ کو زبان کھولنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ریجنالڈ اس کی نظروں میں ایک مکار اور کمینہ آدمی تھا جسے اس نے پسند نہیں کیا تھا لیکن اب وہ اس کی موت پر آنسو بہا رہی تھی۔

"مسٹر راکسول' اسے میرے کمرے میں بھجوا دیں اور ڈاکٹر کو بھی وہیں بھیج دیں۔" پرنس اربرٹ نے کہا۔ پرنس اربرٹ کا لہجہ محسوس کرکے راکسول کو فوراً ہی احساس ہوگیا کہ وہ دنیا کا امیر ترین آدمی نہیں بلکہ محض ایک ایسے ہوٹل کا مالک ہے جہاں ایک ناخوشگوار واقعہ ظہور پذیر ہوچکا ہے۔ ایک لمحے کے لئے اس کے ذہن میں یہ خیال ابھرا کہ اس نے دولت کے گھمنڈ میں یہ ہوٹل خریدنے کی حماقت کیوں کی؟"

ریجنالڈ کی لاش کو پرنس اربرٹ کے اپارٹمنٹ میں پہنچا دیا گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد ایک ڈاکٹر اور پولیس انسپکٹر بھی وہیں پہنچ گیا۔ ڈاکٹر جب لاش کے معائنہ سے فارغ ہوا تو اس نے راکسول کے شبہ کی تردید کردی کہ ریجنالڈ کی موت دل کے کسی مرض سے واقع نہیں ہوئی۔ پھر..... پھر کیسے مرگیا؟" پرنس اربرٹ نے جلدی سے پوچھا۔

"فی الحال کوئی اندازہ لگانا دشوار ہے۔ صحیح جواب لاش کے پوسٹ مارٹم کے بعد ہی دیا جاسکتا ہے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا اور قریب بیٹھا ہوا انسپکٹر نوٹ بک میں ان کی گفتگو کا اندراج کرنے لگا۔

☆======☆======☆

اس رات گرینڈ بیبلون ہوٹل کے گولڈ روم میں رقص و موسیقی کی تقریب کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

تھوڈور راکسول کو اس تقریب کے بارے میں اس سے زیادہ علم نہیں تھا کہ کوئی مسٹر اینڈ مسز سیمسن لیوی اپنے بعض دوستوں کے اعزاز میں یہ تقریب منعقد کر رہے تھے۔ ان دونوں کے بارے میں بھی راکسول تفصیل سے کچھ نہیں جانتا تھا۔ اسے صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ سیمسن لیوی اسٹاک ایکسچینج کے ایک شعبے جسے "کیفر سرکس" کہا جاتا تھا کا مستقل ممبر تھا۔ اس کی بیوی کو بھی قیمتی جواہرات کی مالک ہونے کی وجہ سے شہر کی خواتین میں

ایک اعلیٰ مقام حاصل تھا۔ ان دونوں میاں بیوی کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ بے اندازہ دولت کے مالک ہیں اور دوستوں کے لئے اس قسم کی محفلیں بپا کرنا ان کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔

راکسول نہیں چاہتا تھا کہ اس رات اس کے ہوٹل میں رقص' موسیقی کی کوئی محفل سجے۔ رات کے کھانے سے کچھ پہلے اس کے ذہن میں یہ خیال بھی آیا تھا کہ وہ حکم جاری کرکے گولڈ روم بند کرا دے اور رقص پر بھی کچھ عرصے کے لئے پابندی عائد کر دے اور مسٹر سیمسن لیوی اور اس کی بیوی کو اس تقریب کی تیاریوں پر خرچ ہونے والی رقم مع ہرجانے کے لوٹا دی جائے۔ گولڈ روم کو بند کرنے اور رقص و سرود پر پابندی لگانے کی اس کے ذہن میں تین بنیادی وجوہ تھیں۔ پہلی تو یہ کہ وہ اپنے آپ کو دل شکستہ اور مضطرب سا محسوس کر رہا تھا۔ دوئم اسے سیمسن لیوی کا نام قطعاً پسند نہیں آیا تھا اور تیسری سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ وہ یہاں کے امراء پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ ان کی شان وشوکت اور امارت اس کی نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتی اور تھیوڈور راکسول جیسے دنیا کے امیر ترین آدمی کے سامنے وہ کوئی شیخی نہیں بگھار سکتے۔ اگر وہ چاہے تو کھڑے کھڑے "کیفرسرکس" تک کو خرید سکتا ہے یا اسے اپنی دولت کی قوت کے بل بوتے پر تباہی کے غار میں دھکیل سکتا ہے۔

لیکن..... اس کی چھٹی حس بار بار اسے تنبیہہ کر رہی تھی۔ اس قسم کی حرکتیں امریکہ جیسے ملک میں تو برداشت کی جاسکتی ہیں لیکن انگلینڈ کا معاملہ قدرے مختلف تھا۔ یہاں کے لوگ شاید اس کی کسی ایسی کارروائی کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھیں۔ گذشتہ روز فینکس بیلون کے سامنے اس نے انگلینڈ کی تعریفوں کے پُل باندھ دیئے تھے لیکن اب محسوس کر رہا تھا کہ انگلینڈ میں اپنے بعض خیالات کو عملی شکل نہیں دی جاسکتی تھی اور اس وقت رقص پر پابندی کا مسئلہ بھی ایسے ہی معاملات میں شامل تھا۔

گرینڈ بیلون کا گولڈ ہال محض رقص و موسیقی کی محفلیں آراستہ کرنے کے لئے ہی بنایا گیا تھا۔ اس کی تعمیر میں بھی خصوصی مہارت کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔ چاروں طرف ایک کشادہ بالکونی تھی جس کے نیچے خوبصورت محرابیں بنی ہوئی تھیں۔ جو لوگ رقص میں

حصہ نہ لینا چاہتے وہ اس بالکونی پر بنی ہوئی نشستوں پر بیٹھ کر رقص کا نظارہ کرسکتے تھے۔ بالکونی کے اس استعمال کے بارے میں ہوٹل میں آنے والا تقریباً ہر شخص جانتا تھا لیکن ایک چیز ایسی بھی تھی جس سے ہر شخص لاعلم تھا۔ سرے کی دیوار پر بالکونی سے بھی اوپر ایک چھوٹی سی کھڑکی بنی ہوئی تھی جس میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر آہنی سلاخیں نصب تھیں۔ اس کھڑکی سے ہوٹل کے منتظمین نہ صرف فلور پر رقاص جوڑوں کو دیکھ سکتے تھے بلکہ بالکونیوں پر بیٹھے ہوئے تماشائیوں پر بھی نگاہ رکھ سکتے تھے۔

ہوٹل گرینڈ بیلون کے گولڈ ہال میں جہاں اکثر و بیشتر شہر کے معززین کی تقریبات منعقد ہوتی رہتی تھیں وہاں کسی ایسی کھڑکی کا وجود ہونا حیرت انگیز ہی تھا جہاں سے خفیہ طور پر ان معززین کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جاتی تھی لیکن ماضی کے تجربات یہاں آنے والے بہت سے شرفا کے چہروں سے نقاب اتار چکے تھے۔

رات گیارہ بجے کے قریب تھیوڈور راکسول اور اس کی بیٹی نیلا ہوٹل کے مختلف مقامات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے مختلف منزلوں پر مٹرگشت کر رہے تھے کہ دیوار میں یہ چھوٹی سی کھڑکی دیکھ کر راکسول ٹھٹک گیا۔ اس نے کھڑکی کھول دی۔ دوسرے ہی لمحے وہ معنی خیز نگاہوں سے نیلا کی طرف دیکھنے لگا۔ نیلا اس کی نگاہوں کا مطلب نہ سمجھ سکی اور اسے ایک طرف ہٹا کر خود کھڑکی سے جھانکنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے..... روشنیوں سے جگمگاتے ہوئے گولڈ روم کا منظر اس چھوٹی سی کھڑکی سے صاف نظر آرہا تھا۔ خاصی بلندی پر ہونے کی وجہ سے یہ چھوٹی سی کھڑکی قدرے تاریکی میں تھی اور یہاں کھڑے ہوئے کسی آدمی کے ہال سے دیکھ لئے جانے کا خدشہ نہیں تھا۔

"ہال روم کا نظارہ کرنے کے لئے بڑی اچھی جگہ ہے لیکن اس ہال میں مسز سیمسن لیوی کون ہے ڈیڈی؟ بڑا منفرد سا نام ہے۔ سیمسن لیوی۔ آپ بھی اپنا کوئی ایسا نام کیوں نہیں رکھ لیتے ڈیڈی؟" نیلا نے ہال میں جھانکتے ہوئے کہا۔

اس وقت نچلے ہال سے لوگوں کے شور کی بھنبھناہٹ سی سنائی دینے لگی۔ راکسول اس طرف توجہ دیئے بغیر بڑا بڑایا۔ "شام کو شائع ہونے والے یہ اخبارات بھی عجیب

ہیں۔"

"شام کے اخبارات!" نیلا چونک کر باپ کی طرف گھوم گئی۔ "اس وقت ان کا کیا تذکرہ؟ کوئی خاص بات ہے کیا اور آج آپ کچھ اکھڑے اکھڑے سے کیوں نظر آرہے ہیں ڈیڈی؟"

"اخبارات کو تو بس کسی ایسی خبر کی سن گن ملنی چاہئے۔ عجیب سنسنی خیز سرخیاں جماتے ہیں۔ وہ ہم دونوں کے بارے میں بڑی عجیب وغریب خبریں شائع کر رہے ہیں اور ریجنالڈ کی موت کے سلسلے میں بھی وہ بڑی سنسنی خیزی پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔" راکسول نے جواب دیا۔

"آپ اپنے آپ کو اخبارات سے الگ نہیں رکھ سکتے ڈیڈی! شکر کریں کہ یہ نیویارک نہیں ورنہ ہیرالڈ تو اس سے بھی زیادہ سنسنی خیز سرخیاں لگاتا۔" نیلا نے خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"لیکن کل صبح تک یہ ساری خبریں نیویارک پہنچ جائیں گی اور اس کے اخبارات جو کیچڑ اچھالیں گے تم اچھی طرح جانتی ہو۔ اس وقت سب سے بڑی مصیبت تو یہ ہے کہ فینکس بیلون بھی سوئٹزرلینڈ میں ہے۔"

"تو اس سے آپ کی صحت پر کیا فرق پڑتا ہے؟"

"کچھ نہیں۔" راکسول نے ٹھنڈا سانس بھرا۔ "میں صرف تنہائی محسوس کر رہا ہوں میں کسی ایسے شخص کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں جو ہوٹل کا انتظام سنبھال سکے۔"

"یہ آپ کو کیا ہوگیا ہے؟ آپ خلافِ معمول اتنے مایوس کیوں نظر آرہے ہیں۔" نیلا نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

"مجھے اعتراف ہے کہ میں اس وقت بڑی عجیب سی کیفیت میں مبتلا ہوں لیکن تم ابھی تک شاید اس حقیقت سے آگاہ نہیں ہوسکیں کہ ہم بہت بڑی الجھن میں پھنس گئے ہیں۔"

"آپ کا مطلب ڈیموک ریجنالڈ کی موت سے ہے؟" نیلا نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"بعض دوسری چیزوں کے علاوہ ریجنالڈ کی موت کو بھی ایک وجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ سب سے پہلی بات مس اسپنسریا اس منحوس کا جو بھی نام تھا کی پُراسرار گمشدگی ہے۔ دوسرے نمبر پر تمہارے بیڈ روم میں پتھر پھینکے جانے کا واقعہ آتا ہے۔ پھر وہ بدمعاش جولیس' جو رات کے تین بجے ریجنالڈ کے کمرے میں کسی سازش میں مصروف تھا۔ اس کے بعد پرنس اربرٹ کی آمد' سچی بات تو یہ ہے کہ یہ شخص مجھے کسی ریاست کے ولی عہد سے زیادہ چور اچکا نظر آتا ہے۔ میرے لئے مزید پریشانی کا باعث پرنس سے تمہارے تعلقات ہیں۔ یوسین کے گرینڈ ڈیوک پرنس یوجین کے مسئلے نے بھی مجھے الجھا رکھا ہے۔ پروگرام کے مطابق اسے آج رات کے کھانے پر یہاں موجود ہونا چاہئے تھا مگر وہ اب تک نہیں پہنچا۔ اس دوران ریجنالڈ کی پُراسرار موت نے صورت حال کو کچھ اور بھی الجھا دیا ہے۔"

"پرنس یوجین یہاں نہیں پہنچا؟" نیلا نے چونک کر اپنے باپ کی طرف دیکھا۔

"نہیں' اس کا چچا پرنس اربرٹ اس کے لئے خاصا پریشان نظر آرہا ہے۔ یوجین کے متعلق معلوم کرنے کے لئے وہ پورے یورپ میں ٹیلیگرام دے رہا ہے۔ ان سب باتوں کے پیش نظر تم اندازہ لگا سکتی ہو کہ صورت حال کس قدر الجھی ہوئی ہے۔"

"ڈیڈی! کیا آپ وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ جولیس اور ریجنالڈ میں کوئی ایسا رابطہ تھا جسے سازش کا نام دیا جاسکے؟" نیلا نے باپ کے خاموش ہونے پر پوچھا۔

"کیا تمہیں مجھ پر کوئی شبہ ہے؟" راکسول نے بیٹی کو گھورا۔ "گذشتہ رات کھانے کے دوران میں نے خود اس بدمعاش کو ریجنالڈ کو آنکھ سے مخصوص اشارہ کرتے ہوئے دیکھا تھا۔"

"اوہ! تو گویا آپ نے بھی اسے اشارہ کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔"

"کیا مطلب' کیا تمہیں بھی کوئی ایسی بات معلوم ہے؟" راکسول چونک گیا۔

"ہاں' میں نے بھی اسے اشارہ کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور آپ کو بتانے کے لئے کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھی۔" نیلا نے کہا اور جواب میں راکسول کے منہ سے ہلکی سی غراہٹ نکل کر رہ گئی۔

"ڈیڈی' اِدھر دیکھیں۔" نیلا نے سرگوشی کرتے ہوئے کھڑکی کے عین نیچے بالکونی کی طرف اشارہ کیا۔ "وہ دیکھیں ڈیڈی' وہ کون ہے؟" لیکن اسے شناخت کرنا زیادہ مشکل نہیں تھا۔ وہ بالکونی کی ریلنگ پر جھکا نیچے ہال کی طرف دیکھ رہا تھا۔ "کون ہے وہ؟" راکسول اس کی انگلی کے اشارے کی سمت دیکھتے ہوئے بڑبڑایا۔

"جولیس! ہماری طرف پشت ہونے کے باوجود میں اسے پہچان چکی ہوں۔"

"ہاں وہی۔ خدا کی قسم وہی ہے۔" راکسول کے لہجے میں دبا دبا سا جوش تھا۔

"میرا خیال ہے جولیس اس وقت سیمسن لیوی کا مہمان ہے۔" نیلا نے خیال ظاہر کیا۔

"وہ مسٹر سیمسن لیوی کا مہمان ہے یا نہیں' اسے اسی وقت ہوٹل سے نکلنا ہر گا خواہ مجھے ہی کیوں نہ اس کو ہوٹل سے اٹھا کر باہر پھینکنا پڑے۔" راکسول غراتا ہوا کھڑکی کے سامنے سے ہٹ گیا۔ نیلا بھی اس کے پیچھے ہی تھی لیکن جب وہ بالکونی میں پہنچے تو تلاش بسیار کے باوجود انہیں جولیس کہیں بھی دکھائی نہیں دیا۔ نچلے فلور پر بھی اس کی موجودگی کے آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ راکسول زیر لب کچھ بڑبڑاتا ہوا اسے پورے ہال میں تلاش کرتا رہا لیکن جولیس اس طرح غائب ہوچکا تھا جیسے اس کا کوئی وجود ہی نہ رہا ہو۔ بالآخر وہ ایک زینے کے راستے دوبارہ اس کھڑکی کے سامنے پہنچ گیا تاکہ ایک بار پھر پورے ہال کا جائزہ لے سکے۔ کھڑکی والے اس چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ ٹھٹک گیا۔ کمرے کے نیم تاریک ماحول میں کھڑکی کے سامنے ایک آدمی کھڑا نچلے ہال میں جھانک رہا تھا۔ قدموں کی آواز سن کر وہ آدمی تیزی سے پیچھے مڑا اور راکسول اس کی شکل دیکھ کر چونک گیا۔ وہ جولیس تھا۔ وہ دونوں چند لمحوں تک ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھتے رہے پھر جولیس ہی نے کمرے کی فضا پر طاری سکوت کو توڑا۔ "گڈ ایوننگ مسٹر راکسول۔" جولیس نے پُرسکون لہجے میں کہا۔ "یہاں اپنی موجودگی کے لئے میں آپ سے معافی کا طلبگار ہوں۔"

"شاید تم اپنی عادت سے مجبور ہو کر یہاں آگئے ہو۔" راکسول نرم لہجے میں بولا۔

"بالکل یہی بات ہے جناب' میں نے یہاں ایک طویل مدت گزاری ہے۔"

"اور میرا خیال ہے کہ میں نے تمہیں اس ہوٹل میں آنے سے منع کردیا تھا۔" راکسول نے اسے گھورا۔

"شاید آپ کے اس حکم کا اطلاق میری پیشہ ورانہ آمد کے سلسلے میں تھا لیکن میں عرض کر دوں کہ اس وقت یہاں میری موجودگی مسٹر اینڈ مسز سیمسن لیوی کے مہمان کی حیثیت سے ہے۔" جولیس نے ڈھٹائی سے جواب دیا۔

"گویا تمہارا شمار بھی لندن کے شرفا میں ہونے لگا ہے۔"

"بالکل ٹھیک سمجھے جناب۔"

"لیکن میں اس ہوٹل میں تم جیسے شرفا کا داخلہ قطعاً پسند نہیں کرتا۔"

"یہاں اپنی موجودگی کے لئے میں پہلے ہی معذرت کرچکا ہوں۔"

"تمہاری معذرت قبول کرتے ہوئے میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔"

"بہت اچھا جناب' شب بخیر۔" جولیس دروازے کی طرف مڑتے ہوئے بولا۔

"ایک بات اور مسٹر جولیس۔" راکسول نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "آئندہ اگر تمہیں مسٹر سیمسن لیوی یا شہر کا کوئی بھی رئیس ہمارے ہوٹل میں ہونے والی کسی تقریب کے سلسلے میں مدعو کرے تو تم اس سے معذرت کرلینا۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہوگا۔" جولیس چند لمحے عجیب سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر شب بخیر کہہ کر اس نیم تاریک کمرے سے نکل گیا۔

☆======☆======☆

رات کا ابتدائی نصف حصہ اختتام پذیر ہوا۔ راکسول اپنے دفتر میں بیٹھا اس فہرست کا مطالعہ کر رہا تھا جس میں رقص کی اس تقریب میں مدعو سیمسن لیوی کے مہمانوں کے نام درج تھے۔ فہرست اگرچہ خاصی طویل تھی لیکن راکسول نے اسے کئی مرتبہ پڑھ ڈالا لیکن..... جولیس یا اس سے ملتا جلتا کوئی نام اس فہرست میں شامل نہیں تھا۔ وہ رات بھر اپنے بند کمرے میں ٹہلتا رہا۔ ہوٹل میں جولیس کی آمد نے اس کے ذہن کو کچھ اور الجھا دیا تھا۔ صبح چھ بجے کے قریب وہ اپنے کمرے سے نکل کر ہوٹل کے باہر والے حصے میں پہنچ

گیا جہاں اس وقت باہر سے آنے والا سامان سنبھالا جارہا تھا۔ ایک گھنٹہ اس کام کا جائزہ لیتے ہوئے بیت گیا۔ سات بجے رات سامان دوبارہ ایک وین میں لاد دیا گیا اور چند سیکنڈ بعد ہی وہ وین ہوٹل کے گیٹ سے نکل کر سڑک پر غائب ہوگئی۔

"یہ وین کس کی تھی؟" اس نے کام کرنے والے ایک آدمی سے دریافت کیا۔ اس آدمی نے بتایا کہ اس وین کے بارے میں تو وہ کچھ نہیں جانتا کہ کس کی ملکیت ہے لیکن روزانہ صبح اس وقت تقریباً اتنا ہی سامان اس وین کے ذریعے کہیں بھیجا جاتا ہے۔ راکسول اس سے مزید کوئی سوال کئے بغیر اپنے کمرے میں آگیا۔ یہاں اس نے ایک ملازم کے ذریعے ناشتہ طلب کیا لیکن ناشتے میں ایک کپ چائے اور آدھے سلائس سے زیادہ کچھ نہ کھا سکا۔

صبح کے دس بج چکے تھے۔ وہ اگرچہ رات بھر جاگتا رہا لیکن اس کی آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک نہیں تھا۔ وہ ڈائننگ ہال کا چکر لگا کر اپنے دفتر میں آکر بیٹھا ہی تھا کہ ایک ملازم نے بتایا کہ ایک پولیس انسپکٹر اس سے ملنا چاہتا ہے اور اس وقت اس کمرے میں موجود ہے جہاں گزشتہ رات ریجنالڈ کی لاش رکھی گئی تھی۔ راکسول جب اس کمرے میں پہنچا تو پولیس انسپکٹر کے علاوہ پرنس اربرٹ' وہ چشم دید گواہ جس نے ریجنالڈ کو پورٹیکو میں گرتے ہوئے دیکھا تھا اور انسپکٹر کے چند ماتحت بھی موجود تھے۔ راکسول کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ انسپکٹر' ریجنالڈ کی لاش لے جانے کے لئے آیا ہے۔ "میرا خیال تھا کہ لاش رات کو لے جائی جاچکی ہوگی۔" وہ کمرے میں داخل ہوکر ماحول پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالتا ہوا بولا۔

"نہیں جناب! ہماری وین گزشتہ رات کسی اور کام میں مصروف تھی اس لئے لاش یہاں سے نہیں لے جائی جاسکی۔" انسپکٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

راکسول کی نظریں کمرے میں رکھے ہوئے تابوت کی طرف اٹھ گئیں۔ وہ چلتا ہوا تابوت کے قریب پہنچ گیا لیکن دوسرے ہی لمحے اسے چونک جانا پڑا۔ تابوت کا ڈھکنا کھلا ہوا تھا اور اس میں کوئی لاش نہیں تھی۔ "یہ..... یہ کیا..... یہ تو خالی ہے؟" وہ متوحش نگاہوں سے کبھی تابوت اور کبھی انسپکٹر کی طرف دیکھنے لگا۔

"اسی لئے آپ کو یہاں تک آنے کی زحمت دی گئی تھی جناب!" انسپکٹر نے پھیکی سی مسکراہٹ سے جواب دیا۔ "متوفی کی لاش غائب ہوچکی ہے۔ ممکن ہے آپ اس بارے میں کچھ بتا سکیں۔"

"مم..... میں کیا..... بتا سکتا ہوں....." راکسول ہکلا کر رہ گیا۔ اس نے پرنس اربرٹ کی طرف دیکھا لیکن پرنس کی نظریں جھک گئیں۔

لاش کا اس طرح پُراسرار طریقے سے غائب ہوجانا بڑی عجیب سی بات تھی۔ اس نئی افتاد نے راکسول کی پریشانیوں میں کئی گنا اضافہ کر دیا اس کا دماغ سلگ رہا تھا۔ اب تک کوئی ایسا سراغ نہیں ملا تھا جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ ریجنالڈ کی لاش کو کب اور کس طرح ہوٹل سے باہر لے جایا گیا تھا۔ پولیس انسپکٹر کی تحقیقات کے علاوہ اس نے ذاتی طور پر بھی اس اسرار کو حل کرنے کی کوشش کی تھی۔ رات کی ڈیوٹی والے چوکیدار' ملازم اور بعض دیگر افراد سے سختی سے باز پُرس کرنے پر بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا تھا۔ ایک لمحے کو تو اس کے ذہن میں یہ خیال بھی آیا تھا کہ ہوٹل کے سارے عملے کو برطرف کر دے لیکن یہ سوچ کر اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا کہ اس طرح بھی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ ریجنالڈ کی لاش تو اس طرح غائب ہوچکی تھی۔ جیسے کبھی اس کا وجود ہی نہ رہا ہو۔

پولیس نے تحقیقات کے دوران بار بار اس سے پوچھ گچھ کی تھی اور راکسول نے بڑے صبر و تحمل سے پولیس کے ہر سوال کا جواب دیا تھا لیکن صورت حال یہ تھی کہ جب وہ خود ہی لاعلم تھا تو پولیس کو مفید طلب بات کیسے بتا سکتا تھا۔ راکسول کے بعد دوسری شخصیت پرنس اربرٹ کی تھی۔ پرنس کا کمرہ اس راہداری میں سامنے کے رخ پر تھا جس کے ایک کمرے میں ریجنالڈ کی لاش رکھی تھی۔ پرنس اربرٹ کی شخصیت اگرچہ کسی قسم کے شبہے سے بالاتر تھی مگر راکسول نے کئی مرتبہ ذاتی طور پر اسے ٹٹولنے کی کوشش کی تھی' اور آخر کار وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ پرنس کچھ چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر عام حالات میں ہوٹل کا کوئی مہمان اللہ کو پیارا ہوجاتا تو شاید اتنی اہم بات نہ ہوتی مگر اس پیچیدہ صورت حال میں ریجنالڈ موت کے پیچھے راکسول کو کسی سازش کے تانے بانے نظر آرہے تھے۔ اس وقت عجلت کا مظاہرہ کرنے سے بات کے اور بگڑ جانے کا اندیشہ تھا اس

لئے راکسول نے نہایت خاموشی سے حالات پر نگاہ رکھنے کا فیصلہ کیا۔

اس وقت راکسول کو جس بات نے سب سے زیادہ پریشان کر رکھا تھا وہ لندن کے اخبارات تھے جنہوں نے ہوٹل اور اس کے بارے میں سنسنی خیز قسم کے مضامین شائع کرنے شروع کر دیئے تھے۔ ریجنالڈ کی موت کی خبر کو انہوں نے شہ سرخیوں میں شائع کیا تھا اور اب لاش کی پُراسرار چوری یا گمشدگی کی خبر تو اخبارات کے لئے صفحہ اول کی شہ سرخی کا مواد مہیا کردے گی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اس خبر کو اخبارات میں آنے سے کس طرح روکا جاسکتا ہے اس مقصد کے لئے اس نے دولت کی طاقت کو استعمال کیا۔ انگلینڈ کے باشندے گو امریکہ سے قدرے مختلف تھے لیکن پیسے کا جادو ہر جگہ چل جاتا ہے۔ وہ بڑی جدوجہد کے بعد اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوسکا تھا۔ راکسول کو سو فیصد یقین تھا کہ اس کے خلاف کسی خوفناک سازش کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں جولیس کا نام اس کے ذہن میں بری طرح کھٹک رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنے آپ کو کسی حد تک بے بس محسوس کر رہا تھا۔ اسے اپنی بیٹی نیلا سے آنکھیں ملانے کی جرأت نہیں ہو رہی تھی۔ نیلا اس کی بیٹی جو اس کی طاقت سے پوری طرح آگاہ تھی اسے یقیناً یہ توقع رہی ہوگی کہ اس کے باپ کے معمولی سے اشارے پر اس سازش کے ذمہ دار افراد کو بے نقاب کیا جاسکتا ہے۔ اسے ایسی باتوں کا تجربہ بھی تھا۔ امریکہ میں وہ کئی مرتبہ دیکھ چکی تھی کہ راکسول نے ہر ناممکن کام کو ممکن بنا دیا تھا۔ وہاں اس کا اتنا دبدبہ تھا کہ اس کے نام سے ہی لوگوں پر لرزہ طاری ہوجاتا۔ امریکہ میں دنیا کا کون سا کام ایسا تھا جو اس کے ایک اشارے پر نہ ہوسکتا ہو۔ مگر یہاں صورت حال مختلف تھی۔ یہاں اس کی شخصیت میں وہ جادو نہیں تھا کہ لوگ اس کا نام سنتے ہی ادب و احترام سے جھک جائیں۔ یہاں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اس پر انگلیاں اٹھانے کو بے چین ہو رہے تھے۔

جہاں تک نیلا کا تعلق تھا اس نے اپنے آپ کو وقتی طور پر ہوٹل کے انتظامی امور میں الجھا لیا تھا۔ اس کی سب سے زیادہ دلچسپی پرنس اربرٹ میں تھی۔ راکسول پرنس کی شخصیت اور کردار کے بارے میں الجھا ہوا تھا۔ مگر نیلا اس کے بارے میں اتنا کچھ جان چکی تھی کہ ایک عام آدمی تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔ پرنس کی مضطرب کیفیت کو دیکھ کر وہ جان

چکی تھی کہ وہ کوئی بہت ہی اہم راز سینے میں چھپائے پھر رہا ہے اور اسے کسی ایسے ہمدرد کی ضرورت تھی جو اس معاملے میں اس کا رازداں بن سکے اور نیلا نے یہ کردار خود ادا کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ وہ یہ دیکھ چکی تھی کہ پرنس اربرٹ ہر روز صبح سویرے دریا کے پشتے پر ٹہلنے کے لئے چلا جاتا ہے۔

اس واقعے کے تیسرے روز اس نے بھی دربان سے گاڑی طلب کی اور ہوا خوری کے بہانے بلیک فیر برج کی طرف نکل گئی جہاں پرنس اربرٹ اسے ٹہلتا ہوا مل گیا۔ اس کا چہرہ تفکرات اور پریشانیوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ نیلا نے اس کے قریب ہی گاڑی روک لی۔

"صبح بخیر پرنس! کہیں تم دریا کے اس پشتے کو ہائیڈ پارک تو نہیں سمجھ رہے۔" وہ متبسم لہجے میں بولی۔

"روزانہ صبح سویرے یہاں چہل قدمی کرنا میرے معمولات میں شامل ہے۔" پرنس نے بھی مسکرا کر خم ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! تم نے میری خوش فہمیوں پر پانی پھیر دیا پرنس۔" نیلا گہرا سانس لیتے ہوئے بولی۔ "میں اب تک اس خوش فہمی میں مبتلا تھی کہ میں لندن کی واحد ہستی ہوں جو دریا کا نظارہ کرنے کے لئے اس پشتے کو ترجیح دیتی ہے۔ لندن کے باشندے سیر و تفریح کے لئے ہائیڈ پارک کو ترجیح دیتے ہیں۔ جسے دیکھو اسی طرف دوڑا جارہا ہے..... اگر انہیں سینٹرل پارک جیسی جگہ میسر ہوتی تو شاید....."

"میری ذاتی رائے ہے کہ دریا کا یہ پشتہ لندن کی بہترین جگہ کہلانے کا مستحق ہے۔" پرنس نے مسکراتے ہوئے اس کی بات کاٹ دی۔

"ہمارے خیالات میں کتنی ہم آہنگی ہے پرنس! اچھا خدا حافظ۔" نیلا نے معنی خیز مسکراہٹ سے جواب دیا۔

"ایک منٹ مس راکسول!" پرنس اسے روانگی کی تیاری کرتے دیکھ کر ملتجی لہجے میں بولا۔

"مجھے افسوس ہے پرنس، میں زیادہ دیر یہاں نہیں رک سکتی میری مصروفیات کا اندازہ تم بھی لگا سکتے ہو۔"

"میں ایسی صورت میں تمہیں کوئی زحمت نہیں دوں گا لیکن آج رات میں ہوٹل چھوڑ رہا ہوں۔" پرنس کے لہجے میں مایوسی کا عنصر نمایاں تھا۔

"کیا واقعی؟" نیلا چونک گئی۔ "تب پھر میں یورہائنس سے گزارش کروں گی کہ آج دوپہر کا کھانا میرے ساتھ کھائیں۔ ڈیڈی تو آج شہر میں کسی کاروباری سلسلے میں مصروف ہوں گے۔"

"تمہاری دعوت قبول کرکے مجھے خوشی ہوگی۔" پرنس نے ایک بار پھر خم ہوتے ہوئے کہا۔ نیلا نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

ان کی ملاقات دوپہر کے کھانے پر ہوئی جس کا اہتمام راکسول کے پرائیویٹ روم میں کیا گیا تھا۔ کھانا خاصا لذیذ تھا جس کی پرنس اربرٹ نے دل کھول کر تعریف کی۔ کھانے کے بعد کافی کا دور چلا۔ "خدا حافظ پرنس" کھانے وغیرہ کے اختتام پر نیلا نے الوداعی انداز میں کہا۔ "میرا خیال ہے کہ..... نہیں، خیر..... چھوڑو۔"

"سمجھ گیا۔" پرنس الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "صبح تفریح کے دوران میں نے تمہیں روکنا چاہا تھا جس کا تم نے یقیناً یہ مطلب لیا ہوگا کہ میں تم سے کوئی خاص بات کہنا چاہتا ہوں۔ تمہارا خیال درست تھا لیکن اب میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ میں اپنے ذاتی معاملات کو بیچ میں لاکر تمہارے ذہن پر مزید بوجھ نہیں ڈالنا چاہتا۔"

"لیکن..... فرض کرو میں اپنے دماغ پر کچھ اور بوجھ لادنا چاہتی ہوں؟" نیلا معنی خیز انداز میں مسکرائی۔

"یہ تمہاری ہمدردانہ فطرت کا ثبوت ہے۔"

"بیٹھ جاؤ پرنس، اور اپنے دل کی ہر بات مجھے بتا دو۔ میں تمہارے لئے ایک قابل اعتماد دوست ثابت ہوں گی۔ یوں بھی کسی سے دل کی بات کہہ دینے سے غبار چھٹ جاتا ہے۔"

"میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا۔" پرنس اربرٹ دوبارہ کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "یہ بات بھی میری سمجھ میں نہیں آتی کہ میں تمہیں اپنے دل کی بات کیوں بتاؤں؟ لیکن

میں جن حالات کا شکار ہوں ان کے پیش نظر میں بڑی شدت سے کسی ایسے ہمدرد کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں جس پر میں مکمل اعتماد کر سکوں۔ تم میرے معیار پر پوری اتری ہو اور میرا خیال ہے کہ دوسروں کی نسبت تم مجھے بہتر طور پر سمجھ سکتی ہو لیکن سوال تو یہ ہے کہ تم مجھے سمجھنے کی کوشش ہی کیوں کرو گی۔ میرے پاس اس سوال کا بھی کوئی جواب نہیں۔" پرنس خاموش ہوکر چند لمحوں تک اس کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ اس وقت شدید ذہنی انتشار میں مبتلا ہے اور ڈھنگ سے اپنے مؤقف کی وضاحت نہیں کر پا رہا ہے۔ چند لمحوں بعد وہ اپنی بات جاری رکھتے ہوئے دوبارہ کہنے لگا۔ "مس راکسول، میں تم پر اعتماد کرتے ہوئے بتا رہا ہوں کہ پوسین کا گرینڈ ڈیوک، پرنس یوجین پُراسرار طور پر لاپتہ ہوگیا ہے۔ چار روز پہلے مجھے اس سے اوسٹینڈ میں ملاقات کرنی تھی۔ اسے لندن میں کچھ کام تھا اور اس کی خواہش تھی کہ اس موقع پر میں بھی اس کے ساتھ رہوں۔ میں نے حفاظتی اور دیگر انتظامات کے لئے ڈیموک ریجنالڈ کو ایک روز پہلے لندن بھیج دیا اور خود پرنس یوجین کے انتظار میں اوسٹینڈ میں ٹھہرا رہا لیکن یوجین نہیں پہنچا۔ اوسٹینڈ آنے سے پہلے اسے ایک روز کے لئے کولون میں رکنا تھا۔ میں نے وہاں ٹیلی گرام دیا تو مجھے اطلاع ملی کہ پرنس یوجین پروگرام کے مطابق وہاں سے رخصت ہوچکا ہے۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا کہ اسے بروسلز سے گزرنا تھا۔ میرے خیال میں اس کی پراسرار گمشدگی کا واقعہ بروسلز اور اوسٹینڈ ریلوے اسٹیشن کے درمیان کسی جگہ رونما ہوا ہوگا۔ پرنس یوجین کے ساتھ صرف ایک خادم تھا اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اس کا وہ خادم بھی غائب ہے۔ تم میری اندرونی کیفیت کو اچھی طرح سمجھ سکتی ہو مس راکسول..... اب یہ تو ہونے سے رہا کہ میں پوسین کے فرمانروا کی تلاش کے لئے اخبارات میں تلاش گمشدہ کے اشتہارات شائع کراؤں۔ اس قسم کے واقعات کو خفیہ رکھا جانا ہی متعلقین کے لئے سود مند ہوتا ہے۔ پوسین کے عوام اور برلن کے حکام کو یقین ہے کہ پرنس یوجین لندن میں ہے اور گرینڈ بیلون ہوٹل میں مقیم ہے لیکن....." پرنس اربرٹ کہتے کہتے رک گیا۔ اس کے چہرے پر افسردگی کے تاثرات کچھ اور بھی گہرے ہوگئے۔ وہ چند لمحوں تک الجھی ہوئی نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا پھر دوبارہ کہنے لگا۔

"لیکن آج صبح مجھے شاہ برلن کی طرف سے ایک کوڈ ٹیلی گرام ملا ہے جس میں مجھ سے مخاطب ہو کر کہا گیا ہے کہ اگر پرنس یوجین پوسین واپسی کا ارادہ رکھتے ہوں تو پہلے برلن سے ہوتے جائیں..... یہ ٹیلی گرام میرے نام بھیجا گیا تھا اور میرے لئے الجھن کی بات یہ ہے کہ اگر ہز مجسٹی شاہ برلن کے خیال میں پرنس یوجین خود بھی یہاں موجود ہے تو اسے میرے نام ٹیلی گرام بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ براہ راست پرنس یوجین کو بھی ایسی ہدایت دے سکتا تھا۔ بہرحال تین روز تک میں اس معاملے کو ٹالتا رہا میرا خیال تھا کہ اس دوران میں پرنس یوجین کو تلاش کرلوں گا۔ مگر ایسا نہ ہوسکا' اور اب مزید ٹال مٹول سے کام نہیں لے سکتا اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خود برلن پہنچ کر شہنشاہ کو حقیقت حال سے آگاہ کردوں۔"

نیلا اس کی تائید کرنا ہی چاہتی تھی کہ بات اس کی زبان پر آتے آتے رہ گئی۔ وہ بات کا رخ بدلتے ہوئے بولی۔ "میرا خیال ہے کہ تم لوگوں کی شان و عظمت شہنشاہ کے رحم و کرم پر ہے۔ پرنس یوجین کی گمشدگی اسے برہم بھی کرسکتی ہے تم براہ راست اس کے پاس جانے کی بجائے اپنے حکمران بھتیجے کے بارے میں مزید تحقیقات کیوں نہیں کرتے؟"

"پرنس یوجین کی گمشدگی کی صرف دو وجوہ ہوسکتی ہیں۔ پہلی تو یہ کہ اسے اغوا کر لیا گیا ہے اور دوسری وجہ یہ کہ وہ اپنے پروگرام میں تبدیلی کرکے ازخود کسی ایسی جگہ چلا گیا ہے جہاں اس سے کسی قسم کا رابطہ قائم کرنا ممکن نہ ہو۔"

"لیکن وہ ایسا کیوں کرنے لگا؟" نیلا نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"اس کی وضاحت نہیں کرسکوں گا۔ تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ شاہی خاندانوں میں ایسے ایسے واقعات جنم لیتے ہیں کہ ان کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔"

"پرنس یوجین لندن کس مقصد کے تحت آرہا تھا؟"

"دولت کا حصول۔" پرنس اربرٹ نے قدرے ہچکچاہٹ کے بعد جواب دیا۔ "مجھے اس حقیقت کا اعتراف کرنے میں کوئی باک نہیں کہ جرمنی کے شاہی خاندانوں میں ہمارا خاندان غریب ترین ہے۔"

"پرنس اربرٹ!" نیلا اس کے چہرے پر نظریں جماتی ہوئی بولی۔ "جو کچھ میں سوچ رہی ہوں کیا اس کا اظہار کردوں؟"

پرنس اربرٹ کے چہرے پر زردی سی چھا گئی۔ اس وقت اسے دیکھ کر بلا مبالغہ کہا جاسکتا تھا کہ وہ کچھ بھی ہوسکتا ہے لیکن پرنس نہیں ہوسکتا۔ "میں تمہارے خیالات جاننا چاہتا ہوں بے تکلفی سے اظہار کردو۔" وہ مردہ سے لہجے میں بولا۔

"میرے خیال میں پرنس یوجین کسی سازش کا شکار ہوا ہے۔" نیلا نے ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا۔

"لل..... لیکن..... اس کے خلاف کسی سازش کا مقصد کیا ہوسکتا ہے؟" پرنس کے چہرے پر ایک رنگ سا آکر گزر گیا۔

"اس سلسلے میں مجھ سے زیادہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے۔" نیلا نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

"شش..... شاید تم ٹھیک کہتی ہو مس راکسول! لیکن تمہیں اس کے خلاف کسی سازش کا اتنا یقین کیوں ہے؟"

"بہت سی وجوہ ہیں جن میں سے ہر ایک کا تعلق کسی نہ کسی طرح ریجنالڈ سے ضرور ہے۔ کیا تم نے کبھی یہ سوچا ہے یور ہائینس کہ اس کی وفاداریاں مکمل طور پر تمہارے ساتھ نہیں تھیں؟"

"ڈیموک ریجنالڈ ایک وفاشعار اور قابل اعتماد آدمی تھا۔" پرنس نے پُریقین لہجے میں جواب دیا۔

"میں انتہائی معذرت کے ساتھ کہوں گی کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے پرنس۔"

"مس راکسول۔ تمہارے علاوہ یہ بات اگر کوئی اور کہتا تو میں..... تو میں....."

پرنس ہکلا کر رہ گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہوگیا تھا۔

"تو اس کی زبان کھینچ لیتے یا زندہ دفن کردیتے۔" نیلا نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ پھر وہ اسے گزشتہ رات اس کے ہوٹل میں آمد سے پہلے کے واقعات بتانے لگی۔

"تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ ریجنالڈ اور جولیس کوئی ساز باز کر رہے تھے؟" نیلا کے

خاموش ہونے پر پرنس نے کہا۔

"میں اسے سازش کا نام دوں گی۔" نیلا مسکرائی۔

"ناممکن! یہ ناممکن ہے۔"

"یور ہائینس! جب کوئی شخص کوئی خطرناک منصوبہ تیار کرتا ہے تو اس کے ذہن میں ناممکن کا لفظ نہیں آتا۔ البتہ تمہارے معتمد خاص ڈیموک ریجنالڈ کے بارے میں یہ ضرور کہوں گی کہ سازش کا جال پھیلانے کے بعد شاید اسے اپنی حماقت کا احساس ہوگیا تھا۔ اس کی یہ پشیمانی ہی اس کی موت کا باعث بنی اور اس کی لاش کا پُراسرار طور پر غائب ہونا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔"

"اگر کسی کو علم تھا تو مجھے یہ سب کچھ کیوں نہیں بتایا گیا۔" پرنس کا لہجہ بھاری ہوگیا۔

"اسی لئے کہ تم جیسے پرنس سچائی کا سامنا کرنا نہیں جانتے۔ انہیں حقیقت پر بھی وہم کا گمان ہوتا ہے۔" نیلا نے خشک لہجے میں کہا۔

"مس راکسول!" پرنس نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ نیلا کی صاف گوئی اور بے باکی نے اسے بے حد متاثر کیا تھا۔ "میں نے پوری زندگی میں تم جیسی صاف گو عورت نہیں دیکھی کیا تم اس معاملے میں میری مدد کرسکو گی؟"

"میں اس معاملے میں تمہاری کیا مدد کرسکتی ہوں؟" نیلا نے دلچسپی سے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا لیکن اتنا سمجھتا ہوں کہ تم میری مدد کرسکتی ہو۔ عورت اگر دماغ سے کام لے تو مرد سے زیادہ ذہین ثابت ہوتی ہے۔"

"میں اپنے آپ کو اتنی ذہین نہیں سمجھتی لیکن میرا خیال ہے کہ میں تمہاری کوئی نہ کوئی مدد ضرور کرسکوں گی۔" نیلا نے کہا..... یہ بات غیرارادی طور پر اس کے منہ سے نکل گئی تھی۔ حالانکہ وہ نہیں جانتی تھی کہ اس معاملے میں پرنس کی مدد کس طرح کرسکتی ہے لیکن اس کے لاشعور میں یہ نکتہ ضرور تھا کہ اس پُراسرار معاملے کی تہہ تک پہنچنا چاہئے۔ وہ پرنس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے بولی۔ "میرا مشورہ ہے کہ تم برلن چلے جاؤ۔ وہاں کی صورت حال کو سنبھالنا تمہارا کام ہے اور یہاں کے حالات سے میں اور ڈیڈی

نمٹ لیں گے۔ ہم دونوں کو تم قابل اعتماد دوست سمجھ سکتے ہو۔"

"اگر مجھے اعتماد نہ ہوتا تو تمہیں اس راز میں شریک نہ کرتا۔" پرنس یہ کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر بے اختیار اس نے آگے بڑھ کر نیلا کے ہاتھ پر بوسہ ثبت کردیا۔

پرنس جا چکا تھا۔ نیلا اپنی سیٹ پر بیٹھی اس صورت حال پر غور کرتی رہی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا آج کے دور میں گرینڈ بیبلون جیسے دنیا کے سب سے بڑے ہوٹل میں بھی کسی سازش کا جال بچھایا جاسکتا ہے؟ اس کی نظریں بے اختیار اپنے ہاتھ کی طرف اٹھ گئیں۔ جہاں پرنس اربرٹ نے بوسہ دیا تھا۔ دوسرے ہی لمحے اس نے اپنے مسکراتے ہوئے ہونٹ ہاتھ پر عین اسی جگہ رکھ دیئے جہاں پرنس کے ہونٹوں کا لمس ابھی تک محسوس ہو رہا تھا۔

☆======☆======☆

اس سے اگلے روز صبح سویرے ہی درمیانے قد اور گول مٹول جسم اور ادھیڑ عمر کی ایک عورت ہوٹل میں داخل ہوئی۔ اس نے سر کے سفید بالوں کو چھپانے کے لئے پرانے فیشن کی ایک ٹوپی پہن رکھی تھی۔ شکل و صورت اور لہجے سے وہ غیر ملکی ہی لگتی تھی لیکن اس کے ساتھ آنے والی نوجوان ملازمہ ایک انگریز لڑکی تھی۔ ادھیڑ عمر خاتون کا نام بیرونیس زرلنسکی تھا۔ اس کے ساتھ آنے والا سامان دیکھ کر یہ اندازہ لگانا دشوار نہیں تھا کہ اس کا تعلق امراء کے ایسے طبقے سے ہے جو ہر جگہ اپنی دولت مندی کی نمائش کو ضروری سمجھتا ہے۔ نیلا اس وقت اپنے دفتر میں بیٹھی تھی اور شیشے کی دیوار سے بڑی دلچسپ نظروں سے اس عورت کو دیکھ رہی تھی۔ چند سیکنڈ بعد ہی وہ عورت دفتر کی کھڑکی کے سامنے پہنچ گئی اور تیسری منزل پر سوٹ حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

"تیسری منزل پر مادام؟" نیلا نے خالص کاروباری مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں' میں نے تیسری منزل ہی کہا تھا۔" بیرونیس زرلنسکی نے خشک لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن مادام تیسری منزل پر رہائشی سوٹ نہیں ہیں۔ دوسری منزل پر انتظام کیا جاسکتا ہے۔"

"سنو لڑکی!" بیرونیس زرلنسکی نے اسے گھورا۔ "زمین سے اڑتی ہوئی دھول سے بچنے کے لئے میں زیادہ سے زیادہ بلندی پر قیام کرنا پسند کرتی ہوں' اور یہ تم نے کیسے کہہ دیا کہ تیسری منزل پر رہائشی کمرے نہیں ہیں۔ کیا میں تمہیں یاد دلاؤں کہ اس منزل پر بھی

دو کمرے موجود ہیں۔"

"یس مادام! تیسری منزل پر کمرہ نمبر ایک سو بائیس اور ایک سو تئیس موجود ہیں۔" نیلا نے رجسٹر دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نمبر بھی بھول رہی ہو۔ ان کمروں کا نمبر ایک سو اکیس اور ایک سو بائیس ہے۔" مادام زرلنسکی نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور پھر اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگی۔

"آپ کا خیال درست ہے مادام۔ میں اس سہو کے لئے معذرت خواہ ہوں۔" نیلا نے ایک بار پھر رجسٹر دیکھتے ہوئے کہا۔

شروع میں مادام زرلنسکی کی طرف سے کمروں کے نمبروں کی تصحیح پر نیلا نے زیادہ توجہ نہیں دی لیکن جب مادام لفٹ میں سوار ہو کر تیسری منزل کی طرف روانہ ہوگئی تو نیلا کو چونک جانا پڑا۔ مادام کو کس طرح معلوم ہوا کہ تیسری منزل پر واقع کمروں کے نمبر کیا ہیں۔ اس کے ذہن میں یہ خیال بھی ابھرا تھا کہ ممکن ہے مادام اس ہوٹل کی مستقل گاہک ہو اور ہمیشہ انہی کمروں میں قیام کرتی ہو جس کی وجہ سے اسے کمروں کے نمبر یاد تھے۔ اپنے اس خیال کی تصدیق کے لئے اس نے ہوٹل میں آنے والے مہمانوں کے ناموں کے اندراج والا پرانا رجسٹر نکال لیا جس میں گزشتہ تیس سال کا ریکارڈ موجود تھا لیکن اس ریکارڈ کے گہرے مطالعے کے بعد بھی مادام زرلنسکی کا نام کہیں نظر نہیں آیا تو نیلا کے ذہن میں طرح طرح کے شبہات جنم لینے لگے۔ نیلا کو اب محسوس ہو رہا تھا کہ مادام زرلنسکی کا چہرہ بھی کچھ شناسا سا لگ رہا تھا لیکن یہ نام اس کے لئے اجنبی تھا۔ اس نے الماری سے وہ رجسٹر نکال لیا جس میں دنیا بھر کے امراء کے نام درج تھے۔ یہ ریکارڈ فیلکس بیلون نے بڑی محنت سے مرتب کیا تھا۔ اس سے پتہ چل جاتا تھا کہ ہوٹل میں آنے والے مہمانوں میں سے کون کس سلوک کا مستحق ہے لیکن اس فہرست میں بھی کسی زرلنسکی کا نام موجود نہیں تھا۔ نیلا نے ڈائننگ روم کے انچارج سے دریافت کیا کہ مادام زرلنسکی دوپہر کا کھانا کہاں کھائے گی؟ تو اسے بتایا گیا کہ وہ ڈائننگ روم میں ایک میز ریزرو کروا چکی ہے۔ چنانچہ نیلا نے بھی ڈائننگ روم میں ہی کھانا کھانے کا فیصلہ کر لیا۔

کھانے کے وقت ڈائننگ روم میں نیلا نے ہال کے کونے میں ایک ایسی میز منتخب کی

تھی جہاں سے وہ پورے ہال کا جائزہ لے سکتی تھی۔ دروازہ بھی اس کی نظروں کے سامنے تھا۔ اس طرح وہ ڈائننگ روم میں آنے جانے والے ہر شخص کو دیکھ سکتی تھی۔ نیلا کے آنے کے کچھ دیر بعد ہی مادام زرلنسکی ہونٹوں پر مخصوص سی مسکراہٹ سجائے اندر داخل ہوئی اس نے سیاہ لباس پہن رکھا تھا لیکن نیلا کے لئے حیرت کی بات یہ تھی کہ جون کا مہینہ ہونے کے باوجود اس نے ایک مختصر سی شال اوڑھ رکھی تھی۔ مادام زرلنسکی بڑی رغبت سے کھانا کھا رہی تھی۔ کونے میں بیٹھی ہوئی نیلا گہری نظروں سے اس کی ایک ایک حرکات کا جائزہ لے رہی تھی۔ کھانے کے بعد سویٹ ڈش کے طور پر کریم پف مادام کے سامنے پیش کیا گیا اور نیلا یہ دیکھ کر چونک گئی کہ مادام نے کپ کا ڈھکنا اٹھا کر چمچے کی مدد سے اس کے اندر سے کوئی چیز نکال لی۔ وہ کوئی کاغذ تھا جو کسی تعویذ کی طرح تہہ کیا ہوا تھا۔ نیلا اگر پوری توجہ سے اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ نہ لے رہی ہوتی تو شاید وہ یہ چیز نہ دیکھ سکتی۔ وہ اسی لمحے اچھل کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی مادام زرلنسکی کے قریب پہنچ گئی۔

"مادام! میرا خیال ہے یہ سویٹ ڈش اتنی عمدہ نہیں ہے۔" اس نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"اس اطلاع کا شکریہ' لیکن میرے خیال میں یہ بہت خوش ذائقہ ہے۔" مادام نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے خشک لہجے میں جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔ "لیکن..... تم کون ہو؟ اوہ! ہوٹل کی کلرک' میں تمہیں دفتر میں دیکھ چکی ہوں۔"

"یہ ہوٹل میرے والد کی ملکیت ہے مادام۔ میرے خیال میں اس کریم پف میں کوئی ایسی چیز موجود تھی جسے نہیں ہونا چاہئے تھا۔" نیلا نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے جواب دیا۔ تعویذ کی طرح تہہ شدہ کاغذ جس پر کریم لگی ہوئی تھی ایک پلیٹ کے اٹھے ہوئے کنارے کے نیچے پڑا ہوا تھا۔

"نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔" مادام نے مخصوص مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

نیلا نے کوئی اصرار کرنے کی بجائے پسپائی اختیار کرلینا ہی بہتر سمجھا۔ کاغذ کی موجودگی

کے علاوہ اس نے ایک اور بات بھی نوٹ کی تھی کہ "تھ" کا حرف بولتے ہوئے مادام کا لہجہ کچھ عجیب سا ہو جاتا تھا۔

کھانے کے کچھ دیر بعد نیلا اپنے کمرے میں کھڑی باہر کا نظارہ کر رہی تھی۔ اس کا ذہن مختلف خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ مادام زرلنسکی کے بارے میں کوئی ایسی بات تھی جو ذہن کے کسی تاریک گوشے میں موجود تو تھی لیکن ابھر کر سامنے نہیں آ رہی تھی۔ نہ جانے اسے رہ رہ کر یہ احساس کیوں ہو رہا تھا کہ مادام کا چہرہ اس کے لئے اجنبی نہیں ہے۔ پھر دفعتاً وہ کھڑے کھڑے اس طرح اچھلی جیسے پیروں میں اسپرنگ لگ گئے ہوں۔

"اوہ! مجھے پہلے یہ خیال کیوں نہیں آیا۔ حیرت ہے میں مس اسپنسر کو نہیں پہچان سکی۔" وہ بڑبڑائی۔ اس کی ذہنی رو پرنس اربرٹ کی طرف مڑ گئی۔ "ممکن ہے میں اس کی کوئی مدد کر سکوں۔" اس نے سوچا اور کمرے میں وقت ضائع کرنے کی بجائے اپنے دفتر میں پہنچ گئی۔ اس نے ڈائننگ روم کے انچارج سے معلوم کیا کہ مادام نے رات کے کھانے کے لئے کوئی ہدایات تو جاری نہیں کیں؟ کچن کے انچارج ردکو کے بارے میں بھی اب اس کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات ابھر رہے تھے۔ اسے شبہہ تھا کہ ردکو بھی کسی نہ کسی طرح اس سازش میں شریک ہے۔ ابھی وہ اس بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ وہ ملازم آ گیا جسے اس نے ڈائننگ روم کے انچارج کے پاس بھیجا تھا۔ "مادام زرلنسکی پندرہ منٹ پہلے ہوٹل چھوڑ چکی ہیں۔" اس نے بتایا۔

"کک..... کیا.....؟" نیلا بری طرح چونک گئی۔ "لیکن وہ آج صبح ہی تو یہاں آئی تھی۔"

"مادام کی ملازمہ نے بتایا تھا کہ کچھ دیر پہلے انہیں ایک بہت اہم ٹیلیگرام ملا تھا جس کی وجہ سے انہیں فوری طور پر رخصت ہونا پڑا۔"

"وہ کہاں گئی ہے؟" نیلا نے سوال کیا۔

"مادام کے سامان میں شامل بھاری بکسوں پر اوسٹینڈ کا لیبل لگا ہوا تھا۔" ملازم نے جواب دیا۔

ملازم کے جانے کے بعد نیلا کتنی دیر تک اپنے کمرے میں ٹہلتی رہی اس کے دماغ

میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ اس عورت کے اس طرح رخصت ہونے سے اس کے ان شبہات کو تقویت مل رہی تھی کہ یہاں کسی خوفناک سازش کا جال بچھایا جارہا تھا۔ بالآخر اس نے مادام کا تعاقب کرنے کا فیصلہ کر لیا اور وہ کسی کو اطلاع دیئے بغیر ڈوور روانہ ہوگئی جہاں رات گیارہ بجے ایک اسٹیمر اوسٹینڈ کے لئے روانہ ہونے والا تھا۔ جب وہ ہوٹل سے رخصت ہوئی تو راکسول موجود نہیں تھا۔ ڈوور پہنچ کر اس نے اپنے باپ کے نام ایک مختصر سا خط لکھا کہ وہ ایک دو روز کے لئے لندن سے باہر جارہی ہے اس لئے وہ پریشان نہ ہو۔

ڈوور کی بندرگاہ پر "میری ہنری" نامی ایک خوبصورت اسٹیمر لنگر انداز تھا جس پر اسٹیٹ رومز بھی بنے ہوئے تھے۔ ایک کمرے کی کھڑکیوں اور دروازوں کے سامنے اندر کے رخ اس طرح پردے کھنچے ہوئے تھے کہ باہر سے جھانکنا ممکن نہیں رہا تھا۔ اسٹیمر پر سوار ہونے کے بعد بھی نیلا کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات جنم لے رہے تھے ممکن ہے مادام زرلنسکی آٹھ بجے والے اسٹیمر سے جاچکی ہو۔ اس بات کا امکان بھی تھا کہ وہ سرے سے اوسٹینڈ گئی ہی نہ ہو بلکہ اس کی منزل کوئی اور جگہ ہو۔ بہرحال اندھیرے میں روشنی کی ایک ہلکی سی کرن نظر آرہی تھی کہ شاید مادام اسٹیمر کے اس کیبن میں موجود ہو جس کی کھڑکیوں کے سامنے بڑے محتاط انداز میں پردے کھینچے گئے تھے۔ اس خیال کے تحت چاندنی رات کے سفر میں نیلا نے اس کیبن کی طرف سے ایک لمحے کو بھی نظریں نہیں ہٹائیں۔

رات دو بجے کے قریب اسٹیمر اوسٹینڈ پہنچ گیا۔ بندرگاہ پر خاصی گہما گہمی تھی۔ نیلا ایک نیم تاریک گوشے میں مطلوبہ کیبن پر نظریں جمائے کھڑی تھی۔ چند منٹ بعد کیبن کا دروازہ کھلا اور چار انگریز برآمد ہوئے۔ دروازے کے سامنے ہی کیبن کے اندر رکھی ہوئی میز سے اندازہ ہو رہا تھا کہ سفر کے دوران وہ چاروں تاش کھیلتے رہے تھے۔ نیلا کے دل پر مایوسی چھا گئی۔ اسے امید تھی کہ اس کیبن سے مادام زرلنسکی ہی برآمد ہوگی لیکن معاملہ اس کے برعکس نکلا۔ اس وقت وہ عجیب سی کیفیت میں مبتلا تھی۔ اس کے پاس نہ تو کوئی سامان تھا اور نہ ہی اس اجنبی شہر میں اس کا کوئی شناسا موجود تھا۔ اس کی یہ مہم ناکام رہی

تھی۔ اب وہ رات گزارنے کے لئے کسی ہوٹل کے بارے میں سوچتی ہوئی اسٹیمر سے اتر کر گیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی کہ ایک اور اسٹیمر کو بندرگاہ کی طرف آتے دیکھ کر وہ رک گئی۔ بندرگاہ کے ایک آفیسر سے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ اسٹیمر رات آٹھ بجے ڈوور کی بندرگاہ سے روانہ ہوا تھا لیکن راستے میں کوئی خرابی پیدا ہوجانے کی وجہ سے اسے کلیس کی بندرگاہ پر رکنا پڑا اور اب اپنے شیڈول سے چار گھنٹوں کی تاخیر سے یہاں پہنچ رہا ہے۔

نیلا کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ ایک منٹ پہلے اس کے دل پر جو مایوسی طاری ہوئی تھی وہ دھند کی طرح چھٹنے لگی۔ اسے پورا یقین تھا کہ مادام زرلنسکی اس اسٹیمر میں موجود ہوگی۔ اس اسٹیمر سے پہلے پہنچ جانا اسے اپنے لئے سود مند نظر آرہا تھا۔ اس طرح اسے مادام کے استقبال کی تیاری کے لئے مناسب وقت مل گیا تھا۔ نیلا ایک گوشے میں کھڑی ہوکر اسٹیمر کے ڈیک پر پہنچنے کا انتظار کرنے لگی۔ بندرگاہ کے دوسری طرف پورے شہر پر خاموشی مسلط تھی۔ وہ اگرچہ پہلی مرتبہ یہاں آئی تھی لیکن سن چکی تھی کہ یورپ میں سب سے زیادہ جرائم اس شہر میں ہوتے ہیں۔ دوسرا اسٹیمر جیسے ہی گھاٹ پر آکر لگا نیلا گینگ وے کر قریب آکر کھڑی ہوگئی۔ اسٹیمر سے اترنے والی سب سے پہلی ہستی ایک عورت تھی اور وہ مادام زرلنسکی نہیں مس اپنسر تھی۔ نیلا نے اسے دیکھتے ہی جلدی سے رخ بدل لیا۔ مس اپنسر ہاتھ میں ایک بیگ پکڑے تیز قدم اٹھائی ہوئی کسٹمز آفس کی طرف بڑھ گئی۔ نیلا کو یہ اندازہ لگانے میں زیادہ دشواری نہیں ہوئی کہ مس اپنسر اس بندرگاہ سے پوری طرح واقف تھی۔ وہ خود دور کھڑی اس کی نقل و حرکت کا جائزہ لیتی رہی۔ پورے چاند کی روشنی میں مس اپنسر کے جسم کے خدوخال بالکل واضح نظر آرہے تھے۔ اس کے چلنے کا انداز مادام زرلنسکی سے قطعی مختلف نہیں تھا۔ نیلا کو سو فیصد یقین تھا کہ مادام کے بھیس میں اپنسر ہی تھی۔ آج کے دور میں بھیس بدلنا اتنا مشکل بھی تو نہیں رہا تھا۔

کسٹمز آفس سے باہر نکلتے ہی مس اپنسر نے سڑک پر کھڑی ہوئی ایک بند گاڑی کو اشارے سے قریب بلایا۔ کوچبان سے کچھ کہا اور گاڑی میں بیٹھ گئی۔ اس گاڑی کے روانہ

ہونے کے چند سیکنڈ بعد ہی نیلا بھی کھلی چھت کی ایک گاڑی پر بیٹھی اس کا تعاقب کر رہی تھی۔ جب اس نے کوچبان سے اگلی گاڑی کے تعاقب کے لئے کہا تھا تو اس نے کوئی اعتراض یا احتجاج نہیں کیا تھا جس کا مطلب تھا کہ یہاں اس قسم کی باتیں روزمرہ کے معمول میں شامل ہیں۔ مس اسپنسر کا تعاقب کرتے ہوئے نیلا کا دل بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا۔ اگلی گاڑی مختلف سڑکوں پر سے گزرتی ہوئی شہر کے ایک ایسے حصے میں پہنچ گئی جہاں تنگ و تاریک گلیوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ وہ گاڑی بھی ایک گلی میں داخل ہو کر بالآخر ایک ایسی عمارت کے سامنے رک گئی جو تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ نیلا نے اپنی گاڑی کے کوچبان کو رکنے کے لئے کہا مگر وہ اس وقت مریل سے گھوڑے پر بڑی تندہی سے چابک برسانے میں مصروف تھا جس کی وجہ سے وہ نیلا کی آواز نہیں سن سکا تھا اور گاڑی کو بدستور آگے بڑھاتا چلا گیا۔ ٹھیک اسی لمحے مس اسپنسر اپنی گاڑی سے اتر کر عمارت کے دروازے کی طرف بڑھتی نظر آئی۔ نیلا جلدی سے نیچے جھک گئی۔ مس اسپنسر کے عمارت میں داخل ہونے تک نیلا کی گھوڑا گاڑی عمارت کے سامنے پہنچ چکی تھی۔ نیلا نے ایک بار پھر کوچبان کو گاڑی روکنے کا حکم دیا۔ گاڑی رک گئی۔ نیلا نے نیچے اتر کر کچھ رقم جیب سے نکال کر کوچبان کی طرف بڑھا دی۔ عین اسی لمحے عمارت کا دروازہ دوبارہ کھلا اور ایک آدمی باہر نکلا۔ نیلا کے لئے اب فرار کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ اسے عین وقت پر صورت حال کے اس طرح بدلنے کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ "مم..... میں مس اسپنسر سے ملنا چاہتی ہوں۔" اس نے اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے اس آدمی کو مخاطب کیا جو اس کے سامنے کھڑا سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"مس اسپنسر!" اس آدمی نے نیلا کو گھورا۔

"ہاں' وہ ابھی ابھی یہاں پہنچی ہے۔"

"اوہ ہاں' میں نے ابھی کسی کو اندر جاتے ہوئے دیکھا تو ہے۔" اس آدمی نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ نیلا مزید کوئی بات کئے بغیر اس کے پہلو سے گزرتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ سامنے ایک نیم تاریک سا ہال تھا اور مس اسپنسر ہال کے آخری سرے پر ایک کمرے میں داخل ہوتی نظر آئی۔ نیلا بھی تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کمرے کے سامنے پہنچ

گئی۔ دروازہ شاید مقفل نہیں کیا گیا تھا۔ اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور بے کھٹکے اندر داخل ہو گئی۔ "ہیلو مس اسپنسر!" وہ مس اسپنسر کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے بولی۔ "مجھے یقین ہے کہ تمہیں یہاں میری آمد کی توقع نہیں رہی ہو گی۔ تم آج سہ پہر اچانک ہی ہمارے ہوٹل سے رخصت ہو گئیں' بالکل اسی طرح جس طرح مس اسپنسر کی حیثیت سے تم اس رات غائب ہوئی تھیں۔ میں تمہارے اس اسرار کو حل کرنے کی کوشش میں یہاں تک پہنچی ہوں۔"

مس اسپنسر کا چہرہ بالکل سپاٹ رہا۔ نہ اس نے کسی پریشانی کا اظہار کیا نہ حیرت کا۔ البتہ اس کے تنفس کی رفتار سے اس کی اندرونی کیفیت کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

"تم نے اپنی مادام زرلنسکی کی حیثیت بڑی جلد ختم کر دی۔ بڑی پُروقار شخصیت تھی۔ کیا میں یہاں بیٹھ سکتی ہوں؟" نیلا نے کہا۔

"اوہ' کیوں نہیں' بیٹھو۔" مس اسپنسر نے اسی کا لہجہ اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔ "اس میں شبہ نہیں کہ تم بہت ذہین لڑکی ہو لیکن میرے حساب کتاب میں کوئی گڑبڑ تھی کیا؟"

"تمہارے کھاتوں میں کوئی گڑبڑ نہیں اور نہ میں یہاں کسی ایسے سلسلے میں آئی ہوں۔ میری آمد کی وجہ ریجنالڈ کا قتل' ہوٹل سے اس کی لاش کا حیرت انگیز طور پر غائب ہو جانا اور ریاست پوسین کے گرینڈ ڈیوک' پرنس یوجین کی پُراسرار گمشدگی ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم اس سلسلے میں میری کچھ مدد کر سکتی ہو۔" نیلا نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ مس اسپنسر کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی۔ وہ اٹھ کر نپے تلے قدم اٹھاتی ہوئی مینٹل پیس کے قریب پہنچ گئی۔

"امریکی اپنے آپ کو بہت ذہین سمجھتے ہیں۔ ابھی کچھ دیر پہلے میں تمہاری ذہانت کا اعتراف کر چکی ہوں۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتی ہوں۔ میرے خیال میں تم دنیا کی احمق ترین لڑکی ہو۔" مس اسپنسر نے کہتے ہوئے کسی کو بلانے کے لئے گھنٹی بجانے والی رسی پکڑ لی۔

"اگر تمہیں اپنی زندگی عزیز ہے تو گھنٹی مت بجانا ورنہ....." نیلا نے غراتے

ہوئے جملہ دھورا چھوڑ دیا۔

"ورنہ کیا؟" مس اپنسر نے اسے گھورا۔

"ورنہ تمہاری زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔" نیلا نے کہتے ہوئے اپنے لباس کی جیب سے ایک چھوٹا سا ریوالور نکالا۔

"تت..... تم مجھے..... ڈرا رہی ہو۔" مس اپنسر ریوالور دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

"یہ محض دھمکی نہیں۔ بقول تمہارے میں دنیا کی احمق ترین لڑکی ہوں لیکن اس کے ساتھ ہی امریکی بھی ہوں اور امریکی لڑکیاں ریوالور چلانا بھی بہت اچھی طرح جانتی ہیں۔ میں آخری مرتبہ وارننگ دے رہی ہوں کہ اگر تم نے گھنٹی بجانے کی کوشش کی تو نقصان میں رہو گی۔" نیلا نے مضبوط لہجے میں کہا۔ اس کے ریوالور والے ہاتھ میں ہلکی سی لرزش تھی اور وہ سوچ رہی تھی کہ مس اپنسر اس کے ہاتھ کی کپکپاہٹ سے کہیں اس کی اندرونی کیفیت کا اندازہ نہ لگالے۔ وہ ریوالور سے اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "بیٹھ جاؤ۔ میں تم سے چند باتیں معلوم کرنا چاہتی ہوں۔" مس اپنسر اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اب اس کی کیفیت پہلے سے قطعی مختلف تھی چہرہ بالکل سفید پڑ چکا تھا اور حلق خشک ہو رہا تھا۔ اس رات تم اطلاع دیئے بغیر گرینڈ بیبلون ہوٹل سے غائب کیوں ہوگئی تھیں؟" نیلا نے ایک ماہر وکیل کی طرح سوال کیا۔

"مجھے ایسا کرنے کا حکم دیا گیا تھا مس راکسول۔" مس اپنسر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"خوب! اور تمہیں یہ حکم کس نے دیا تھا؟"

"مم..... میں..... میں ایک شادی شدہ عورت ہوں اور ہوٹل چھوڑنے کا حکم میرے شوہر نے دیا تھا۔"

"یہ میرے لئے نئی اطلاع ہے کہ تم شادی شدہ ہو۔ تمہارا شوہر کون ہے؟"

"ٹام جیکسن..... گرینڈ بیبلون کا سابق ہیڈ ویٹر تم اسے جولیس کے نام سے جانتی ہو۔"

"اوہ!" نیلا چونک گئی۔ "تو جولیس کا اصل نام ٹام جیکسن ہے، لیکن اس نے تمہیں

نوٹس دیئے بغیر ہوٹل کی ملازمت چھوڑنے پر مجبور کیوں کیا؟"

"میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتی مس راکسول۔ وہ میرا شوہر ہے اور میں اس کے احکامات کی تعمیل کرنے پر مجبور ہوں۔ مجھے اس کی کسی بات کی وضاحت طلب کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔" بات کرتے ہوئے مس اپنسر کی آنکھیں نم ہوگئیں۔

"یہ میری بات کا جواب نہیں۔" نیلا نے ریوالور کے ٹرائیگر پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔ "اس نے تمہیں اس پُراسرار طریقے سے ہوٹل چھوڑنے کا حکم کیوں دیا تھا؟"

"میں کچھ نہیں جانتی..... بخدا میں کچھ نہیں جانتی۔"

"تم اس طرح اپنی جان نہیں بچا سکو گی مس اپنسر، تمہیں میرے سوال کا جواب دینا ہی ہوگا۔" نیلا نے اسے گھورا۔

"کوئی گڑبڑ ہونے کی وجہ سے وہ مجھے یہاں اوسٹینڈ بلوانا چاہتا تھا۔" مس اپنسر نے جواب دیا۔

"یہ گڑبڑ ہوٹل میں تھی یا یہاں؟"

"دونوں جگہ پر۔"

"کیا اس کا تعلق پوسین کے پرنس یوجین سے تھا؟"

"میں زیادہ نہیں جانتی لیکن میرا خیال ہے کہ کوئی ایسی ہی بات تھی۔"

"پرنس یوجین سے تمہارے شوہر کا کیا تعلق تھا؟"

"میرا خیال ہے کچھ رقم کے لین دین کا معاملہ تھا۔"

"اور کیا ڈیموک ریجنالڈ بھی اس معاملے میں ملوث تھا؟" نیلا نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارا خیال درست ہے۔" مس اپنسر نے اثبات میں سرہلایا۔

"کیا اس رات ہوٹل کے کمرہ نمبر ایک سو گیارہ میں تمہارے شوہر اور ریجنالڈ کا جھگڑا بھی ہوا تھا؟"

"ہاں کسی مسئلے پر ان میں کچھ اختلافات پیدا ہوگئے تھے۔"

"اور شاید اسی جھگڑے کی وجہ سے اس نے تمہیں فوری طور پر ہوٹل چھوڑ کر

اوسٹینڈ پہنچنے کا حکم دیا تھا؟"

"میں تمہارے خیال کی تردید نہیں کروں گی۔"

"تمہیں اوسٹینڈ میں کیا کرنا تھا۔ میرا مطلب ہے تمہارے شوہر نے تمہیں اوسٹینڈ کیوں بلایا تھا؟"

"خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو مس راکسول۔" مس اسپنسر میز پر سر ٹکا کر سسکی بھرتے ہوئے بولی۔ "میں اس سے زیادہ کچھ نہیں بتا سکتی اگر اسے معلوم ہوگیا تو وہ مجھے قتل کردے گا۔"

"تم اصل موضوع سے ہٹنے کی کوشش کر رہی ہو۔" نیلا نے سرد لہجے میں کہا۔ "میں آخری وارننگ دے رہی ہوں۔ اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچ گیا تو بھی میرا کچھ نہیں بگڑے گا۔ میں کہہ سکتی ہوں کہ میں نے اپنی حفاظت کے لئے گولی چلائی تھی میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ اوسٹینڈ میں تمہیں کس لئے بلایا گیا تھا؟"

"مجھے اپنے چاروں طرف موت کے سائے منڈلاتے نظر آرہے ہیں۔" مس اسپنسر نے مایوس کن لہجے میں کہا۔ "مرنا تو مجھے بہرحال ہے۔ جولیس کے ہاتھوں یا تمہارے ہاتھوں۔ ایسی صورت میں تمہیں یہ بتا دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتی کہ مجھے پرنس یوجین کی نگرانی کے لئے یہاں بھیجا گیا تھا۔"

"ہوں..... پرنس یوجین کو جولیس کی ہدایت پر اغوا کرکے اس گھر میں رکھا گیا تھا میرا خیال غلط تو نہیں؟"

"نہیں، تم ٹھیک کہتی ہو۔" مس اسپنسر نے اثبات میں سر ہلایا اب وہ باقاعدہ آنسو بہانے لگی تھی۔

"کیا تم بتا سکتی ہو کہ خاص طور پر تمہیں اوسٹینڈ بلانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟"

"جولیس مجھ سے زیادہ کسی اور پر اعتماد نہیں کرسکتا۔ اس کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں اس شہر سے اچھی طرح واقف ہوں۔ تمہیں شاید علم نہیں کہ گرینڈ بیلون میں ملازمت اختیار کرنے سے پہلے میں نے پورے یورپ کی سیاحت کی تھی۔" مس اسپنسر

نے بتایا۔

"تم نے ملازمت کے لئے گرینڈ بیلون ہی کا انتخاب کیوں کیا تھا؟"

"نام جیکسن..... میرا مطلب ہے جولیس نے مجھے کہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ میں وہاں رہ کر اس کے لئے مفید ثابت ہوسکتی ہوں۔ میں اس کے بارے میں تمہیں زیادہ نہیں بتا سکتی۔ وہ اپنے آپ تک محدود رہنے والا آدمی ہے۔"

"کیا تمہیں علم ہے کہ اس نے کوئی قتل بھی کیا ہے؟" نیلا نے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتے ہوئے پوچھا۔

"کبھی نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ قتل نہیں کرسکتا۔" مس اسپنسر نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن مسٹر ریجنالڈ کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا ہے۔ اگر وہ اپنی موت مرا ہوتا تو کسی کو اس کی لاش غائب کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہوٹل سے لاش چرانے کا مقصد یہی تھا کہ اس کی موت کی وجہ معلوم نہ کی جاسکے۔ پوسٹ مارٹم سے معلوم ہوجاتا کہ اسے زہر دے کر ہلاک کیا گیا تھا۔ ایسی صورت میں پولیس کو قاتل تک پہنچنے میں دیر نہ لگتی۔"

"میں اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتی۔ میں اس وقت ہوٹل چھوڑ چکی تھی اور مسٹر ریجنالڈ کی موت کی خبر میں نے اخبار میں پڑھی تھی۔" مس اسپنسر کہتی ہوئی میز پر ہاتھ ٹکا کر کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ "میں حلفیہ طور پر کہہ سکتی ہوں کہ اس کی موت کی خبر پڑھ کر مجھے قتل کا شبہ تک نہیں ہوا تھا۔" مس اسپنسر نے قسم کھاتے ہوئے بتایا۔ نیلا کی نظریں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ مس اسپنسر کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ غلط بیانی سے کام نہیں لے رہی۔ اب وہ کسی حد تک اپنے آپ پر قابو پاچکی تھی۔ اس کے برعکس نیلا کو یہ سب کچھ ایک بھیانک خواب سا لگ رہا تھا۔ ایک کروڑ پتی کی بیٹی ایسے معاملات میں الجھ گئی تھی جس میں اس کی جان کا خطرہ بھی ہوسکتا تھا۔ اپنی اس مہم میں اگرچہ وہ اب تک خاصی کامیاب رہی تھی لیکن وہ اب بھی مطمئن نہیں تھی۔ اس کا خیال تھا کہ بعض اہم باتیں ابھی تک صیغہ راز میں ہیں جن کا جاننا اس کے لئے بہت ضروری تھا۔ "پرنس یوجین اس وقت کہاں ہے؟" بالآخر اس نے پوچھا۔

"میں قطعی لاعلم ہوں مس! وہ اس عمارت میں نہیں ہے۔ وہ لوگ اسے کہیں اور لے جاچکے ہیں۔" مس اپنسر نے بتایا۔

"وہ لوگ..... تمہارا مطلب ہے تمہارے شوہر کے دوست؟"

"اس کے کچھ ماتحت کہہ لو۔"

"اس کا مطلب ہے کہ تم لوگوں کا ایک گروہ ہے۔" نیلا نے اسے گھورا۔

"گروہ! میں سمجھی نہیں تم کیا کہنا چاہتی ہو؟" اس مرتبہ مس اپنسر اسے گھور رہی تھی۔

"اتنی انجان بننے کی بھی ضرورت نہیں مسز ٹام جیکسن!" نیلا نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم بہت کچھ جانتی ہو۔ میں جو کچھ معلوم کرنا چاہتی ہوں اس کے لئے تمہیں زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ کا وقت دے سکتی ہو۔ تمہارے شوہر نے پرنس یوجین کو کس طرح اغوا کیا اور اس کے اغوا کا مقصد کیا تھا۔ پہلے میرے دوسرے سوال کا جواب دو۔"

مس اپنسر نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا پھر اس کی نظریں خود بخود جھک گئیں اور غیر ارادی طور پر اس کی انگلیاں میز پوش کو بل دینے لگیں۔ بالآخر مدہم لہجے میں بولی۔ "میں کچھ جانتی ہی نہیں تو تمہیں کیا بتا سکتی ہوں۔ تم مجھے اپنے جذبات کی تسکین کے لئے اذیت پہنچا رہی ہو۔"

"کیا ٹام جیکسن یا جولیس پرنس یوجین کو حبس بیجا میں رکھ کر کوئی رقم حاصل کرنا چاہتا ہے؟"

"نہیں۔ وہ دولت کا بھوکا نہیں۔"

"دولت کے ساتھ ساتھ ہوس بھی بڑھتی ہے ممکن ہے وہ کوئی لمبا ہاتھ مارنا چاہتا ہو۔" نیلا بولی۔ "اگر اسے دولت کی ہوس نہیں تو وہ پرنس یوجین کو لندن پہنچے سے کیوں روکنا چاہتا تھا؟"

"کوئی وجہ ضرور ہوگی لیکن میں نہیں جانتی۔ اگر مجھے قتل بھی کر ڈالو تو میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکوں گی۔" مس اپنسر نے جواب دیا۔ نیلا چند لمحے اس کی طرف دیکھتی رہی

پھر اس نے ریوالور اوپر اٹھا لیا۔ اس کے اس فعل میں اس کے ارادے کو کوئی دخل نہیں تھا اور نہ ہی وہ اسے استعمال کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی تھی لیکن مس اپنسر اس کی اس حرکت سے دہشت زدہ سی ہوگئی۔ نیلا اس کی اس کیفیت کو دیکھ کر چونک سی گئی لیکن دوسرے ہی لمحے وہ اس کا پس منظر سمجھ گئی۔ وہ اپنا اور مس اپنسر کا موازنہ کرتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ اگر ریوالور مس اپنسر کے ہاتھ میں ہوتا اور وہ خود اس کے رحم و کرم پر ہوتی تو اس کی کیا کیفیت ہوتی۔ اس خیال کے ساتھ ہی وہ چونک گئی۔ مس اپنسر اب تک انتہائی عیار اور خطرناک عورت ثابت ہوئی تھی اور کچھ بعید نہیں تھا کہ کسی لمحے موقع سے فائدہ اٹھا کر صورت حال کا پانسہ پلٹ دے۔ اس خیال کے ساتھ ہی نیلا نے ریوالور پر گرفت مضبوط کرلی۔ اب وہ اپنے لئے کچھ خوف سا محسوس کرنے لگی۔ اس نے چشم تصور میں اپنے آپ کو گولی چلاتے اور مس اپنسر کی لاش کو اپنے قدموں میں گرتے دیکھا۔ پولیس' عدالت اور پھانسی کا تختہ۔ وہ لرز اٹھی۔ یہ شاید اس خوف کا تاثر تھا کہ جب وہ بولی تو اس کے لہجے میں غراہٹ کا عنصر نمایاں تھا۔ "بولو۔"

مس اپنسر کا چہرہ کپاس کی طرح سفید ہوگیا۔ وہ ہکلاتے ہوئے بولی۔ "ٹٹ..... ٹام..... جولیس نے کہا تھا کہ اگر پرنس یوجین لندن پہنچ گیا تو اس کے منصوبے پر پانی پھر جائے گا۔"

"وہ منصوبہ کیا تھا جلدی بولو۔" نیلا پھر غرائی۔

"میں کچھ نہیں جانتی۔ اس نے صرف اتنا کہا تھا کہ مسٹر ریجنالڈ کی نیت بدل گئی ہے اور اسے ہر صورت میں اس سے معاملہ طے کرنا چاہئے۔ پھر روکو....." مس اپنسر کہتے کہتے رک گئی اور نڈھال سی ہو کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"ہاں' روکو کے بارے میں کیا ہے؟" نیلا نے تیز لہجے میں پوچھا۔ ریوالور کے دستے پر اس کی گرفت اور بھی مضبوط ہوگئی تھی۔

"خدا کے لئے مجھ سے کچھ مت پوچھو۔ تمہیں بتانے کا مطلب ہوگا کہ مجھے بڑی اذیت ناک موت مرنا پڑے گا۔" مس اپنسر بڑبڑائی۔ اس کا سر کرسی کی پشت سے ٹک گیا اور ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔ نیلا چند لمحے متوحش نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتی رہی۔ مس

اسپنسر شاید بے ہوش ہوگئی تھی۔ نیلا کے اندر کی عورت جاگ اٹھی۔ اس کے چہرے پر کرختگی کی بجائے نرمی اور ملاحت کے آثار ابھر آئے اور وہ ریوالور پھینک کر مس اسپنسر کی طرف دوڑی۔ عین اسی لمحے مس اسپنسر بلی کی طرح کرسی سے اچھلی اس نے ریوالور اٹھا کر کھڑکی کی طرف اچھال دیا۔ شیشہ ٹوٹنے کے چھناکے کے ساتھ ہی فائر کی آواز بھی گونج اٹھی۔ ریوالور کا ٹرائیگر جھٹکا لگنے سے خودبخود دب گیا تھا اور پھر اس کے بعد فضا پر اعصاب شکن خاموشی طاری ہوگئی۔ "میں نے کہا تھا نا کہ تم دنیا کی احمق ترین لڑکی ہو۔" مس اسپنسر اس کی طرف گھوم کر پُرسکون لہجے میں بولی۔ "ریوالور کی موجودگی میں بہت بہادر بنتی تھیں لیکن اب ہم دونوں کے پلڑے برابر ہیں۔ تمہیں میری ذہانت کی داد دینی چاہئے کہ میں نے تمہیں ریوالور ہاتھ سے چھوڑنے پر مجبور کر دیا اور اب میری باری ہے اور میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ تمہاری طرح مجھے اپنے مقصد میں ناکامی نہیں ہوگی۔"

نیلا چند لمحوں تک سکتے کی سی کیفیت میں بے حس و حرکت کھڑی رہی۔ اسے اپنی حماقت پر بڑی شدت سے تاؤ آرہا تھا۔ اس کی ہمدردانہ فطرت نے اسے ایک خطرناک عورت کے رحم و کرم پر ڈال دیا تھا لیکن وہ مایوس نہیں تھی اور نہ اس نے اپنے دل پر خوف کو غلبہ پانے کا موقع دیا۔ اس کا ذہن بڑی تیزی سے کچھ سوچ رہا تھا۔ بالآخر جب وہ بولی تو اس کا لہجہ پُرسکون تھا۔ "میں اعتراف کرتی ہوں کہ اس وقت تم جیت گئی ہو لیکن میں نے ابھی اپنی بات ختم نہیں کی۔ پہلے پوری بات سن لو۔"

مس اسپنسر نے دونوں ہاتھ سینے پر لپیٹتے ہوئے کنکھیوں سے دروازے کی طرف دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آگئی۔ نیلا بات جاری رکھتے ہوئے بولی۔ "میرا باپ کروڑ پتی ہے۔ دنیا کا امیر ترین آدمی۔ اگر میں تمہیں اپنی زبان بند رکھنے کا یقین دلاؤں تو میری آزادی کے عوض تمہارا کیا مطالبہ ہوگا؟"

"تم کتنی رقم سوچ سکتی ہو؟" مس اسپنسر نے لاپرواہی سے کہا۔

"بیس ہزار پونڈ کے بارے میں کیا خیال ہے؟" نیلا نے کاروباری انداز اختیار کرتے ہوئے کہا۔

مس اسپنسر کے ہونٹ سکڑ گئے۔

"ایک لاکھ پونڈ!" نیلا نے رقم بڑھادی۔

مس اسپنسر کی بھنویں بھی تن گئیں۔

"دس لاکھ پونڈ۔ میں پورے اعتماد سے کہہ رہی ہوں کہ میرا باپ اس رقم کی ادائیگی میں کسی حیل وحجت کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔" نیلا نے کہا۔

"کیا تمہارے باپ کی نظروں میں تمہاری اتنی قدر وقیمت ہے؟" مس اسپنسر نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا تو نیلا نے اثبات میں سرہلادیا۔

"اور کیا اس رقم کی ادائیگی کے لئے ہم تم پر اعتماد کرسکتے ہیں؟"

"کیوں نہیں۔ میں تمہیں ادائیگی کا یقین دلاتی ہوں۔" نیلا نے پُرامید لہجے میں جواب دیا۔

"اور کیا اس کے بعد ہمیں کسی قسم کے مسائل کا سامنا تو نہیں کرنا پڑے گا؟"

"بالکل نہیں۔ ہم باپ بیٹی تمہیں اس کی ضمانت دے سکتے ہیں۔"

"خوب۔" مس اسپنسر نے بھنویں سکوڑ کر کہا۔ "یہ تم نے کیسے سمجھ لیا احمق لڑکی کہ میں تمہیں اس قدر آسانی سے نکل جانے کا موقع دوں گی۔"

"یہ تو تمہارے چہرے کے تاثرات ہی بتا رہے ہیں۔" نیلا نے جواب دیا۔

"تم ٹھیک سمجھیں احمق لڑکی۔ اگر تم امریکہ کی ساری دولت بھی میرے قدموں میں ڈھیر کردو تو تم یہاں سے نہیں جاسکو گی۔" مس اسپنسر نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ نیلا کو ریڑھ کی ہڈی میں سردی کی ایک لہر سرایت کرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا اور وہ بے دم سی ہوکر کرسی پر بیٹھ گئی۔ کھڑکی کے ٹوٹے ہوئے شیشے سے آنے والے ہوا کے جھونکے اس کے چہرے سے ٹکرا رہے تھے۔ اسی لمحے راہداری میں قدموں کی آواز سنائی دی جو دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا لیکن نیلا نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ اس کی نظریں مس اسپنسر کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ دونوں کی نظریں جیسے آپس میں الجھ کر رہ گئی تھیں۔ پھر دفعتاً نیلا کو اپنے ذہن میں دھماکے سے محسوس ہونے لگے۔ اس کی سماعت سے ایسی آوازیں ٹکرانے لگیں جیسے کسی تند رو پہاڑی ندی کا بند ٹوٹ گیا ہو۔ شراٹے کی یہ آوازیں تیز سے تیز تر ہوتی گئیں۔ نیلا کی

آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔ وہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے لہرائی اور پھر دھم سے نیچے گر گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

☆======☆======☆

نیلا کو محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پانی کی لہروں پر تیر رہی ہو۔ ہوا کے جھونکوں کی طرح اٹھتی ہوئی لطیف موجیں کبھی اسے اوپر اٹھا دیتیں اور کبھی نہایت آہستگی سے نیچے لے جاتیں۔ بڑی پُرلطف کیفیت تھی۔ پورے بدن میں گدگدی کا ایک لطیف سا احساس تھا۔ موجوں کی موسیقی کی تال پر دور سے آتی ہوئی کسی کے گیت کی مدھر لے بڑا سحر انگیز تاثر پیدا کر رہی تھی۔ اسے اپنے سامنے رنگوں کے لہرے سے جھلملاتے نظر آئے جیسے قوسِ قزح کے سارے رنگ اس کے سامنے بکھر گئے ہوں۔ وہ کب سے اس کیفیت میں مبتلا تھی' نیلا کو اس کا قطعی احساس نہیں تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند صاف ہونے لگی۔

اس نے آنکھیں کھول کر اطراف کا جائزہ لیا تو یہ انکشاف ہوا کہ وہ کوئی سہانا سپنا نہیں دیکھ رہی بلکہ اس وقت ایک کشتی میں ہے جو سمندر کی پُرسکون موجوں پر تیرتی ہوئی کسی نامعلوم منزل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ آسمان پر کہیں کہیں ابر پارے تیر رہے تھے اور طلوع ہوتے ہوئے سورج کی روپہلی کرنیں بادلوں میں پوشیدہ دھنک کے رنگوں کو ابھار رہی تھیں۔

نیلا نے سر اوپر اٹھانے کی کوشش کی لیکن کمزوری کے باعث وہ ایسا نہ کر سکی۔ پورے بدن پر نقاہت طاری تھی اور اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اپنی مرضی سے جسم کے کسی حصے کو حرکت نہ دے سکے گی۔ اس کے ذہن میں اچانک ہی مس اسپنسر کا خیال ابھر آیا۔ وہ یہ سوچے بغیر نہ رہ سکی کہ اس کی موجودہ حالت کی تمام تر ذمہ داری مس اسپنسر پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اسے صحیح وقت کا اندازہ نہیں تھا لیکن یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے مس اسپنسر سے اس کی آخری ملاقات کو صدیاں بیت گئی ہوں۔

یہ ایک چھوٹی کشتی تھی جس پر سفید رنگ چمک رہا تھا۔ نیلا جس حد تک گردن کو حرکت دے سکتی تھی اس حد تک وہ کشتی کا جائزہ لینے لگی۔ وہ بچپن ہی سے کشتی رانی کی

شائق رہی تھی۔ یہ کشتی دیکھ کر اسے اندازہ لگانے میں زیادہ دشواری نہیں ہوئی کہ یہ کسی رئیس کی ملکیت ہے اور اسے بنے ہوئے دو تین سال سے زیادہ کا عرصہ نہیں ہوا۔ کشتی کے اسٹیئرنگ وہیل پر نیلی جرسی میں ملبوس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا رخ دوسری طرف تھا اور وہ اونچی لے میں ملاحوں کا ایک مخصوص گیت گا رہا تھا۔ ملاح کی جرسی یا کشتی کی ریلنگ پر ٹنگی ہوئی لائف بوٹس پر کوئی نام وغیرہ نہیں لکھا ہوا تھا جس سے کشتی کے بارے میں کوئی اندازہ قائم کیا جا سکتا۔ نیلا نے ملاح کی طرف رخ کر کے دو تین مرتبہ کمزور سی آواز میں اسے پکارا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور وہ بدستور گیت کی تانیں اڑاتا رہا۔ نیلا کی نقاہت بھری آواز یا تو اس تک پہنچ ہی نہیں سکی تھی یا پھر اس نے سن کر بھی اس کی طرف متوجہ ہونا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

نیلا کی نظریں ساحل کی طرف اٹھ گئیں۔ جس سے وہ لمحہ بہ لمحہ دور ہو رہے تھے۔ بندرگاہ کے لائٹ ہاؤس کے علاوہ ایک عمارت کا گنبد بھی بہت واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ اس گنبد کو دیکھ کر صورت حال اس پر واضح ہونے لگی۔ اسے اس کشتی کے ذریعے اوسٹینڈ سے کہیں اور لے جایا جا رہا تھا۔ اس کی نظریں ساحل سے ہٹ کر سمندر کے سینے پر بھٹکنے لگیں جہاں بہت دور ماہی گیروں کی کشتیوں کے رنگ برنگے بادبان تیرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ رات بھر کی مشقت کے بعد ماہی گیر اب ساحل کی طرف لوٹ رہے تھے۔ وہ نیلگوں پانی کی سطح پر لہراتے ہوئے ان رنگ برنگے بادبانوں کو دیکھ رہی تھی کہ ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز سن کر اس نے دوسری طرف دیکھا۔ وہ لندن کی طرف سے آنے والا ایک اسٹیمر تھا جو کچھوے کی رفتار سے اوسٹینڈ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے پہلو میں جلی حروف میں "سویلو" کا نام صاف نظر آ رہا تھا۔ اسٹیمر کے مسافر عرشے کی ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑے سمندر کا نظارہ کر رہے تھے۔ جھلملاتے ہوئے لباس میں ایک نو عمر لڑکی نے اس کی طرف دیکھ کر خیرسگالی کے انداز میں ہاتھ ہلایا۔ نیلا نے بھی غیر ارادی طور پر ہاتھ لہرا دیا۔ اسٹیمر کے برج پر کھڑے ہوئے کپتان نے کشتی کے ملاح کو ہیلو کہتے ہوئے ہاتھ ہلایا لیکن نیلی جرسی والے ملاح کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ وہ اس کی طرف توجہ دیئے بغیر بدستور اونچی آواز میں گیت گاتا رہا۔ چند سیکنڈ بعد ہی اسٹیمر اور کشتی کے

درمیان ایک طویل فاصلہ حائل ہو چکا تھا۔

نیلا اس وقت ایک ڈیک چیئر پر نیم دراز تھی۔ ایک خوبصورت چادر نے اس کے پورے جسم کو ڈھانپ رکھا تھا۔ اس نے سیدھے ہو کر بیٹھنے کی کوشش کی تو یہ انکشاف ہوا کہ وہ بندھی ہوئی تھی۔ ایک مضبوط رسی نے اس کے اور کرسی کے گرد ایک جال سا بُن رکھا تھا۔ اس نئی صورت حال کا انکشاف ہوتے ہی نیلا ہوشیار ہو گئی۔ جسے وہ ایک حسین خواب سمجھ رہی تھی۔ وہ ایک بھیانک حقیقت کا روپ دھار چکی تھی۔ تمام حسین تصورات آنِ واحد میں کافور ہو گئے اور وہ اپنے آپ کو ذہنی و جسمانی طور پر خطرات کا سامنا کرنے کے لئے تیار کرنے لگی۔ دائیں طرف سے قدموں کی آہٹ سن کر نیلا ایک بار پھر چونک گئی۔ اس نے گردن گھما کر اس طرف دیکھا۔ ملاحوں کے مخصوص نیلے لباس میں ملبوس ایک آدمی نچلے عرشے سے اوپر آ رہا تھا۔ پی کیپ پیشانی پر اس طرح جھکی ہوئی تھی کہ اس کا چہرہ جھک کر رک گیا تھا۔ "صبح بخیر مس راکسول۔" وہ آدمی اس کے قریب پہنچ کر رک گیا' لیکن..... نیلا اس کی طرف توجہ دینے کی بجائے سوچ رہی تھی کہ کیا مہذب انسانوں کی دنیا میں ایسا بھی ممکن ہے کہ کسی کو اس کی آزادی سے محروم کر دیا جائے؟ تہذیب کے اس دور میں جب کہ امن و امان رکھنے اور شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کے لئے پولیس اور خفیہ کے ادارے معرض وجود میں آ چکے تھے۔ مہذب انسانوں کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات موجود تھا۔ کسی قانون شکنی کا تصور بھی محال نظر آتا تھا لیکن نیلا نے جلد ہی اپنے اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا۔ انسان خواہ چاند پر پہنچ جائے اس کی فطرت نہیں بدلتی۔ جبلی طور پر وہ حیوان ہی رہتا ہے۔ انیسویں صدی کے اس دور میں بھی کسی کو چند میل کا سفر اختیار کرنے سے پہلے ڈاکوؤں اور لٹیروں کے بارے میں سوچنا پڑتا ہے۔

"صبح بخیر مس راکسول!" قریب کھڑے ہوئے شخص نے دہرایا۔

"تت..... تم؟" نیلا اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہکلائی..... "تمہیں نام جیکسن کے نام سے مخاطب کروں یا جولیس کے نام سے۔ بہرحال تم جو کوئی بھی ہو' پہلے مجھے کھول دو' اس کے بعد ہی کوئی بات ہو سکے گی۔" اس کی نظریں اس شخص کے چہرے پر جمی ہوئی

تھیں جو سب سے پہلے گرینڈ بیبلون ہوٹل کے ہیڈ ویٹر جولیس کی حیثیت سے اس کے سامنے آیا تھا۔

"کیوں نہیں!" جولیس نے ایک لمحہ سوچنے کے بعد کہا۔ "میں نے محض اس خیال سے تمہیں باندھ دیا تھا کہ کہیں تم سوتے میں کرسی سے لڑھک نہ جاؤ۔" جملہ ختم کر کے جولیس اس کے اوپر جھک گیا اور رسی کے بند کھولنے لگا۔ رسی پوری طرح کھلتے ہی نیلا اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ وہ چند لمحے گھورتی ہوئی نگاہوں سے جولیس کے چہرے کا جائزہ لیتی رہی پھر اس کے ہونٹوں سے ہلکی سی غراہٹ خارج ہوئی۔ "کیا تم مجھے اس کا مطلب بتاؤ گے۔ یہ سب کیا ہے مسٹر جولیس؟"

"تم بے ہوش ہو گئی تھیں مس راکسول!" جولیس نے پُرسکون لہجے میں جواب دیا۔ "میرا خیال ہے کہ تمہیں کچھ بھی یاد نہیں رہا ہو گا۔" اس وقت اسے دیکھ کر کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ بیس سال تک کسی ہوٹل میں ایک معمولی ویٹر کی خدمات انجام دیتا رہا ہے۔ وہ ایک سنجیدہ اور پُروقار شخصیت کا مالک نظر آ رہا تھا۔ اس کے لہجے میں بھی کسی رئیس یا نواب کی طرح تحکم کا عنصر نمایاں تھا۔

"میرے ساتھ پیش آنے والے اس واقع کا تمہاری کشتی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟" نیلا نے اسے گھورا۔

"سب سے پہلے یہ واضح کر دوں کہ یہ کشتی میری نہیں ہے۔ بہرحال ایسی غیر ضروری باتوں کو نظر انداز کر دینا ہی مناسب ہو گا۔ اس وقت اہم بات ہونی چاہئے۔ میں تمہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ چند گھنٹے پہلے تم میرے گھر میں ایک خاتون کو ریوالور دکھا کر خوف زدہ کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔"

"اوہ! تو وہ تمہارا مکان تھا؟" نیلا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ کیا میں کسی گھر کا مالک نہیں ہو سکتا؟" جولیس معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

"میرا مشورہ ہے کہ تم کشتی کو فوراً ساحل کی طرف موڑ لو۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔" نیلا نے لہجے میں مضبوطی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تمہاری یہ خواہش پوری نہیں ہوسکے گی میں نے تمہارے حکم کی تعمیل کرنے کے لئے سمندر کا یہ سفر اختیار نہیں کیا۔" جولیس نے بھی ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

"سوچ لو مسٹر جولیس! تم مجھے اپنا قیدی بنا کر نہیں رکھ سکتے۔ تم میرے باپ کے اختیارات سے اچھی طرح واقف ہو۔ اگر اسے یہ سب کچھ معلوم ہوگیا تو تمہیں دنیا کے کسی گوشے میں پناہ نہیں مل سکے گی۔"

"فرض کرو تمہارے باپ کو اس صورت حال کا پتہ ہی نہ چل سکے تو؟" جولیس معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

"کیا..... کیا مطلب؟" نیلا نے متوحش نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میرا مطلب ہے..... تم کبھی واپس نہ جاسکو گی۔" جولیس کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

"کہیں تم مجھے قتل کرنے کا ارادہ تو نہیں رکھتے؟" نیلا کے لہجے میں ہلکا سا ارتعاش تھا۔

"قتل کے نام پر مجھے یاد آیا۔" جولیس نے موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ "میری دوست مس اسپنسر نے مجھے بتایا تھا کہ تم اسے جان سے مار دینے کی دھمکی دے رہی تھیں۔"

"اوہ! تو کیا مس اسپنسر بھی کشتی میں موجود ہے؟" نیلا نے پُرامید نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اپنے قریب کسی عورت کی موجودگی اسے کسی حد تک ڈھارس بندھا سکتی تھی۔

"نہیں! مس اسپنسر اس وقت ہماری شریک سفر نہیں۔ کشتی پر میرے اور اس قابل اعتماد ملاح اور ایک نیگرو کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے اب اور کچھ نہیں کہنا۔ تم اپنا سفر جاری رکھ سکتے ہو۔" نیلا نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

"اجازت مرحمت فرمانے کا شکریہ۔" جولیس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔ "میں

تمہارے لئے ناشتہ بھجوا دیتا ہوں۔" جولیس نے نیچے جانے والی سیڑھیوں کے قریب کھڑے ہوکر مخصوص انداز میں سیٹی بجائی۔ اس کے چند سیکنڈ بعد ہی ایک نیگرو ٹرے اٹھائے سیڑھیوں پر برآمد ہوا۔ نیلا نے بلا جھجک ٹرے اس کے ہاتھوں سے لے لی اور دوسرے ہی لمحے اس نے ٹرے کشتی کی ریلنگ کے اوپر سے سمندر میں اچھال دی۔

"بہت خوب!" جولیس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ "تم ایک بہادر لڑکی ہو اور میں بہادروں کی قدر کرتا ہوں۔"

نیلا نے کوئی جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔ جولیس چند لمحے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتا رہا' پھر بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "میں اب تک نہیں سمجھ سکا کہ تم لوگ میرے معاملات میں ٹانگ کیوں اڑا رہے ہو؟"

نیلا نے اس مرتبہ بھی کوئی جواب نہیں دیا لیکن جولیس کے اس سوال نے اسے سوچنے کی ایک راہ فراہم کردی تھی۔ یہ بات واقعی قابل غور تھی کہ اس نے اپنے آپ کو ان پُراسرار معاملات میں کیوں الجھا لیا تھا؟ کیا محض اس لئے کہ وہ ایک قاتل کو قانون کے حوالے کرسکے یا یہ محض مہم جوئی کا جذبہ تھا کہ وہ بلا سوچے سمجھے خطرات کی آگ میں کود پڑی تھی۔ یا پھر ایسا تو نہیں تھا کہ وہ ان معاملات کو سلجھا کر پرنس اربرٹ کی خدمت انجام دینا چاہتی تھی؟ اس کے ذہن میں ایسے بہت سے سوالات تھے لیکن کسی ایک کی توجیہ پیش کرنا سردست اس کے بس میں نہیں تھا۔

"میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ تمہیں ان معاملات میں ملوث کرنے میں میرا کوئی ہاتھ نہیں۔" جولیس بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "غلطی تمہاری ہے تم اور تمہارا باپ اس تیزی سے آگے بڑھے ہیں کہ سوچا بھی نہیں جاسکتا۔"

"میرا خیال ہے تمہیں اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنی پڑے گی۔" نیلا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میرے فیصلے اٹل ہوتے ہیں۔" جولیس کے لہجے میں بھی سرد مہری تھی۔ "جب تمہارے باپ نے ہوٹل کا سودا کیا تھا تو مالک کی بیٹی کی حیثیت سے تمہارا احترام مجھ پر واجب ہوگیا تھا لیکن میں نے تمہارے باپ کی غلامی کو قبول نہیں کیا اور اب میری نظروں

میں تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میں تمہیں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں اپنے معاملات میں کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتا۔ خواہ وہ کوئی کروڑ پتی ہو یا دنیا کی کوئی حسین ترین عورت۔ اب صورت حال یہ ہے کہ تم اس وقت تک میری تحویل میں رہو گی جب تک میں اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو جاتا تمہیں ایسی جگہ رکھا جائے گا جہاں کسی کا تصور بھی نہیں پہنچ سکتا۔ تمہیں اس دوران کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس طرح میں اپنے معاملات میں تمہارے باپ کی مداخلت سے بھی محفوظ رہوں گا۔ میں وعدہ کر چکا ہوں کہ تمہیں کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ اس لئے قتل کا خیال ذہن سے نکال دو۔ ایسی باتیں تہذیب یافتہ لوگوں کو زیب نہیں دیتیں۔"

"تب پھر میرا خیال ہے کہ ریجنالڈ کا قتل بھی تمہارے تہذیب یافتہ ہونے کا ثبوت تھا۔" نیلا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ریجنالڈ!" جولیس نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ "وہ دل کا مریض تھا اور مجھے یقین ہے کہ اس کی موت اسی مرض کے باعث ہوئی تھی۔ اس کے لئے کسی کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ بہرحال میں تمہارے لئے اور ناشتہ بھجواتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ تمہیں بھوک لگ رہی ہوگی۔"

"تمہارا دیا ہوا کھانا کھانے سے میں بھوک سے مرجانے کو ترجیح دوں گی۔" نیلا نے تلخی سے جواب دیا۔

"تم واقعی بہادر ہو۔" جولیس اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتے ہوئے بولا۔ اسے ایک لمحے کو یوں محسوس ہوا جیسے نیلا کا حسن آنکھوں کے راستے اس کے دل میں اترا جارہا ہو۔ وہ بات جاری رکھے ہوئے بولا۔ "تم جس شخص سے شادی کرو گی وہ دنیا کا خوش قسمت ترین آدمی ہوگا۔" وہ خاموش ہو کر ایک بار پھر اس کے سراپا کا جائزہ لیتا رہا۔ "اور یہ اعزاز میں ہی کیوں نہ حاصل کرلوں' میں اور تم..... تمہارا حسن و شباب اور میری ذہنی صلاحیتیں۔ یہ دونوں چیزیں مل کر پوری دنیا کو اپنے قدموں پر جھکنے پر مجبور کر سکتی ہیں۔ اس دنیا میں صرف چند ہی ایسے آدمی ہوں گے جو تم جیسی کروڑ پتی باپ کی بیٹی کو پانے کے مستحق ہوں اور ان خوش قسمت افراد کی فہرست میں سب سے اوپر میرا نام

ہے۔ مجھ سے شادی کرلو مس راکسول۔ میں بہت عظیم ہوں۔ تمہاری رفاقت سے میری عظمت اور قوت بڑھ جائے گی۔ مجھ سے شادی کرلو۔ پھر تمہیں دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ مجھے اعتراف ہے کہ میرا ماضی اتنا شاندار نہیں لیکن تم سے شادی کے بعد میں سب کچھ بھول جاؤں گا۔ ماضی کو فراموش کردوں گا۔ ہم ایک نئی زندگی کا آغاز کریں گے۔"

"یہ اچانک تمہارے دل میں شادی کا خیال کیسے آیا جولیس؟" نیلا نے اسے خونخوار نگاہوں سے گھورا۔

"کیا تم مجھے انسان نہیں سمجھتیں۔ میرے دل میں خواہشات جنم نہیں لیتیں؟ میں تم سے محبت کرتا ہوں مس راکسول!" جولیس بولا۔

"چلو' تسلیم کرتی ہوں کہ تمہاری کچھ خواہشات ہیں اور تم مجھ سے محبت بھی کرتے ہو لیکن تمہاری پہلی بیوی کا کیا بنے گا؟" نیلا نے سوال کیا۔

"پہلی بیوی!" جولیس نے حیران نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں' میں مس اسپنسر کی بات کر رہی ہوں۔" نیلا نے تلخی سے جواب دیا۔

"اوہ! تو کیا اس نے تمہیں بتایا ہے کہ میں اس کا شوہر ہوں۔"

"ہاں' اسے ایک اتفاق ہی کہہ لو۔ اپنے سینے کی طرف اٹھا ہوا ریوالور دیکھ کر اس نے اس حقیقت کا اعتراف کرلیا تھا۔"

"یہ جھوٹ ہے میرا مس اسپنسر سے کوئی تعلق نہیں۔ اسے تم میری دوست کہہ سکتی ہو۔" جولیس تیزی سے بولا۔

"ممکن ہے تم اسے دوست کہتے ہو' لیکن وہ تمہاری بیوی ہے یا نہیں میرے لئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ میں تم سے شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔" نیلا اس طرح تن کر کھڑی ہوگئی جیسے اسے جھکانا ممکن نہ ہو۔ جولیس چند لمحوں تک عجیب سی نگاہوں سے اس کے چہرے کا جائزہ لیتا رہا پھر قدم بڑھا کر اس کے بالکل سامنے پہنچ گیا اور اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا۔ "صرف ایک بوسہ..... تمہارے ان نازک ہونٹوں کا صرف ایک بوسہ مس راکسول! اسے تم اپنی آزادی کی قیمت سمجھ لو۔ تاریخ گواہ ہے

کہ ان جیسے ہونٹوں کے بوسے کے لئے بادشاہ تک اپنے تخت و تاج سے محروم ہوگئے۔ محض اس چھوٹی سی خواہش نے انہیں برباد کر دیا۔ میں بھی ان کی فہرست میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔"

"بزدل!" نیلا نے اسے گھورا۔

"بزدل!" جولیس کے حلق سے غراہٹ نکلی۔ "یہ لفظ میں اپنے لئے بدترین گالی سمجھتا ہوں۔ اگر میں تمہاری نظروں میں بزدل ہوں تو ذرا میری بزدلی کا مظاہرہ بھی دیکھ لو۔" جولیس نے اپنا ایک ہاتھ اس کے کندھو پر رکھا اور چہرے کو آہستہ آہستہ نیچے جھکانے لگا۔ اس کی نظریں نیلا کے سرخ ہونٹوں پر جمی ہوئی تھیں۔ نیلا اپنے آپ کو اس سے بچانے کے لئے پیچھے جھکنے لگی۔ جولیس نے دونوں ہاتھوں سے اس کے کندھوں کو جکڑ لیا اور ان کے ہونٹوں کا درمیانی فاصلہ سمٹنے لگا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو پاتا کوئی شخص چیختا ہوا کیبن کی چھت سے کود کر ان کے قریب آگیا۔ نووارد نے جولیس کو سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر ایک بھرپور گھونسہ اس کے منہ پر رسید کر دیا۔ جولیس لڑکھڑا گیا۔ اس کی گرفت سے آزاد ہوتے ہی نیلا لڑکھڑا کر پشت کے بل عرشے پر گر گئی اور متوحش نگاہوں سے اپنے محسن کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ پرنس اربرٹ تھا جس نے دوسرا گھونسہ مار کر جولیس کو فرش چاٹنے پر مجبور کر دیا تھا اور اب اس پر ریوالور تانے کھڑا تھا۔ پشت کے بل زمین پر پڑا ہوا جولیس خوف زدہ سی نظروں سے کبھی پرنس اور کبھی ریوالور کو دیکھ رہا تھا۔ اس غیر متوقع صورت حال سے اس کا دماغ جھنجلا اٹھا تھا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں مس راکسول! میں ذرا اس سے نمٹ لوں تو پھر یہاں اپنی موجودگی کی وضاحت کروں گا۔" پرنس نے نیلا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ نیلا کو شدید ذہنی دھچکا لگا تھا اور اس وقت وہ کچھ بھی سوچنے کے قابل نہیں تھی لیکن پرنس اربرٹ کے ہاتھ میں اپنا ریوالور دیکھ کر اس کی آنکھوں میں الجھن تیر گئی تھی۔

"یہ..... یہ تو میرا ریوالور ہے؟" وہ ہکلائی۔

"میں اس کی ملکیت کا دعویٰ نہیں کروں گا لیکن تمہارا یہ ریوالور میرے پاس کس طرح پہنچا میں بعد میں اس کی بھی وضاحت کر دوں گا۔" پرنس نے جواب دیا۔

"یہاں یہ ہنگامہ ہو رہا تھا لیکن کشتی کے کنٹرول وہیل پر بیٹھے ہوئے آدمی پر کوئی رد عمل نہیں ہوا۔ وہ اس ہنگامے سے بے نیاز بدستور گیت کی تانیں اڑا رہا تھا۔

☆======☆======☆

"مسٹر سیمسن لیوی آپ سے ملاقات کے خواہشمند ہیں جناب!" ملازم کی آواز سن کر تھیوڈور راکسول اپنے خیالات سے چونک گیا۔ اس نے جب سے گرینڈ بیلون ہوٹل خریدا تھا اسی وقت سے یہاں پُراسرار واقعات رونما ہونے لگے تھے۔ انتہائی مغربچی کے باوجود کوئی بات اس کی سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ پولیس کی کارروائی سے بھی اب تک کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا تھا اور راکسول' پولیس کو نااہلی کا الزام بھی نہیں دے سکتا تھا۔

شہر کے ہر طبقہ فکر میں گرینڈ بیلون میں ہونے والا قتل اور پُراسرار لاش کی گمشدگی موضوع گفتگو بنا ہوا تھا اور راکسول کو یہ بات قطعی پسند نہیں تھی کہ اس کے ہوٹل کو بے پر کی افواہوں کی بنیاد بنایا جائے۔ قتل کے واقعے اور لاش کی گمشدگی نے لوگوں کو بے چین کر رکھا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ جب مس اسپنسر کی گمشدگی اور ہوٹل میں جولیس کی پُراسرار آمد و رفت کی خبر عام ہوگی تو لوگ کیا کیا باتیں بنائیں گے۔ اخبارات کیسے کیسے تبصرے کریں گے۔ مزید ستم یہ کہ پرنس یوجین بھی طے شدہ پروگرام کے مطابق نہیں پہنچا تھا۔ جب اخبارات کو اس کا علم ہوگا تو وہ اس خبر کو شہ سرخیوں میں شائع کریں گے۔ اخبارات تو کسی پر کیچڑ اچھالنے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ پولیس کی سرگرمیوں کے علاوہ راکسول ذاتی طور پر بھی معاملات کی چھان بین کر رہا تھا لیکن ناکامی کے سوا ابھی تک کچھ بھی ہاتھ نہیں لگا تھا۔ اسے زندگی میں پہلی بار احساس ہو رہا تھا کہ دولت تمام مسائل کا حل نہیں ہوتی۔ اس کے پاس بے حساب دولت تھی لیکن اس معاملے میں وہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔ پولیس کے مطابق انہیں ایک سراغ مل گیا تھا لیکن پولیس کا یہ جواب بھی راکسول کو مطمئن نہیں کر سکا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ پولیس سراغ پا لینے کی حد سے آگے نہیں بڑھتی۔ وہ بڑی شدت سے یہ محسوس کر رہا تھا کہ نحوست کے سائے اس کے نئے خوبصورت کھلونے گرینڈ بیلون ہوٹل پر لہرا رہے تھے۔ نحوست کے

یہ سائے اگرچہ اس کے بزنس کو متاثر نہیں کر رہے تھے لیکن ان کی موجودگی اس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی تھی۔

"مسٹر سیمسن لیوی آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں جناب!" ملازم نے اسے متوجہ نہ پاکر مؤدبانہ لہجے میں اپنی بات دہرائی۔

"سن چکا ہوں۔" راکسول نے اس کی طرف دیکھا۔ "کیا وہ صرف مجھ سے ہی ملنا چاہتا ہے؟"

"انہوں نے آپ ہی سے ملاقات کو کہا تھا جناب!"

"اگر وہ کھانے وغیرہ کے سلسلے میں کوئی بات کرنا چاہتا ہو تو اس کے لئے روکو سے رابطہ قائم کرنا مناسب رہے گا۔"

"میں ابھی معلوم کرتا ہوں جناب۔" ملازم کہتا ہوا دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"رک جاؤ۔" راکسول نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ "ٹھیک ہے مسٹر لیوی کو یہاں بھیج دو۔"

ملازم کے جانے کے چند سیکنڈ بعد کیفر سرکس کا سب سے بڑا اسٹاک بروکر سیمسن لیوی پُروقار انداز میں قدم اٹھاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ وہ ایک چھوٹے قد کا بھاری بھرکم آدمی تھا۔ جسم پر قیمتی لباس' واسکوٹ کی جیب سے لٹکی ہوئی گھڑی کی لمبی سی طلائی زنجیر اور واکنگ اسٹک کا سونے کا دستہ اس کی امارت کی غمازی کر رہا تھا۔ اس کے سر پر رکھا ہوا سلکی ہیٹ بھی بالکل نیا تھا۔ مسٹر سیمسن لیوی کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ ہر جمعے کو ایک نیا ہیٹ خریدتا ہے۔ اس خریداری کو گویا اس نے اپنا معمول بنا لیا تھا۔ البتہ اگر کبھی کسی اتفاقی چھٹی کی وجہ سے دکانیں بند ہوتیں تو اس جمعے کو ناغہ ہو جاتا۔ سیمسن لیوی اس طرح گہرے گہرے سانس لے رہا تھا جیسے ابھی ابھی کوئی مشقت طلب کام کرکے آیا ہو۔ کمرے میں داخل ہونے کے بعد پہلی مرتبہ جب اس نے راکسول کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں میں ہلکی سی الجھن تھی۔ چہرے پر ایک لمحے کو اس قسم کے تاثرات ابھرے تھے جیسے وہ راکسول کی شخصیت سے مرعوب ہو گیا ہو لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے چہرے کے تاثرات بدل گئے اور آنکھوں میں اعتماد کی جھلک ابھر آئی۔

"یہ میری خوش نصیبی ہے کہ آپ نے اس ناچیز کو ملاقات کا شرف بخشا مسٹر راکسول۔" وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ راکسول کو یوں محسوس ہوا جیسے یہ الفاظ لندن کے اسٹاک ایکسچینج کیفر سرکس کے سب سے بڑے اسٹاک بروکر نے نہیں کسی جاروب کش نے کہے ہوں۔ اس کے لہجے میں خوشامد کا پہلو نمایاں تھا اور ایسا لہجہ صرف وہی لوگ اختیار کرتے ہیں جو اپنے آپ کو مخاطب سے کمتر محسوس کرتے ہوں۔ بہرحال اس کا یہ انداز راکسول کو پسند آیا تھا۔

"شکریہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں مسٹر سیمسن؟" راکسول نے ہونٹوں پر کاروباری مسکراہٹ لاتے ہوئے پوچھا۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ کا وقت کس قدر قیمتی ہے۔" سیمسن کہنے لگا۔ "عدیم الفرصت میں بھی ہوں۔ اس لئے اِدھر اُدھر کی باتوں میں وقت ضائع کرنے کی بجائے میں براہِ راست صرف مطلب پر آتا ہوں مسٹر راکسول۔ میں بہت سیدھا سادا آدمی ہوں۔ اسٹاک ایکسچینج میں سب سے زیادہ حصص کا مالک ہوں۔ گزشتہ رات میں نے اپنے دوستوں کے اعزاز میں یہاں رقص کی ایک تقریب کا اہتمام کیا تھا جس کا بل بھی آج صبح میں نے چیک کے ذریعہ ادا کر دیا ہے۔ مجھے رقص و سرود کی یہ محفلیں قطعی پسند نہیں لیکن اپنی بیوی کی پسند اور کاروباری مفاد کے پیش نظر مجھے وقتاً فوقتاً ایسی تقریبات منعقد کرنا ہی پڑتی ہیں جن پر ایک وقت میں ہزاروں پونڈ اٹھ جاتے ہیں۔ گزشتہ روز رقص کی تقریب میرے مہمانوں کے شایان شان تھی۔ انتظامیہ نے اس سلسلے میں کسی شکایت کا موقع فراہم نہیں کیا لیکن..... میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ہوٹل کی طرف سے میرے مہمانوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے لئے کسی پرائیویٹ سراغرساں کو ہال میں کیوں بھیجا گیا تھا؟"

"پرائیویٹ سراغ رساں؟" راکسول چونک گیا۔ اس انکشاف نے اسے کسی حد تک پریشان کر دیا تھا۔

"ہاں' پرائیویٹ سراغ رساں۔" سیمسن نے براہ راست اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے ٹھوس لہجے میں کہا۔ "مجھے یہ بھی احساس ہے کہ ہوٹل میں منعقد ہونے والی تقریب کا قریبی جائزہ لینے کے لئے آپ کو ایسا حق حاصل ہے۔ میں کسی برہمی کا اظہار

نہیں کر رہا لیکن مجھے کوئی اعتراض ہے تو صرف یہ کہ یہاں میرے وقار کو مجروح کیا گیا ہے۔"

"میں آپ کی یہ غلط فہمی دور کر دینا چاہتا ہوں جناب۔" راکسول نے پُرسکون لہجے میں جواب دیا۔ "گولڈ ہال پرائیویٹ تقریبات کے لئے مخصوص ہے اور میں کسی کی پرائیویٹ سرگرمیوں میں مداخلت کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔"

"کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں؟" سیمسن لیوی نے غیر یقینی انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"بالکل۔ مجھے کسی کی ذاتی سرگرمیوں کی نگرانی کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔" راکسول نے صاف گوئی سے کہا۔

"لیکن..... رقص کے دوران ہال میں ایک ایسا آدمی بھی موجود تھا جسے میں نے مدعو نہیں کیا تھا۔ اسے دیکھنے کے بعد میں نے نظرانداز کر دیا کہ شاید وہ میری بیوی کا کوئی ایسا دوست ہو جو اب تک مجھ سے متعارف نہ ہوا ہو لیکن بعد میں میرے چند مہمانوں نے بتایا کہ وہ ہوٹل کا ایک ویٹر تھا جو اِدھر اُدھر تاک جھانک کر رہا تھا۔ اگر وہ شخص ویٹر کی یونیفارم میں سروس کر رہا ہوتا تو مجھے اعتراض نہ ہوتا لیکن وہ شخص تو مہمانوں ہی کے انداز میں گھوم پھر رہا تھا۔ میں اس کی وضاحت چاہوں گا مسٹر راکسول۔" سیمسن نے کہا۔

"میں اس کی وضاحت ضرور کروں گا تاکہ میری طرف سے آپ کا دل صاف ہو سکے۔ مجھے آپ کے بتانے سے پہلے ہی پتہ چل چکا تھا کہ ایک بن بلایا مہمان گولڈ ہال میں موجود ہے۔"

"اوہ۔ آپ کو کیسے پتہ چلا تھا؟" سیمسن لیوی چونک گیا۔

"محض اتفاقاً۔" راکسول کہنے لگا۔ "وہ شخص اس ہوٹل کا سابق ہیڈ ویٹر جولیس تھا۔ میرا خیال ہے آپ نے اس کے بارے میں پہلے بھی کچھ ضرور سنا ہو گا؟"

"نہیں۔ اس کا نام میں پہلی مرتبہ سن رہا ہوں۔" لیوی سیمسن نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ اس شہر کا ہر ذی حیثیت شخص جولیس سے متعارف ہے

لیکن شاید اس اطلاع میں ضرورت سے زیادہ مبالغہ آمیزی کی گئی تھی۔ بہرحال آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ رقص کی اس تقریب سے کئی گھنٹے پہلے میں جولیس کو ملازمت سے برطرف کر چکا تھا میں نے ہدایت کر دی تھی کہ آئندہ وہ گرینڈ بیلون ہوٹل میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرے لیکن اس رات میں اسے ہوٹل میں دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔ جب میں نے اس سے جواب طلبی کی تو اس نے بتایا کہ وہ رقص کی اس تقریب میں آپ کا مہمان ہے۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں' میں اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ اس شخص کی وجہ سے آپ کو کسی قسم کی شکایت کا موقع ملا۔" راکسول نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔

"میں صورت حال کو سمجھ رہا ہوں۔ یہ وضاحت میرے اطمینان کے لئے کافی ہے۔" سیمسن لیوی نے ایک لمحے کے توقف کے بعد کہا۔ "میرے معزز مہمان بھی غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے اور میرے دوستوں نے یہی مشورہ دیا تھا کہ میں اس سلسلے میں براہ راست آپ سے گفتگو کروں۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ نے میری یہ غلط فہمی رفع کر دی۔ اب میں جولیس نامی اس شخص کے بارے میں خود تحقیقات کروں گا کہ اس نے ایسا کیوں کیا اور ہاں' کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے اسے برطرف کیوں کیا تھا؟"

"اس کی وجہ تو میں بھی نہیں جانتا۔" راکسول نے صاف گوئی سے کام لیا۔

"آپ وجہ نہیں جانتے!" سیمسن نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا' پھر خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "میرا خیال ہے آپ کو مجھ پر اعتماد کر لینا چاہئے۔ میں وجہ صرف اس لئے جاننا چاہتا ہوں کہ یہ معلوم کر سکوں کہ ملازمت سے برطرف کئے جانے کے بعد وہ ہوٹل میں منعقد ہونے والی تقریب میں شریک کیوں ہوا تھا؟ اگر میں وجہ جاننے کے لئے اپنی حد سے تجاوز کر رہا ہوں تو معذرت خواہ ہوں۔"

"معذرت کی قطعاً ضرورت نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ میں اس کے برخاست کئے جانے کی وجہ نہیں جانتا بس مجھے یہ عجیب سا احساس ہو رہا تھا کہ اس کا کردار مشتبہ ہے یہ احساس ہی تھا کہ میں نے اسے فوری طور پر برطرف کر دیا۔"

"بقول آپ کے اگر جولیس اتنا ہی معروف شخص ہے تو پھر تقریب میں اسے اچھی

حیثیت سے شناخت کیوں نہیں کیا گیا تھا؟" سیمسن نے ایک اور سوال کیا۔

"میرا خیال ہے کہ اس مسئلے کو یہیں ختم کر دینا بہتر ہو گا۔" راکسول نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں زیادہ کرید نہیں کروں گا۔ ویسے یہ بات میں تذکرے کے طور پر پوچھ رہا ہوں کہ آپ مقامی اسٹاک ایکسچینج "کیفر" میں تو کسی قسم کی مداخلت کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے؟"

راکسول نے مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا دیا۔

"میرا بھی یہی خیال تھا۔" سیمسن نے گویا اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔ "میں نے بھی امریکہ کی ریلوے لائن خریدنے کے بارے میں کبھی نہیں سوچا۔ ویسے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ایک دوسرے کے مقابل نہیں آنا چاہئے۔ اچھا خدا حافظ۔"

"خدا حافظ۔" راکسول نے اس کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے نرم لہجے میں جواب دیا۔ سیمسن دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اسے کھولنے کی بجائے راکسول کی طرف گھوم گیا۔ "سنا ہے کہ جب سے یہ ہوٹل آپ نے خریدا ہے یہاں کچھ پُراسرار واقعات رونما ہو رہے ہیں؟"

راکسول جواب دینے کی بجائے سرد مہر نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔ "کچھ ایسی ہی بات ہے۔ کیا آپ اس سلسلے میں کچھ جانتے ہیں؟"

"نہیں..... بالکل نہیں۔" سیمسن جلدی سے بولا۔ "ویسے میرا خیال تھا کہ ہم اگر آپس میں کسی قسم کا سمجھوتہ کر لیں تو ایک دوسرے کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔"

"ہمیں ایک بار پھر بیٹھ کر اطمینان سے گفتگو کرنی چاہئے۔" راکسول نے کرسیوں کی طرف اشارہ کیا۔ وہ اس کی صاف گوئی سے خاصا متاثر ہوا تھا۔ "ہاں' اب بتاؤ ہم ایک دوسرے کے لئے مفید کس طرح ثابت ہو سکتے ہیں۔ میں بہت کھرا اور صاف گو آدمی ہوں مسٹر سیمسن۔ اگر تم دل کی بات کہہ دو تو میں بھی تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔"

"بہت خوب!" سیمسن کرسی پر بیٹھتا ہوا مسکرایا۔ "میں اپنی گفتگو کا آغاز تمہارے

ہوٹل میں اپنی دلچسپی سے کروں گا۔ میں پوسین کے حکمران پرنس یوجین کی طرف سے یہاں طلب کئے جانے کا متوقع تھا لیکن ابھی تک مجھے ایسا کوئی بلاوا نہیں ملا جس سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ پرنس یوجین لندن نہیں پہنچا۔ جب کہ اسے گزشتہ روز یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا۔"

"آپ کو اتنا یقین کیوں ہے کہ پرنس یوجین کو گزشتہ روز یہاں پہنچنا تھا؟" راکسول نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"پہلے میری ایک بات کا جواب دیجئے مسٹر راکسول! آپ نے یہ ہوٹل کیوں خریدا تھا؟ شہر میں بڑی عجیب و غریب سی افواہیں گشت کر رہی ہیں۔ ہر شخص یہ جاننے کو بے چین ہے کہ سیاحت پر آئے ہوئے ایک امریکی نے گرینڈ بیبلون کا سودا کیوں کر لیا اور اس کے بعد آپ کا آئندہ اقدام کیا ہو گا؟" سیمسن نے کہا۔

"میں آئندہ ایسا کوئی قدم اٹھانے کا ارادہ نہیں رکھتا۔" راکسول نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ "میں اس کی وضاحت ضرور کروں گا کہ میں نے یہ ہوٹل کیوں خریدا تھا۔" راکسول یہ کہتے ہوئے اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا۔ نہ جانے کیوں اس کا دل چاہ رہا تھا کہ اس پستہ قامت یہودی بروکر پر اعتماد کر لیا جائے۔ "یہ ہوٹل میں نے ایک فوری فیصلے کے تحت خریدا تھا۔ کوئی بڑا سودا کرتے وقت مجھ جیسے شخص پر آپ کو کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے۔" راکسول چند لمحوں کو خاموش رہا اور پھر ہوٹل کے سودے کی تفصیل بتانے لگا۔

"اس میں شبے کی کوئی گنجائش نہیں۔ بالکل اسی انداز میں ایک مرتبہ میں نے ایک الیکٹرک لانچ کا سودا کر لیا تھا جو بعد میں خاصا منافع بخش ثابت ہوا تھا۔ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ محض ایک اتفاق کی بنا پر یہ ہوٹل اس وقت آپ کی ملکیت ہے؟"

"اسے اتفاق ہی کہا جائے گا اگر اس روز اسٹیک اور بیئر کی بوتل مہیا کر دی جاتی تو شاید یہ ہوٹل آج بھی فیلکس بیبلون کی ملکیت ہوتا۔" راکسول نے مسکرا کر جواب دیا۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ دوبارہ کہنے لگا۔ "اب میں دوبارہ اصل موضوعات کی طرف آتا ہوں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ پرنس یوجین ایک مختصر قیام کے لئے اس ہوٹل میں آنے والا

ہے۔ اس کے لئے اسٹیٹ اپارٹمنٹ تیار کرایا گیا تھا۔ جس سہ پہر ریجنالڈ ڈیموک کا انتقال ہوا پرنس یوجین کو تقریباً اسی وقت یہاں آنا تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میں اب تک یہ نہیں جان سکا کہ پرنس یوجین پروگرام کے مطابق یہاں کیوں نہیں پہنچا۔ اخبارات میں بھی اس کے بارے میں کوئی خبر شائع نہیں ہوئی۔ وہ لندن کیوں آنا چاہتا تھا۔ میں اس بارے میں بھی قطعی لاعلم ہوں۔"

"وہ ایک بڑی رقم قرض لینے کے لئے یہاں آرہا تھا۔" سیمسن نے انکشاف کیا۔

"سرکاری قرض؟" راکسول نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"نہیں۔ ذاتی طور پر۔" سیمسن نے بتایا۔

"لیکن وہ کوئی بڑی رقم کس سے قرض لینا چاہتا تھا؟" راکسول نے ایک اور سوال کیا۔

"آپ کے اس خادم سیمسن لیوی سے۔" سیمسن نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے فخریہ لہجے میں کہا۔ "پھر اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "آپ پریشان کیوں ہوگئے۔ مسٹر راکسول! اگر آپ نے زیادہ عرصے تک لندن میں قیام کیا ہوتا تو آپ کو پتہ چل جاتا کہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے حکمران بڑی بڑی رقمیں قرض لینے کے لئے مجھ سے ہی رجوع کرتے ہیں۔ بہ الفاظ دیگر آپ مجھے مہاجن بھی کہہ سکتے ہیں جو قیمتی چیزیں گروی رکھ کر قرضے فراہم کرتا ہے۔ یورپ کے تمام چھوٹے چھوٹے پرنس میرے زیر بار احسان ہیں۔ میں بظاہر ایک معمولی سا اسٹاک بروکر ہوں مگر میرا اصل کاروبار چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے حکمرانوں کو مالی امداد فراہم کرکے ان کی حکومتوں کو سہارا دینا اور ان کی ساکھ بحال رکھنا ہے۔ اس کے عوض مجھے مراعات کے علاوہ سود کے نام پر ایک معقول منافع بھی ملتا ہے۔ اب میں آپ کو پوسین کے حکمران پرنس یوجین کے بارے میں بھی بتا دوں۔ اس نے مجھ سے دس لاکھ پونڈ قرضے کی درخواست کی تھی اور اس کے لئے پہلے ہی سے ایک تاریخ مقرر کرلی گئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ مقررہ تاریخ اور وقت پر پرنس یوجین کے یہاں نہ پہنچنے سے مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔"

"پرنس یوجین کو یہ قرضہ کس سلسلے میں درکار تھا؟" راکسول نے اس کے خاموش

ہونے پر سوال کیا۔

"دوسرے قرضوں کی ادائیگی کے لئے۔" سیمسن نے معنی خیز لہجے میں جواب دیا۔

"کیا مطلب؟" راکسول الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"آپ کو شاید یورپ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے حکمرانوں کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل نہیں ہیں۔ یہ لوگ کہیں سے قرضے حاصل کرنے کا موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ میں بعض ایسے حکمرانوں کو بھی جانتا ہوں کہ اگر ان کی ریاستیں نیلام بھی ہوجائیں تو اصل قرضے تو کجا ان کے سود بھی ادا نہ ہوسکیں گے۔ پرنس یوجین قرضوں کے ایک جال میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ کسی ایک جگہ سے بڑی رقم لے کر تمام چھوٹے چھوٹے قرضے چکا دیئے جائیں۔" سیمسن نے بتایا۔

"پرنس کو ان چھوٹے قرضوں کی ادائیگی کا خیال کیسے آگیا؟" راکسول نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کو شاید یہ معلوم ہو کہ یوجین کی ریاست جرمنی کے شاہ کی باجگزار ہے اور پرنس کی شادی ایکٹین کی شہزادی این سے ہونے والی ہے لیکن پرنس یوجین جب تک اپنے قرضے نہ چکا دے شہنشاہ اور شہزادی کے والدین اس شادی کی اجازت نہیں دے سکتے۔"

"کیا شہنشاہ کو یہ معلوم نہ ہوسکے گا کہ پرنس نے چھوٹے قرضے بیباق کرنے کے لئے ایک بڑا قرضہ حاصل کیا تھا؟"

"یہ بات شہنشاہ کے علم میں آئے بغیر نہیں رہ سکتی لیکن اس کے لئے ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ شہنشاہ فوری طور پر اس حقیقت سے آگاہ نہ ہوسکے۔" سیمسن نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ پھر دوبارہ کہنے لگا۔ "میں پہلے بھی اس قسم کے بیسیوں معاملات نمٹا چکا ہوں۔ پرنس یوجین کی شادی کے بعد اس راز کو ظاہر کردیا جائے گا اور اب مسٹر راکسول!" سیمسن ایک لمحے کو خاموش ہوا اور جب وہ دوبارہ بولا تو اس کا لہجہ بدلا ہوا تھا۔ "کیا آپ کچھ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پرنس یوجین کہاں غائب ہوگیا ہوگا۔ یہ بات میں اس لئے پوچھ رہا ہوں کہ اگر وہ آج یہاں نہ پہنچ سکا تو اسے دس لاکھ پونڈ کا قرضہ بھی نہیں ملے گا۔ آج ہمارے درمیان

طے شدہ پروگرام کا آخری دن ہے۔ کل یہ رقم کسی اور کاروبار میں لگا دی جائے گی۔ ظاہر ہے میں زیادہ دنوں تک اس رقم کو روک کر نہیں رکھ سکتا۔ پھر میرے دوسرے کاروباری شرکاء بھی اس کی اجازت نہیں دیں گے۔"

"آپ نے پوچھا تھا کہ پرنس یوجین کہاں غائب ہوا ہوگا؟" راکسول نے پُرسوچ انداز میں کہا۔

"جی ہاں۔" سیمسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو آپ کے خیال میں اسے گمشدگی کہا جاسکتا ہے؟" سیمسن نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "ریجنالڈ ڈیموک کا واقعہ ہمیں بہت کچھ سوچنے کا موقع فراہم کر رہا ہے۔ ریجنالڈ کے پرنس کی فیملی سے بڑے گہرے روابط تھے۔ اسے پرنس اربرٹ کا معتمد خاص بنایا گیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اس کی موت کا پرنس یوجین کی گمشدگی سے گہرا تعلق ہے۔ میرے ذہن میں صرف ایک بات کھٹک رہی ہے کہ پرنس یوجین کو غائب کر دیا گیا ہے لیکن ایسا کرنے والا کون ہے اور اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے؟ میں اس مسئلے پر روشنی ڈالنے سے قاصر ہوں۔ جب کہ میری نظروں میں اس دنیا میں پرنس یوجین کا کوئی دشمن بھی نہیں۔"

"اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے میرا ذہن صرف ایک ہی بات سوچ سکتا ہے کہ ممکن ہے یورپ کا کوئی اور پرنس شہزادی این سے شادی کرنے کا خواہشمند ہو۔ ایسی صورت میں یہ اندازہ لگانا زیادہ دشوار نہیں کہ وہ پرنس یوجین کو قرضوں کی ادائیگی سے روکنا چاہتا ہوگا۔ اسے کسی طرح پتہ چل گیا ہوگا کہ پرنس یوجین آپ سے ایک بڑی رقم حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اگر پرنس یوجین کو کچھ عرصہ کے لئے غائب کر دیا جائے تو وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔" راکسول نے کہا۔

سیمسن لیوی کی پیشانی پر شکنیں ابھر آئیں۔ وہ چند لمحوں تک راکسول کی اس تھیوری پر سوچتا رہا پھر زبے دبے جوش کے ساتھ بولا۔ "آپ کا خیال غلط نہیں ہے مسٹر راکسول۔ اب مجھے بھی شبہ ہو رہا ہے کہ ایسا ہی ہوا ہوگا۔"

☆======☆======☆

اسی روز دوپہر کو تھیوڈور راکسول اپنے دفتر میں اکیلا بیٹھا سیمسن لیوی سے ملاقات کے دوران ہونے والی گفتگو پر غور کر رہا تھا۔ ان دونوں نے خاصی دیر تک ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کیا تھا۔ سیمسن نے اشارتاً یہ تذکرہ بھی کیا تھا کہ ریجنالڈ پرنس سے غداری کا مرتکب ہو رہا تھا اور اس کی موت بھی شاید اس وجہ سے ہوئی تھی کہ شاید ضمیر کی خلش کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے پرنس کے خلاف کی جانے والی سازش سے دست کشی اختیار کر لی ہو اور سازش کا جال بننے والوں نے اسے اپنے راستے کی رکاوٹ سمجھ کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس موضوع پر اگرچہ تفصیلی گفتگو نہیں ہوئی تھی لیکن راکسول کے خیال میں یہ بعید از قیاس بھی نہیں تھا۔ یورپ کی سیاست کا تجزیہ کرتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ پرنس یوجین کی گمشدگی سے کسی کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ریجنالڈ کی موت پر غور کرتے ہوئے راکسول کے ذہن میں اچانک ہی یہ خیال ابھرا کہ اس رات نیلا کو کمرہ نمبر ایک سو گیارہ سے کسی دوسرے کمرے میں منتقل کرنا بلامقصد نہیں تھا۔ ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت کھڑکی پر سنگ باری کر کے اسے وہ کمرہ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ یقیناً اس کمرے میں کوئی خاص بات ہوگی جس کے لئے انہوں نے اسے خالی کرانا ضروری سمجھا۔

دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد وہ ٹہلتا ہوا دوسری منزل پر پہنچ گیا کمرہ نمبر ایک سو گیارہ کا باہر سے جائزہ لیتے ہوئے پتہ چلا کہ وہاں کوئی اور شخص مقیم ہے لیکن آج شام وہ کمرہ خالی کر کے رخصت ہو رہا ہے۔ چند منٹ تک وہ راہداری میں ٹہلتا رہا۔ پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا نچلی منزل کی طرف چل دیا۔ نچلی منزل کی راہداری سے گزرتے ہوئے وہ اچانک ہی اس طرح ٹھٹک کر رک گیا جیسے کوئی بات یاد آگئی ہو۔ "اوہ خدایا۔" وہ بڑبڑایا۔ "کمرہ نمبر ایک سو گیارہ میں یقیناً کوئی گڑبڑ ہے۔ مجھے پہلے یہ خیال کیوں نہیں آیا کہ یہ کمرہ اسٹیٹ اپارٹمنٹ کے عین اوپر واقع ہے۔" اس خیال کے ساتھ ہی اس کے دماغ میں آندھیاں سی چلنے لگیں اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دفتر کی طرف چل دیا۔ اس نے متعلقہ کلرک کو حکم دیا کہ کمرہ نمبر ایک سو گیارہ خالی ہونے کے بعد اگلی ہدایات تک کسی کے نام بک نہ کیا جائے۔ وہ ہدایات دینے کے بعد واپس مڑنا ہی چاہتا تھا کہ کلرک نے ایک کانڈ اس کی

طرف بڑھا دیا۔ یہ نیلا کا کاغذ تھا جس پر مختصر سی تحریر رقم تھی۔

ڈیئر پاپا۔

مجھے ایک سراغ ہاتھ لگ گیا ہے اور میں ایک دو دن کے لئے لندن سے باہر جا رہی ہوں۔ اگر تین دن تک واپس نہ آسکی یا میری طرف سے آپ کو کوئی اطلاع نہ مل سکی تو اوسٹینڈ سے تحقیقات شروع کر دیں لیکن اس وقت تک کوئی قدم نہ اٹھایا جائے۔

آپ کی چہیتی بیٹی

نیلا

یہ چند جملے پورے کاغذ پر پھیلے ہوئے تھے جس سے یہ اندازہ لگانے میں زیادہ دشواری نہیں ہوئی کہ نیلا نے یہ تحریر بڑی عجلت میں لکھی تھی۔ کاغذ کے دوسری طرف ایک اور جملہ تحریر تھا۔ "روکو پر نظر رکھیئے۔"

راکسول چند لمحے وہیں کھڑا سوچتا رہا کہ آخر نیلا کو کون سا ایسا سراغ مل گیا تھا کہ اسے اس طرح اطلاع دیئے بغیر روانہ ہونا پڑا۔ پھر اس نے خط کے پرزے کرکے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا اور دفتر سے نکل کر تہہ خانے میں جانے کے لئے لفٹ میں سوار ہوگیا جہاں روکو کی عملداری یعنی ہوٹل کے کچن وغیرہ تھے۔ اس کا ذہن بری طرح الجھا ہوا تھا۔ نیلا نے روکو پر نگاہ رکھنے کی ہدایت کی تھی جب کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ روکو جیسا شریف آدمی جولیس یا اس جیسے کسی اور شخص کی سازش میں شریک ہوگا۔ بہرحال' یہ ہدایت چونکہ اس کی بیٹی نے دی تھی اس لئے اس پر عمل کرنا وہ اپنا فرض سمجھتا تھا۔ نیلا اگرچہ خودسر تھی لیکن راکسول کو بیٹی کی ذہانت میں بھی کوئی شبہ نہیں تھا۔ اسے یقین تھا کہ وہ کوئی بہت خوفناک انکشاف کرنے والی ہے۔

گرینڈ بیلون ہوٹل کے باورچی خانے تقریباً ایک ایکڑ رقبے پر پھیلے ہوئے تھے۔ اسے یورپی ہوٹلوں کی دنیا کا عجائب خانہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ اسے آراستہ کرنے کے لئے فیلکس بیلون نے تیس سال تک دو براعظموں کے شہروں کی خاک چھانی تھی جہاں سے جو چیز دستیاب ہوئی اس نے حاصل کی۔ فرش اور دیواریں امریکہ سے درآمد کردہ ٹائلوں سے

سجی ہوئی تھیں۔ جنہیں ہر صبح ایک مخصوص پاؤڈر کے ساتھ باقاعدگی سے دھویا جاتا۔ کبھی کبھار ہوٹل میں قیام کرنے والے معزز مہمانوں کو کچن کی سیر کرائی جاتی تو وہ انگشت بدنداں رہ جاتے۔ ہوٹل کا یہ حصہ کچن سے زیادہ کوئی سائنس لیبارٹری نظر آتا۔ ہر کام کے لئے چھوٹی بڑی مشینیں موجود تھیں جو خود کار طریقہ پر کام کرتیں۔ اگر کچن کی سیر کرنے والے مہمان زیادہ خوش قسمت ثابت ہوتے تو انہیں ان فنکاروں سے بھی ملا دیا جاتا جو ان کے لئے کھانے تیار کرنے کے علاوہ میزوں کو آراستہ کرنے کے لئے گلدستہ اور نیپکنز کے نت نئے ڈیزائن تیار کرتے تھے۔ اس کچن میں بارہ مختلف شعبے تھے جن کا انتظام چلانے کے لئے ہر شعبے کا ایک نگراں مقرر تھا۔ ان کے ماتحت تقریباً نوے ہنرمند خانساماں تھے دیگر ملازمین کی فوج ان کے علاوہ تھی۔ روکو ان سب کا انچارج تھا۔ اس کی رہائش بھی کچن ہی کے حصے میں ایک آراستہ اپارٹمنٹ میں تھی جہاں وہ ہر وقت نت نئے پکوانوں کی تخلیق میں مصروف رہتا۔ کچن کی سیر کے لئے آنے والے ہوٹل کے مہمانوں کو روکو سے بہت کم ملاقات کا شرف حاصل ہوتا۔ کسی کو اس کے اپارٹمنٹ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

کچن میں راکسول کی غیر متوقع آمد نے ایک کھلبلی سی مچا دی۔ وہ سر کے اشارے سے بٹلرز کے سلاموں کا جواب دیتا ہوا کچن کے مختلف حصوں میں گھومتا رہا۔ بالآخر ایک جگہ پہنچ کر رک گیا۔ اس سے چند قدم کے فاصلے پر روکو اپنے چند ماتحتوں میں گھرا انہیں ایک بھنے ہوئے تیتر کے بارے میں کچھ بتا رہا تھا۔ پلیٹ میں رکھا ہوا تیتر دیکھ کر یہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کسی بھی لمحہ پر پھڑپھڑا کر اڑ جائے گا۔ پر اتارے بغیر پرندوں کو بھوننا روکو کا ایک خاص فن تھا جس کی وجہ سے دور دور تک اس کی شہرت پھیلی ہوئی تھی۔ کچھ دیر تک وہ اپنے ماتحتوں کو کچھ بتاتا رہا۔ پھر لیکچر ختم کرکے اپنے اپارٹمنٹ میں داخل ہو کر ایک آرام دہ کرسی پر بیٹھ گیا اور ایک ہاتھ اس طرح آنکھوں پر رکھ لیا جیسے بڑے انہماک سے کچھ سوچ رہا ہو۔ راکسول بھی اس کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا لیکن روکو اسے اب تک نہیں دیکھ سکا تھا۔ "کیا ہو رہا ہے مسٹر روکو؟" راکسول نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"اوہ۔ آپ!" روکو ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔ "میں اگلے ہفتے ہوٹل میں منعقد ہونے والی ڈنر کی ایک تقریب کے لئے ایک نئی ڈش کی تیاری کے بارے میں سوچ رہا تھا۔"

"کیا اس ڈش کے لئے کسی سامان کی ضرورت نہیں پڑتی؟" راکسول کا لہجہ معنی خیز تھا۔

"کیوں نہیں' لیکن سب سے پہلے میں اس کی تھیوری پر غور کرتا ہوں جس میں کسی چیز کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ذہنی طور پر مطمئن ہونے کے بعد ہی میں کوئی عملی قدم اٹھاتا ہوں۔ میرا خیال ہے جو کام پورے اعتماد سے کیا جائے اس میں کامیابی ضرور ہوتی ہے۔" روکو نے جواب دیا۔

"بہت خوب۔" راکسول نے تائید کے انداز میں سر کو حرکت دی۔

"ہوٹل میں قیام کرنے والے معزز مہمانوں ہر کھانے میں ایک نئی اور پُرلطف ڈش چاہتے ہیں۔ ان کی خواہشات کی تکمیل اور اطمینان کے لئے ہی تو آپ مجھے تین ہزار پونڈ دیتے ہیں۔" روکو نے خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"جولیس کے متعلق تو کوئی بات سننے میں نہیں آئی؟" راکسول نے اچانک ہی موضوع بدلا۔

"جولیس؟" روکو چونک گیا۔

"ہاں' میری اطلاع کے مطابق اسے اوسٹینڈ میں گرفتار کرلیا گیا ہے۔" راکسول نے اندھیرے میں تیر پھینکا۔ "پولیس کے مطابق جولیس اور اس کے بعض ساتھی قتل کے ایک کیس میں ملوث ہیں۔ ڈیموک ریجنالڈ کا قتل!"

"کیا واقعی؟" روکو نے جمائی کی آڑ میں چہرے کے تاثرات چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے تعجب کا اظہار کیا۔

"ہاں' یہ درست ہے اور یہ پہلا موقع ہے کہ کسی سنگین جرم کے سلسلے میں پولیس نے کوئی مؤثر کارروائی کی ہو۔ مجھے یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ کل پولیس ہمارے ہوٹل کی تلاشی لینے کے لئے بھی یہاں پہنچنے والی ہے۔ یہ میں تمہیں صرف اس لئے بتا رہا ہوں کہ ہوٹل کے کسی بھی حصے کی تلاشی کے دوران تمہاری طرف سے کسی قسم کی مزاحمت نہیں

ہونی چاہئے۔" راکسول نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" روکو نے لاپرواہی کے انداز میں کندھے اچکا دیئے۔

"اور یہ باتیں صرف تم تک ہی محدود رہنی چاہئیں۔ جولیس کی گرفتاری کی اطلاع بعض معتبر ذرائع سے مجھ تک پہنچی ہے۔ اخبارات کو ابھی تک اس کی بھنک نہیں مل سکی۔ میرا خیال ہے کہ تم میرا مطلب بخوبی سمجھ رہے ہوگے؟" راکسول نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

روکو کے ہونٹوں پر مخصوص مسکراہٹ آگئی۔ راکسول نے ایک بار پھر اس کے چہرے کا جائزہ لیا اور مطمئن ہو کر رخصت ہوگیا۔ جولیس کی گرفتاری اور ہوٹل کی تلاشی کے سلسلے میں اس نے مصلحتاً جھوٹ بولا تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر روکو اس معاملے میں ملوث ہوا تو اپنی سرگرمیاں فوراً معطل کردے گا یا بدحواسی میں کوئی ایسا کام کرے گا کہ اس کا راز فاش ہوجائے۔ اس کے ساتھ ہی راکسول کو یہ خدشہ بھی تھا کہ اگر اس کے جھوٹ کی پول کھل گئی تو وہ اور نیلا مزید خطرات میں گھر جائیں گے۔ بہرحال راکسول نے اندھیرے میں تیر پھینکا تھا۔ اسے شبہ تھا کہ روکو بھی جولیس کی اس سازش میں شریک ہے۔ اور پھر بعید از قیاس نہیں تھا کہ وہ بھی ڈیموک ریجنالڈ کے قتل اور شاید پرنس یوجین کی گمشدگی میں بھی ملوث ہو۔

اس رات تقریباً ڈیڑھ بجے کے قریب جبکہ پورے ہوٹل پر سناٹا طاری تھا۔ راکسول اپنے کمرے سے نکلا اور بڑے محتاط انداز میں دبے قدموں چلتا ہوا دوسری منزل پر کمرہ نمبر ایک سو گیارہ میں پہنچ گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ مقفل کرلیا اور کمرے کے ایک ایک انچ حصے کا گہری نظروں سے جائزہ لینے لگا۔ کبھی کبھار ہوٹل کے کسی دور افتادہ حصے سے ابھرنے والی کسی ہلکی سی آہٹ کی آواز سن کر وہ چونک جاتا اور چند لمحوں تک مزید آہٹ سننے کی امید میں سانس روکے کھڑا رہتا لیکن ماحول پر گہرا سناٹا چھا جاتا راکسول کی زیادہ توجہ کمرے کے فرش پر مبذول تھی۔ وہ دبیز قالین اٹھا کر اینٹوں کے فرش کا جائزہ لینے لگا۔ اینٹوں کے ہر جوڑ پر وہ انگلی پھرا کر اس کا معائنہ کر رہا تھا لیکن کوئی غیر معمولی بات

نظر نہیں آئی۔ بیڈ روم کا جائزہ لینے کے بعد وہ ڈریسنگ روم اور پھر باتھ روم میں گھس گیا لیکن یہاں بھی اسے اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی۔ بیڈ روم میں گھومنے کے بعد وہ ایک بار پھر باتھ روم میں آگیا۔ نہ جانے اسے یہ شبہ کیوں تھا کہ اگر اس کمرے سے کوئی راز وابستہ ہے تو اس کا تعلق صرف باتھ روم ہی سے ہوگا۔ سامنے کی دیوار کے ساتھ سنگ مرمر کا بہت بڑا ٹب نصب تھا جس کے اوپر پانی کے نل کے نیچے ایک چھوٹی سی الماری بنی ہوئی تھی۔ ہوٹل کے تمام باتھ رومز میں اس قسم کی الماریاں نصب تھیں جن کے دروازے سامنے کی طرف کھلنے کی بجائے پہلو میں بنے ہوتے ہیں لیکن اس چھوٹی سی الماری میں کوئی دروازہ نہیں تھا۔ اس نے الماری کے چاروں طرف بنے ہوئے پینل کو انگلی سے کھٹکھٹایا لیکن ایسی کوئی آواز نہیں ابھری جس سے کوئی غیر معمولی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا۔ اس نے غیر ارادی طور پر ٹھنڈے پانی کی ٹونٹی گھمادی۔

پانی کی دھار ٹب میں گرنے لگی۔ اس نے ٹونٹی بند کرکے ٹب میں جمع ہونے والے پانی کی طرف دیکھا اور وہ ٹونٹی گھمادی جو ٹب سے پانی کے اخراج کے سلسلے میں استعمال ہوتی تھی۔

یہ ٹونٹی گھماتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل رہی ہو۔ وہ بڑی پھرتی سے اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ سنگ مرمر کے ٹب کے قریب ہی فرش کا ایک حصہ اپنی جگہ سے سرک رہا تھا۔ بالآخر فرش میں اتنا خلاء پیدا ہوگیا کہ ایک آدمی اس میں بہ آسانی داخل ہوسکتا تھا۔ وہ چند لمحے متوحش نگاہوں سے اس خلاء کو گھورتا رہا اور ایک بار پھر ٹونٹی کو گھمانے لگا لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا اور خلا بدستور برقرار رہا۔ فرش کو دوبارہ اپنی جگہ پر لانے کے لئے شاید کوئی دوسرا طریقہ استعمال کرنا پڑتا تھا۔ راکسول نیچے جھک کر خلاء میں جھانکنے لگا لیکن تاریکی کے سوا کچھ دکھائی نہ دیا۔ وہ اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا۔ خوش قسمتی سے کوٹ کی جیب میں ماچس مل گئی۔ اس نے دیا سلائی جلا کر ایک بار پھر جھانکا۔ نیچے ایک پلیٹ فارم سا نظر آرہا تھا۔ وہ بلاخوف و خطر اس خلا کے اندر اتر گیا اور پھر اسے یہ جان کر شدید حیرت ہوئی کہ یہ دہری چھت تھی۔ دونوں چھتوں کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ ایک آدمی آسانی سے سیدھا ہوکر چل سکتا تھا۔

وہ چند لمحے وہاں کھڑا تاریکی میں گھورتا رہا اور ماچس جلا کر پُرامید نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ بالآخر اس کی نظریں اس چھت میں واقع فرش کے ایک اور خلا پر جم گئیں۔ یہ خلا تقریباً تین فٹ ہٹ کر واقع تھا۔ یہ خلا بھی اتنا کشادہ تھا کہ ایک آدمی آسانی سے اندر داخل ہوسکتا تھا۔ وہ دیا سلائی جلا کر اس کی مدھم روشنی میں نیچے جھانکنے لگا اور پھر دوسرے ہی لمحے اس کے ہونٹوں پر فتح مندی کی مسکراہٹ آگئی۔ کمرہ نمبر ایک سو گیارہ کے بارے میں اس کا شبہ درست نکلا تھا۔ خلا کے ساتھ لگے ہوئے ایک آہنی ہک میں رسی کی سیڑھی بندھی ہوئی دیکھ کر اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی۔

اس نے روشنی کے لئے دوسری دیا سلائی جلانی چاہی لیکن ماچس ختم ہوگئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں الجھن تیر گئی اور وہ سوچنے لگا کہ دوسری ماچس لانے کے لئے اس جگہ سے نکل کر جائے یا کسی قسم کا خطرہ مول لیتے ہوئے اس تاریک خلا میں اتر جائے۔ بالآخر اس نے دوسرا قدم اٹھانے کا فیصلہ کرلیا اور سیڑھی ہک سے نکال کر اسے آہستہ آہستہ نیچے لٹکانے لگا اور چند لمحوں بعد رسی کی سیڑھی پر لٹکتا ہوا خود بھی نیچے اترنے لگا۔ جب اس کے پیروں نے زمین کو چھوا تو اس کا جسم پسینے میں شرابور ہو رہا تھا لیکن اس پر کسی قسم کا خوف یا بدحواسی طاری نہیں تھی۔ وہ چند لمحے تاریکی میں گھورتا رہا پھر اس کی نظریں لکڑی کی دیوار میں ایک جھوٹے سے سوراخ سے نظر آنے والی روشنی کی ایک ننھی سی کرن پر جم گئیں۔ اس نے آگے بڑھ کر سوراخ سے آنکھ لگادی۔ دوسری طرف اسٹیٹ اپارٹمنٹ کے باتھ روم کا منظر نظر آرہا تھا۔ سامنے باتھ روم کے کھلے ہوئے دروازے سے بیڈ روم کا منظر دکھائی دے رہا تھا کمرے کے ایک حصے میں سنگ مرمر کی ٹاپ والی ایک بڑی میز بچھی ہوئی تھی۔ اس میز پر کوئی چیز پڑی ہوئی تھی اور ایک آدمی اس پر جھکا ہوا تھا۔

یہ ہوٹل کا ہیڈ بٹلر روکو تھا۔

کمرہ نمبر ایک سو گیارہ اور اس کے عین نیچے اسٹیٹ اپارٹمنٹ کے درمیان اس خفیہ راستے کی دریافت نے راکسول کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کردیا تھا جن لوگوں نے بھی ان دونوں کمروں کے درمیان یہ خفیہ راستہ بنایا تھا ان کا مقصد بھی اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی تھی۔ ان کا مقصد یقیناً اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ اسٹیٹ اپارٹمنٹ

میں قیام کرنے والے معزز مہمانوں کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھی جائے۔ راکسول جس سوراخ سے آنکھ لگائے کھڑا تھا وہ اتنا چھوٹا تھا کہ دوسری طرف سے نظر نہیں آسکتا تھا۔ بالفرض سوراخ اگر کسی کی نظروں میں آ بھی جائے تو اسے نظرانداز کیا جاسکتا تھا۔ کسی کے لئے یہ تو سوچنا بھی محال تھا کہ اس ننھے سے سوراخ سے ان کی نقل و حرکت کا جائزہ لیا جارہا تھا۔

راکسول نے ایک بات خاص طور سے نوٹ کی تھی کہ یہ سوراخ اتنا اونچا تھا کہ عام قدوقامت کا آدمی بآسانی اس سے نہیں جھانک سکتا تھا۔ خود راکسول بھی پنجوں کے بل کھڑا تھا جب کہ جولیس اور روکو کے قد اتنے طویل تھے کہ وہ سیدھے کھڑے ہوکر بلادقت اس سے دوسری طرف جھانک سکتے تھے۔ اس کا ذہن طرح طرح کے خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ وہ سانس روکے سوراخ سے آنکھ لگائے دوسرے کمرے میں روکو کی پُراسرار سرگرمیوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ باتھ روم اور بیڈ روم کا درمیانی دروازہ پوری طرح کھلا ہوا تھا۔ وہ صرف اسی حد تک دیکھ سکتا تھا جہاں تک اس سوراخ کی چوڑائی اجازت دیتی تھی۔ بیڈ روم میں رکھی ہوئی سنگ مرمر کر ٹاپ والی میز کا بھی صرف نصف حصہ دکھائی دے رہا تھا۔ روکو کبھی تو پوری طرح اس کے سامنے آجاتا اور کبھی میز کے دوسری طرف پہنچ کر نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا۔ راکسول یہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ میز پر وہ کیا چیز تھی جس پر روکو کوئی کام کر رہا تھا۔ ابتدا میں اسے اپنے مقصد میں کوئی کامیابی نہ ہوسکی لیکن کچھ دیر بعد جب اس کی آنکھیں کمرے کے اس گوشے کے نیم تاریک ماحول کی عادی ہوگئیں تو اسے سینے میں اپنا سانس رکتا محسوس ہونے لگا۔ وہ کسی آدمی کا جسم تھا جس کی صرف ٹانگیں نظر آرہی تھیں۔ ٹانگوں میں اب تک کوئی خفیف سی حرکت بھی پیدا نہیں ہوئی تھی جس سے صرف دو نتائج اخذ کئے جاسکتے تھے کہ وہ آدمی یا تو بے ہوش ہے یا مرچکا ہے اور روکو اس کی لاش پر کسی قسم کی کوئی کارروائی کر رہا ہے۔ دوسرا خیال اگرچہ رونگٹے کھڑے کر دینے والا تھا لیکن حقیقت سے منہ بھی نہیں موڑا جاسکتا تھا کیونکہ یہی خیال حقیقت کے قریب تر محسوس ہوتا تھا۔ راکسول کا دل چاہا کہ چیخ کر روکو کو اس کی سرگرمیوں سے روک دے لیکن وہ بڑی مشکل سے اپنی اس خواہش پر قابو پاسکا تھا۔

سنگ مرمر کی میز پر کچھ عجیب و غریب سے چھوٹے چھوٹے آلات بکھرے ہوئے

تھے۔ روکو کبھی ایک چیز اٹھا لیتا اور کبھی دوسری۔ اسے دیکھ کر صرف یہی اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ کوئی ماہر سرجن کسی لاش کا پوسٹ مارٹم کرنے میں مصروف ہے۔ راکسول بے حس و حرکت کھڑا اس کی سرگرمیوں کا جائزہ لیتا رہا۔ لمحات صدیاں بن کر بیت رہے تھے۔ بالآخر روکو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اوزار ایک طرف رکھ کر سیدھا ہوتے ہوئے اس طرح گہرا سانس لیا جیسے اپنے کام سے مطمئن ہو۔ پھر وہ باتھ روم میں آگیا۔ کوٹ اتار کر ایک طرف کھونٹی پر ٹانگا اور نل کھول کر ہاتھ دھونے لگا۔ اس وقت اس کے اور راکسول کے درمیان چار فٹ سے بھی کم فاصلہ تھا۔ راکسول نے اپنا سانس تک روک رکھا تھا۔ مبادا وہ سانس کی آواز سے یہاں اس کی موجودگی محسوس کرلے لیکن اس کا یہ خدشہ بے بنیاد نکلا اور روکو ہاتھ دھونے کے بعد دوبارہ بیڈ روم میں چلا گیا۔ روکو نے ایک سفید چادر اس جسم پر ڈال دی اور اسے اٹھا کر بیڈ پر لٹا دیا۔ اب راکسول کو یقین ہوچکا تھا کہ وہ ایک لاش ہی تھی جس پر روکو کوئی پُراسرار تجربہ کر رہا تھا لیکن وہ لاش کس کی تھی اور روکو اس پر کیا کارروائی کر رہا تھا؟

اگرچہ یہ سب کچھ ناقابل یقین سا لگ رہا تھا لیکن حقیقت ایک بھیانک روپ میں اس کے سامنے تھی۔ اسے ایک بار پھر فیلکس بیلون کے کہے ہوئے الفاظ یاد آگئے کہ یہاں اسے طرح طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پہلے اس نے فیلکس بیلون کی باتوں پر توجہ نہیں دی تھی لیکن اب مفہوم واضح ہوتا جارہا تھا۔ گرینڈ بیلون جیسے بڑے ہوٹل کا مالک ہمیشہ اپنے ہوٹل میں ہونے والی پُراسرار سرگرمیوں سے بے خبر رہتا ہے۔ ہوٹل کا نظام چلانے کے لئے اسے اپنے ماتحتوں پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے اور ماتحت کیا کچھ کرتے رہتے ہیں۔ اس کا مالک کو کبھی علم نہیں ہوپاتا۔ اپنے بارے میں وہ کچھ نہیں کہہ سکتا تھا لیکن فلیکس بیلون کی مثال اس کے سامنے تھی جس نے ہوٹل کا سودا کرتے وقت ملازمین کے مقابلے میں اپنی بے بسی کا اعتراف کرلیا تھا۔

بیڈ روم کی چھت کا بلب بجھا ہوا تھا۔ سنگ مرمر کی میز کی سمت دیوار میں لگا ہوا بلب روشن تھا لیکن اس کی روشنی اتنی کافی نہیں تھی کہ بستر پر پڑی ہوئی لاش کا واضح طور پر جائزہ لیا جاسکتا۔ وہ اس لاش کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ روکو ہاتھ میں چھوٹا سا سیاہ

رنگ کا ایک بکس اٹھائے کمرے کے ایک گوشے سے نمودار ہوا۔ اس نے دیوار پر لگا ہوا سوئچ آف کر دیا۔ بلب بجھتے ہی کمرے میں گہری تاریکی چھا گئی۔ چند سیکنڈ تک فضا پر سناٹا طاری رہا۔ پھر بستر کے اسپرنگ چرچرانے کی آواز ابھری شاید روکو بستر پر چڑھا تھا۔ اس کے کچھ ہی دیر بعد تاریکی میں ایک چمک سی ابھری۔ ایک لمحے کو راکسول کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ جب وہ دوبارہ کچھ دیکھنے کے قابل ہوا تو روکو بیڈ کے قریب کھڑا نظر آیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں سیاہ رنگ کا وہی بکس تھا اور دوسرے ہاتھ میں ایلومینیم کا تار جس سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔ اس روشنی میں روکو کا چہرہ شیطان کی طرح بھیانک لگ رہا تھا۔ روشنی بجھ گئی اور کمرے میں ایک بار پھر پہلے کی سی تاریکی چھا گئی۔ راکسول سب کچھ سمجھ چکا تھا۔ روکو کے ہاتھ میں پکڑا ہوا وہ سیاہ بکس کیمرہ تھا۔ اس نے ایلومینیم کی بنی ہوئی مخصوص طرز کی فلیش لائٹ میں لاش کی تصویر کھینچی تھی لیکن ایلومینیم وائر کی تیز روشنی میں تھیوڈور راکسول بھی اس لاش کا چہرہ دیکھنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔ وہ ڈیموک ریجنالڈ کی لاش تھی۔

یہ خوفناک انکشاف ہوتے ہی راکسول سوراخ کے سامنے سے ہٹ گیا اور کمرے میں داخل ہونے کا راستہ تلاش کرنے لگا۔ اسے یقین تھا کہ اسٹیٹ بیڈ روم میں آمدورفت کے لئے کوئی نہ کوئی راستہ ضرور ہوگا لیکن بہت کوشش کے باوجود وہ اس خفیہ راستے کو تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ دوسری طرف یہ خدشہ تھا کہ روکو کمرے سے باہر نہ نکل جائے۔ جب کہ وہ اسے رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتا تھا۔ اب اسے گرفت میں لینے کا صرف ایک ہی راستہ رہ گیا تھا۔ وہ تیزی سے رسی کی سیڑھی کی طرف لپکا۔ یہاں آنے کے لئے اترنا تو بہت آسان ثابت ہوا تھا لیکن جھولتی ہوئی سیڑھی پر چڑھنا خاصا دشوار معلوم ہو رہا تھا۔ اس کی عجلت بھی کچھ آڑے آرہی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ جلد از جلد کمرہ نمبر ایک سو گیارہ سے نکل کر نچلی منزل پر اسٹیٹ اپارٹمنٹ کے سامنے آجائے تاکہ روکو جیسے ہی باہر نکلے اسے روک لیا جائے۔ اسے یہ بھی احساس تھا کہ اگر اس وقت روکو پر ہاتھ نہ ڈالا جاسکا تو دوبارہ شاید ایسا موقع نہ مل سکے۔

راکسول اپنے بھاری بھرکم جسم کو کھینچتا ہوا سیڑھی کے آخری حصے پر پہنچ گیا لیکن

عین لبِ بام پہنچ کر رسی کی سیڑھی ایک جھٹکے سے ٹوٹ گئی اور وہ زور کی آواز کے ساتھ کئی فٹ نیچے لکڑی کے فرش پر گرا۔ اس طرح گرنے سے چوٹ تو اچھی خاصی لگی تھی لیکن وہ چیخ کو دبانے میں کامیاب ہوگیا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ انکشاف بھی ہوا کہ اس کے بوجھ سے خفیہ راستے کا میکنزم اپنی جگہ سے حرکت کر گیا تھا جس سے لکڑی کی دیوار میں بنا ہوا وہ دروازہ کھل گیا جس کی تلاش میں وہ ناکام ہو چکا تھا۔ وہ اٹھ کر دروازے کی آڑ میں ہوگیا۔ اس نے اپنا سانس تک روک لیا۔ اسے خدشہ تھا کہ دھماکے کی آواز سن کر روکو اس طرف ضرور آئے گا لیکن جب ادھر سے کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو وہ دروازے کی آڑ سے نکل کر باتھ روم سے ہوتا ہوا بیڈ روم میں پہنچ گیا۔ عین اسی لمحے روکو نے سنگ مرمر کی میز کے قریب والا بلب جلا دیا اور میز پر بکھرے ہوئے سرجری کے آلات سمیٹنے لگا۔ اس کے اس انہماک سے صاف ظاہر ہوتا رہا تھا کہ وہ کمرے میں راکسول کی موجودگی سے ابھی تک بے خبر ہے۔ راکسول چند لمحے گہری نظروں سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر روکو کو اپنی موجودگی سے آگاہ کرنے کے لئے وہ ہولے سے کھانسا۔ کھانسی کی آواز سنتے ہی روکو بہت تیزی سے پیچھے گھوما تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ایسی آواز نکلی جیسے چیتا شکار کی بو پاکر غراتا ہے۔

"آ..... آپ....." وہ راکسول کو دیکھ کر ہکلا گیا۔ پھر فوراً ہی اپنی کیفیت پر قابو پاکر براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

راکسول کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سوچنے سمجھنے کی تمام قوتیں سلب ہو چکی ہوں۔ گویائی کا یارا نہ رہا ہو۔ اس کا خیال تھا کہ روکو اسے دیکھتے ہی یا تو اس پر حملہ آور ہوگا یا راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کرے گا لیکن اسے پُرسکون دیکھ کر وہ خود شدید الجھن میں مبتلا ہوگیا تھا اور اس کے ہونٹ تک سل کر رہ گئے تھے۔

"میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔" روکو نے پُرسکون لہجے میں کہنا شروع کیا۔ "جس روز تم نے اس ہوٹل میں قدم رکھا تھا میں اسی وقت سے تم سے خوف سا محسوس کرنے لگا تھا۔ میں نے جولیس کو بھی اپنے ان احساسات سے آگاہ کر دیا تھا۔ مجھے پہلے ہی روز یہ احساس ہوگیا تھا کہ تم جیسے شخص کے ساتھ ہمارا نباہ نہیں ہوسکتا اور میرا یہ خیال

درست ثابت ہوا۔ میں اپنی شکست تسلیم کرچکا ہوں۔ اس وقت میں بالکل تنہا ہوں میرے پاس ہتھیار نام کی کوئی چیز نہیں۔ تم میرے ساتھ جو سلوک چاہو کر سکتے ہو۔" روکو خاموش ہوکر چند لمحوں تک اس کی طرف دیکھتا رہا پھر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ راکسول گہری نظروں سے اس کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لینے کی کوشش کر رہا تھا۔ روکو کے شکست تسلیم کرنے کا انداز ایسا ہی تھا جیسے راجہ پورس نے سکندر کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے ہوں اور بلا خوف یہ کہہ دیا ہو کہ اس کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے ساتھ کرتا ہے۔ راکسول ایک کرسی کھینچ کر اس کے مقابل اس طرح بیٹھ گیا کہ اس کے گھٹنے ایک دوسرے کو تقریباً چھونے لگے۔ روکو کے دائیں طرف وہ بیڈ تھا جس پر ریجنالڈ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ راکسول کے دائیں طرف قدرے پیچھے سنگ مرمر کی ٹاپ والی وہ میز تھی جس پر ابھی تک جراحی کے آلات بکھرے ہوئے نظر آرہے تھے۔ بلب کی روشنی روکو کے بائیں رخسار پر پڑ رہی تھی۔ اس کے چہرے کا دوسرا نصف حصہ نیم تاریکی میں تھا۔ راکسول چند لمحے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر اس کے گھٹنے پر انگلی مارتے ہوئے بولا۔

"شاید تم بھی مقامی انگریز ہو جو میرے ہوٹل میں پنپنے والی کسی سازش میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔"

"نہیں' میں برطانوی نہیں' امریکہ کا شہری ہوں۔" روکو نے پُرسکون لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ' تم شیطان' تم امریکی ہو؟" راکسول نے متوحش نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں' میں ریاست نیویارک کے ایک چھوٹے سے شہر ویسٹ اورنج میں پیدا ہوا تھا۔ میں نے یہ اطالوی نام اس وقت اپنایا تھا جب میں نے پہلی مرتبہ روم میں بٹلر کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ جب میں نے گرینڈ بیبلون میں ملازمت کی تو مجھے یہ نام اپنائے رکھنا پڑا کیونکہ بیبلون جیسے کسی بڑے ہوٹل میں کام کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ کو غیر ملکی ظاہر کیا جائے۔ اس سے گاہک بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ یہاں آنے کے

بعد میں نے اپنے دوست مسٹر جیکسن یا جولیس کی طرح اپنی شہریت بھی تبدیل کرلی۔"

"اوہ' تو جولیس ہی تمہارا بہترین دوست ہے؟" راکسول نے اسے گھورا۔

"تھا کہئے۔ اب نہیں ہے کیونکہ تقریباً ایک ہفتہ پہلے ہم دونوں کے درمیان بعض معاملات پر اختلاف پیدا ہوگیا تھا۔ اب میں اسے پسند نہیں کرتا اور جس شخص کو میں ناپسند کر دیتا ہوں اسے منہ بھی نہیں لگاتا۔ آج سے میں تمہارا نام بھی غیر پسندیدہ افراد کی فہرست میں شامل کر رہا ہوں۔" روکو نے بلا جھجک اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر ڈالا۔

"مجھے اس سے قطعی سروکار نہیں کہ تم کسے پسند کرتے ہو اور کسے نہیں لیکن تمہاری یہ پُراسرار سرگرمیاں واقعی ناپسندیدہ ہیں۔ تم اپنے آپ کو بہت پھرتیلا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہو لیکن پولیس کے ہاتھوں میں پہنچنے کے بعد تمہاری یہ ساری دیدہ دلیری ہوا ہوجائے گی۔ پولیس کے حوالے کرنے سے پہلے میں اپنے ذاتی اطمینان کے لئے تم سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تو تم سمجھ ہی چکے ہو کہ بازی اب پلٹ چکی ہے۔اس لئے مجھے یقین ہے کہ میرے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے تم مبالغے کی بجائے صاف گوئی سے کام لوگے۔" راکسول نے کہا۔

"میں تمہارا مطلب سمجھ رہا ہوں لیکن میں تمہاری تمام باتوں کا جواب نہیں دے سکوں گا۔ البتہ تمہیں اطمینان دلانے کی کوشش کروں گا۔" روکو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ سب سے پہلے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم لوگ کس قسم کی سازش کے تانے بانے بُن رہے ہو؟" راکسول نے گلا صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس سلسلے میں کچھ نہیں بتا سکوں گا۔" روکو نے جواب دیا۔

"ریجنالڈ کو ہلاک کیوں کیا گیا تھا؟" راکسول نے کہتے ہوئے بیڈ کی طرف دیکھا جہاں ریجنالڈ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

"مجھے اس کا بھی علم نہیں۔" روکو نے کہا۔ "میں یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے قتل جیسے فعل کی مخالفت کی تھی لیکن میری مخالفت کے باوجود ریجنالڈ کو ہلاک کر دیا گیا۔ اس کا علم مجھے اس وقت ہوا جب یہ کام ہوچکا تھا۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم ریجنالڈ کے قتل کے پس منظر سے قطعی بے خبر ہو۔"

راکسول نے اس کے چہرے پر نظریں جما دیں۔

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی کو جان سے مار دینا مجھے پسند نہیں لیکن ریجنالڈ کے قتل کی وجہ شاید یہ ہو کہ اس اسکیم کے آخری مرحلے میں اس کی نیت بدل گئی تھی یعنی وہ چاہتا تھا کہ اس قصے کو آگے بڑھانے کے بجائے یہیں ختم کر دیا جائے جب کہ اس سازش کے تیار کرنے میں زیادہ ہاتھ اس کا تھا۔ یہ سب کچھ میں تمہیں محض اس لئے بتا رہا ہوں کہ حالات جاننے کے بعد تم بھی یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہو۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں ایک بار پھر دہراؤں گا کہ میرا ضمیر قتل جیسے فعل کی اجازت نہیں دیتا۔"

"تو گویا یہ ثابت ہو گیا کہ یہ حادثاتی موت نہیں تھی بلکہ ریجنالڈ کو ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت قتل کیا گیا تھا۔" راکسول نے پُرخیال لہجے میں کہا۔

"ہاں' اسے قتل کہہ سکتے ہو۔" روکو نے اعتراف کر لیا۔

"اور یہ قتل کس نے کیا تھا؟"

"یہ غیر ضروری سوال ہے میں اس کا جواب نہیں دے سکتا۔"

"ابھی تک صرف دو آدمی ہی سامنے آئے ہیں تم اور جولیس! تم دونوں کے علاوہ اس اسکیم میں اور کون شامل ہے؟" راکسول نے پوچھا۔

"جہاں تک مجھے معلومات حاصل ہیں میں کسی تیسرے فرد کو نہیں جانتا جس کا نام لیا جا سکے۔" روکو نے جواب دیا۔

"خیر! اب میں یہ جاننا چاہوں گا کہ تم ریجنالڈ کی لاش کے ساتھ کیا کر رہے تھے؟" راکسول نے اس کے چہرے پر نظریں جما دیں۔

"تم باتھ روم میں کب سے کھڑے تھے؟" روکو نے جواب دینے کی بجائے الٹا اسی سے سوال کر دیا۔

"آئندہ مجھ سے کوئی سوال کرنے کی حماقت مت کرنا۔" راکسول غرایا۔ "میں اس وقت اس کیفیت میں ہوں کہ اپنے گھٹنے کی ایک ہی ضرب سے تمہاری ریڑھ کی ہڈی توڑ سکتا ہوں۔ اس لئے میرے غصے کو مزید ہوا دینے کی کوشش مت کرو۔ بتاؤ تم ریجنالڈ کی لاش کے ساتھ کیا کر رہے تھے؟"

"میں اسے حنوط کر رہا تھا۔" روکو نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"ح..... حنو..... ط....." راکسول ہکلا کر رہ گیا۔

"ہاں' رچرڈسن سسٹم کے مطابق کسی لاش کو حنوط کرنے کے لئے اب کسی پیچیدہ طریقے پر عمل نہیں کرنا پڑتا۔ چند مخصوص انجکشن لگانے پڑتے ہیں۔ تمہیں شاید علم نہیں کہ میں نے بھی اس سسٹم کی تربیت حاصل کی ہے۔" روکو نے بتایا۔

"لیکن..... ریجنالڈ کی لاش کو کس مقصد کے تحت حنوط کیا جا رہا تھا؟" راکسول کے لہجے میں تحیر کا عنصر نمایاں تھا۔

"بالکل سامنے کی بات ہے۔ بعض نامعلوم لوگوں کے خلاف یہ لاش پولیس کے لئے ایک بہت بڑی شہادت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسے پولیس کی نظروں سے بچانے کے لئے ایک سے دوسری اور پھر تیسری جگہ منتقل کرنے کی ضرورت بھی ہوگی..... ظاہر ہے عام حالات میں لاش زیادہ عرصے تک درست حالت میں نہیں رہ سکتی اور نہ ہی اسے دریا برد کیا جا سکتا ہے کیونکہ زیادہ سے زیادہ بارہ گھنٹے بعد یہ ابھر کر دوبارہ سامنے آجاتی۔ فوری طور پر دفن کرنا بھی ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ لاش کو چھپانے کا واحد ذریعہ یہی تھا کہ اسے فوری طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا رہے اور یہ تو تم بھی جانتے ہو کہ کسی لاش کو حنوط کئے بغیر چار پانچ دن سے زیادہ نہیں رکھا جا سکتا۔ لہٰذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ لاش کو گلنے سڑنے سے بچانے کے لئے اسے حنوط کر دیا جائے اور یہ ذمہ داری مجھے سونپی گئی اور یہ تو میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میں کسی کو قتل کر دینے کے حق میں نہیں تھا۔ بہرحال' مجھے جو کچھ بھی معلوم تھا تمہیں بتا چکا ہوں۔" روکو نے کہتے ہوئے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ اس تجاہلِ عارفانہ سے شاید وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اس موضوع پر اب مزید کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔ راکسول اس کی طرف دیکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ روکو نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا اور سپاٹ لہجے میں بولا۔ "میرا خیال ہے کہ اب مزید تاخیر کے بغیر تمہیں پولیس کو بلا لینا چاہئے مجھے نیند آرہی ہے۔ پولیس سے نمٹنے کے بعد میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ خواہ وہ سلاخوں کے پیچھے ہی کیوں نہ ہو۔"

"بہت بے چین ہو رہے ہو۔" راکسول معنی خیز انداز میں مسکرایا۔

"میں اپنی شکست پہلے ہی تسلیم کر چکا ہوں لیکن مضطرب یا خوف زدہ نہیں ہوں۔ یہ ثابت ہونے کے بعد کہ قتل میں میرا کوئی ہاتھ نہیں۔ عدالت مجھے اعانتِ جرم کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ ایک یا دو سال کی سزا دے گی جسے میں برداشت کرلوں گا۔ بہرحال اب چلنا چاہئے۔ سب لوگ سو رہے ہیں۔ ہوٹل کے چوکیدار کو بھیج کر کسی پولیس والے کو بلایا جاسکتا ہے۔ چلو اب نیچے چلو۔ میں تم سے مکمل تعاون کا یقین دلاتا ہوں۔" روکو کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"رک جاؤ۔" راکسول نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ "ایک گھنٹہ اور جاگ لینے سے تمہاری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا جب کہ صبح تمہیں کوئی کام بھی نہیں کرنا ہے میں تم سے چند سوال اور پوچھنا چاہتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے کیا پوچھنا چاہتے ہو؟" روکو مردہ سے لہجے میں کہتا ہوا دوبارہ کرسی پر ڈھیر ہوگیا۔

"ریجنالڈ کے مرنے کے بعد تین چار دن تک اس کی لاش کو کہاں رکھا گیا تھا؟" راکسول نے پوچھا۔

"اوہ۔" روکو کے چہرے پر پہلی مرتبہ بے چینی کے تاثرات ابھر آئے۔ "لاش ایک رات میرے کمرے میں پڑی رہی۔ دوسری رات اسے ہوٹل کی چھت پر رکھا گیا۔ پھر ایک مرتبہ اسے سامان کے ساتھ ہوٹل کے باہر بھجوا دیا گیا لیکن اگلے ہی روز اسے دوبارہ یہاں پہنچا دیا گیا۔"

"ظاہر ہے کسی لاش کو ہمیشہ تو اس طرح لیے لیے نہیں گھوما جاسکتا۔ آخر میں لاش کے ساتھ کیا کیا جاتا؟" راکسول نے پوچھا۔

"ہر قسم کی سرگرمیاں ختم ہونے کے بعد ریجنالڈ کی لاش تعزیت کے پیغام کے ساتھ اس کے لواحقین کو پہنچادی جاتی۔" روکو نے جواب دیا۔

"کیا تم اس کے رشتہ داروں کو جانتے ہو؟" راکسول نے سوال کیا۔

"ہاں' اس کے لواحقین میں پرنس کا نام سرفہرست ہے۔ لاش پر بھی زیادہ حق اسی کا بنتا ہے۔" روکو نے باریک مونچھوں کو بل دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ سمجھا' شاید اسی لئے آخر میں تم نے اسٹیٹ اپارٹمنٹ کا انتخاب کیا تھا؟" راکسول نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ کمرہ محض اس لئے استعمال کیا گیا تھا کہ پورے ہوٹل میں اس سے بہتر اور کوئی جگہ نہیں تھی۔ اس کمرے میں کسی کی مداخلت کا اندیشہ نہیں تھا لیکن مجھے کیا علم کہ تم جیسا گھاگ آدمی یہاں بھی پہنچ جائے گا۔" روکو نے گستاخانہ لہجے میں جواب دیا۔

"میں تو محض اندازے کی بنا پر اس جگہ تک پہنچا تھا۔" راکسول نے اس کے لہجے کا تاثر لئے بغیر ہی جواب دیا۔

"تم نے تو اندازہ لگا لیا تھا مسٹر راکسول' لیکن میں نے تو تمہارے بارے میں کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ ہوٹلوں کے بزنس میں تم پہلے شخص ہو جو اپنے ملازموں پر بھی نگاہ رکھتا ہے۔" روکو نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"آج رات میں جب میں کچن والے حصے میں آیا تھا تو اس وقت بھی تمہیں کوئی شک نہیں ہوا تھا؟"

"بالکل نہیں۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم کس چکر میں ہو۔"

"کیا تلاشی کا نام سن کر بھی تمہیں کوئی شبہ نہیں ہوا تھا؟"

"نہیں۔ کیونکہ مجھے علم تھا کہ تم تلاشی کے نام پر مجھے محض اس لئے خوفزدہ کرنا چاہتے ہو کہ ہم کام میں بددیانتی کے سلسلے میں ہوشیار ہوجائیں لیکن اس وقت میں نے اپنے طور پر فیصلہ کیا تھا کہ مجھے وقت ضائع کئے بغیر ریجنالڈ کی لاش کا انتظام کرلینا چاہئے۔ میں نے اگرچہ انتہائی عجلت کا مظاہرہ کیا تھا لیکن تم مجھ سے زیادہ پھرتیلے اور تیز ثابت ہوئے جس کے لئے میں داد دیئے بغیر نہیں رہوں گا۔ اور اب اگر تم میری حالت پر رحم کھاؤ تو نیچے چل دینا چاہئے میں مزید اذیت برداشت نہیں کرسکتا۔" روکو یہ کہتا ہوا دروازے کی طرف چل دیا۔ راکسول چند لمحے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر دوڑ کر اسے کندھے سے تھام لیا۔ "کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش نہیں کرو گے۔ یہ بات ذہن نشین رکھنا کہ اس وقت تم میری نگرانی میں ہو۔" راکسول غرایا۔

"میں پہلے ہی تمہیں اپنے تعاون کا یقین دلا چکا ہوں۔ یقین کرو میں کوئی گڑبڑ نہیں

کروں گا۔" روکو نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

راکسول الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ روکو نے اب تک جو بھی بات کہی تھی بڑے ٹھوس لہجے میں کہی تھی گویا وہ ایک ٹھوس کردار کا مالک تھا۔ بعض مجرم بھی ایسے کردار کے مالک ہوتے ہیں کہ منہ سے نکلی ہوئی بات کا پاس رکھتے ہیں۔ "تم بہت بڑے احمق ہو روکو۔" راکسول اس کے کندھے پر دوبارہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔ "تم ایک ذہین اور باصلاحیت آدمی ہو۔ جرائم پیشہ لوگوں کا ساتھ دے کر تم نے اپنے آپ کو تباہ کرلیا ہے اگر تم سے یہ حماقت نہ ہوتی تو اپنے پیشے میں تم بلاشبہ دنیا کے عظیم ترین فنکار تھے۔"

"شاید یہ پہلی بات ہے جو تم نے سچ کہی ہے مسٹر راکسول۔ میں اپنے پیشے کا ایک عظیم انسان تھا اور شاید سب سے بڑا احمق بھی۔ کاش یہ سب کچھ میں نے پہلے سوچا ہوتا۔" روکو نے خاموش ہوکر ایک گہرا سانس لیا جیسے اپنے کیے پر پشیمان ہو۔

"لیکن تم نے ایسا کیوں کیا؟" راکسول کے دل میں اب اس کے لئے ہمدردی کے جذبات جنم لینے لگے تھے۔

"میں بہک گیا تھا۔" روکو افسردہ لہجے میں کہنے لگا۔ "جولیس نے مجھے بہکا دیا تھا۔ ہم دونوں اپنے اپنے فن کے ماہر تھے اور گرینڈ بیلون میں ہمیں ترقی کے بہترین مواقع حاصل تھے لیکن جولیس نے شیطان بن کر مجھے بہکا دیا۔ دولت کا لالچ بہت برا ہوتا ہے اور میں بھی اس لالچ میں اندھا ہوگیا تھا۔"

"اور اب..... تم تباہ ہوچکے ہو۔" راکسول کا لہجہ ایک بار پھر بھاری ہوگیا۔

"نہیں..... یہ نہیں ہوسکتا۔ چند برسوں بعد میں ایک بار پھر یہ مقام حاصل کرلوں گا۔ کوئی آدمی اس وقت تک تباہ نہیں ہوتا جب تک کہ وہ مر نہ جائے۔ میں نے کوئی سنگین جرم نہیں کیا۔ ایک غلطی تھی جسے یہ معاشرہ معاف بھی کرسکتا ہے۔ عدالت سے بھی مجھے زیادہ طویل عرصے کی سزا نہیں ملے گی۔ آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچ کر میری شخصیت نہیں بدلے گی۔ میں روکو ہی رہوں گا۔ عظیم روکو۔ جیل سے رہا ہونے کے بعد یورپ کے تقریباً نصف درجن ہوٹل مجھے خوش آمدید کہنے کو تیار ہوں گے۔" روکو نے

فخریہ لہجے میں کہا۔

"ہوسکتا ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس طرح پستی میں گرنے کی تمام تر ذمہ داری خود تم پر عائد ہوتی ہے۔" راکسول بولا۔

"میں جانتا ہوں۔ چلو اب چلیں۔" روکو نے کہتے ہوئے قدم بڑھا دیا۔ راکسول ایک بار پھر اس کے لئے ہمدردی کے جذبات محسوس کرنے لگا۔ وہ دونوں پہلو بہ پہلو چلنے لگے۔ روکو لفٹ کے جنگلے والے دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔

"لفٹ کا دروازہ مقفل ہے۔ ہمیں زینے سے جانا پڑے گا۔" راکسول بولا۔

"میرے پاس ایک چابی موجود ہے۔" روکو نے کہتے ہوئے جیب سے ایک چابی نکالی اور تالا کھول کر جنگلا ایک طرف کھینچ دیا۔ راکسول کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آگئی۔ "پہلے آپ!" روکو نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں کہتے ہوئے قدرے خم ہوکر لفٹ کی طرف اشارہ کیا۔ راکسول مسکراتا ہوا لفٹ میں داخل ہوگیا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی روکو نے بجلی کی سی پھرتی سے پوری قوت کے ساتھ جنگلا واپس کھینچا۔ کلک کی ہلکی سی آواز ابھری اور خود کار تالا خودبخود بند ہوگیا۔ راکسول لفٹ کے پنجرے میں قید ہوکر رہ گیا۔ باہر کھڑے ہوئے روکو کے ہونٹوں پر بڑی پُراسرار مسکراہٹ تھی۔ "خداحافظ مسٹر راکسول۔" اس نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے پہلے سے بھی زیادہ جھکتے ہوئے کہا۔ "اس معاملے میں تمہاری بالادستی نے مجھے بری طرح بدحواس کردیا تھا لیکن تم جیسے لوگوں کو بیوقوف بنانا میرے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ تم اگر چاہو تو میرے جانے کے بعد چیخ چلا کر پورے ہوٹل کو جمع کرسکتے ہو لیکن میرا مشورہ ہے کہ اس طرح تماشہ بننے کی بجائے صبح ہونے کا انتظار کرلینا زیادہ مناسب ہوگا۔ ایک بار پھر خداحافظ۔" روکو نے مسکراتی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور اطمینان سے چلتا ہوا راہداری میں غائب ہوگیا۔

راکسول قفس میں پڑے کٹے پرندے کی طرح پھڑپھڑا کر رہ گیا۔ اس کی مٹھیاں خودبخود کھلنے اور بند ہونے لگیں۔ ہونٹ بھنچ جانے سے جبڑوں کی ہڈیاں ابھر آئیں۔ وہ دانت کٹکٹا کر رہ گیا۔ اس کے علاوہ کر بھی کیا سکتا تھا۔ وہ خاموش کھڑا راہداری میں روکو کے دور ہوتے ہوئے قدموں کی آواز سنتا رہا۔ یہ راکسول کی زندگی کا سب سے بڑا دھچکا تھا۔

اگلی صبح ہوٹل میں قیام پذیر مہمانوں میں یہ افواہ گشت کر رہی تھی کہ ہوٹل کے کروڑ پتی مالک تھیوڈور راکسول کو کسی حادثے کی بنا پر پوری رات لفٹ میں گزارنی پڑی تھی۔ ایک افواہ یہ بھی تھی کہ بیلون کا کچن انچارج روکو اپنے نئے آقا سے جھگڑ کر فوری طور پر ہوٹل چھوڑ چکا ہے۔ روکو کے چلے جانے پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک یورپی لارڈ کی بیگم نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اب ہوٹل تباہ ہو کر ہی رہے گا۔ جس پر اس کے شوہر نے اسے بری طرح ڈانٹ دیا تھا۔

لفٹ سے رہا ہونے کے کچھ ہی دیر بعد راکسول نے ریجنالڈ کیس کے انچارج سراغ رساں کو ہوٹل میں بلا لیا اور گزشتہ رات اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات کی تفصیل بلا کم و کاست بیان کر دی۔

"حیرت انگیز۔" سراغ رساں مارشل نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "اس رات کا اختتام اگرچہ خوشگوار ثابت نہیں ہوا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ آپ کی ذہانت کی بدولت بہت سے حقائق سامنے آگئے ہیں۔" راکسول نے جواب دینے کی بجائے سر کی جنبش پر ہی اکتفا کیا۔ سراغ رساں بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "مجھے بھی ایک سراغ مل گیا ہے۔ جس وقت مجھے آپ کا پیغام ملا اس وقت میں اسی طرف آنے کی سوچ رہا تھا۔ میں آپ کو کہیں لے جانا چاہتا ہوں ہمیں زیادہ دور نہیں جانا۔ اگر آمادہ ہو تو چلیں؟"

"کیوں نہیں میں تیار ہوں۔" راکسول کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ جیسے ہی دفتر سے باہر نکلے ایک ملازم نے ایک ٹیلیگرام راکسول کی طرف بڑھا دیا۔ راکسول نے لفافہ کھولا اور ٹیلیگرام کا مضمون پڑھنے لگا۔

"جلدی پہنچئے۔ نیلا..... ہوٹل ولنگٹن..... اوسٹینڈ۔"

راکسول نے کلائی پر بندی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا پھر سراغ رساں کی طرف رخ کر کے بولا۔ "میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا مسٹر مارشل۔ میں فوری طور پر اوسٹینڈ جا رہا ہوں۔"

"اوسٹینڈ!" سراغ رساں مارشل نے متعجب نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں' ابھی اور اسی وقت!" راکسول نے مختصر سا جواب دیا۔

"لیکن مسٹر راکسول میں جس معاملے میں آپ کو ساتھ لے جانا چاہتا ہوں وہ بہت اہم ہے۔" سراغ رساں نے کہا۔

"لیکن اس وقت میرا معاملہ تم سے زیادہ اہم ہے اور میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتا۔" راکسول یہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

اس کے دس منٹ بعد تھیوڈور راکسول وکٹوریہ اسٹیشن کی طرف جا رہا تھا۔

☆======☆======☆

سمندر کے خاموش سینے پر تیرتے ہوئے اس بے نام بجرے پر جولیس یا بالفاظ دیگر نام جیکسن کو بے ہوش کرنے کے بعد پرنس اربرٹ نے اسے رسیوں سے باندھ دیا۔ اگرچہ جولیس کے جلدی ہوش میں آنے کی توقع نہیں تھی لیکن پرنس اربرٹ کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا تھا۔ اس کے ہاتھ پشت پر باندھتے ہوئے پرنس کی نظریں اس کی گردن کی طرف اٹھ گئیں۔ جہاں کان کے نیچے خون بہہ رہا تھا۔ ان دونوں کو یقین تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد جولیس ایک زخمی بھیڑیا ہی ثابت ہو گا لیکن اب اس سے کوئی خطرہ باقی نہیں رہا تھا۔

"اس کے چہرے کا رنگ بہت سفید ہو رہا ہے۔ کہیں یہ مر ہی نہ جائے؟" نیلا نے تشویش آمیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس جیسے ڈھیٹ لوگ اس وقت تک نہیں مرتے جب تک انہیں کئی گھنٹوں تک پھانسی پر نہ لٹکائے رکھا جائے۔" پرنس اربرٹ نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔ پھر بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "ویسے کیا یہ حیرت کی بات نہیں کہ کسی نے اس ہنگامے میں مداخلت کی کوشش نہیں کی؟ شاید وہ لوگ میرے اس ریوالور' میرا مطلب ہے تمہارے ریوالور سے ڈر گئے ہیں۔" ان دونوں نے بیک وقت کنٹرول وہیل پر بیٹھے ہوئے ملاح کی طرف دیکھا جو ہر چیز سے بے نیاز کنٹرول وہیل سنبھالے بجرے کو گہرے سمندر کی طرف لے جا رہا تھا۔ اس دوران وہ ساحل سے کئی میل دور پہنچ چکے تھے۔ پرنس اربرٹ نے فرانسیسی زبان میں ملاح کو مخاطب کرتے ہوئے اسے حکم دیا کہ وہ کشتی کا رخ موڑ کر اسے دوبارہ اوسٹینڈ کی طرف لے چلے لیکن ملاح کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ اس نے جیسے پرنس

کی بات سنی ہی نہیں تھی۔ پرنس اس کے قریب پہنچ گیا اور ریوالور اس کے چہرے کے سامنے لہراتے ہوئے اس نے ایک بار پھر اپنی بات دہرائی۔

ریوالور دیکھ کر ملاح کا رنگ اڑ گیا۔ وہ ملی جلی فرانسیسی اور انگریزی زبان میں تیزی سے بولنے لگا۔ اس نے بتایا کہ جولیس نے اسے حکم دے رکھا تھا کہ کشتی پر خواہ کچھ بھی ہو جائے وہ ان کے معاملات میں مداخلت کرنے کی بجائے اپنے کام سے کام رکھے۔ اس کے کہنے کے مطابق وہ اس بجرے کا کپتان تھا اور اسے ہدایت کی گئی تھی کہ حالات خواہ کوئی بھی صورت اختیار کریں وہ ان پر توجہ دیئے بغیر گہرے سمندر کی طرف تیزی سے اپنا سفر جاری رکھے۔ پرنس اربرٹ نے اس سے متعدد سوالات پوچھے لیکن اس نے کسی ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔ پرنس نے یہاں تک کہا کہ ایک امریکی کروڑ پتی کی بیٹی کو اغوا کرکے اس بجرے پر لے جایا جارہا تھا۔ تب بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوا البتہ ریوالور کے خوف سے اس نے صرف اتنا کہا کہ ان معاملات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ وہ تو احکامات کا تابع تھا۔ اس کی جگہ کوئی اور بھی ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔

"میرا خیال ہے کہ اسے ختم کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اس کی بجائے اگر اس کی ٹانگ میں گولی مار کر اسے بیکار کر دیا جائے تو مناسب رہے گا۔" پرنس اربرٹ نے نیلا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم سے اختلاف ہے پرنس۔ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں وہ تو اپنے فرائض انجام دے رہا تھا۔ اگر ہم نے اسے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو ممکن ہے اس کے ساتھی ہم پر پل پڑیں۔ کوئی اور مناسب حل سوچنا چاہئے۔" نیلا نے جواب دیا۔

"میں نے اب تک اس کے کسی ساتھی کو نہیں دیکھا۔ اگر کوئی ہے بھی تو مجھے حیرت ہے کہ وہ کہاں چھپے ہوئے ہیں۔" پرنس بولا۔ اس سے پہلے کہ نیلا کوئی جواب دیتی جولیس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ وہ ہوش میں آرہا تھا دونوں اس کی طرف متوجہ ہوگئے۔ جولیس آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ شاید وہ صورت حال کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا پھر اس کی نظریں پرنس پر جم گئیں جو ریوالور سنبھالے اس کے قریب آرہا تھا۔

"اوہ! تو یہ تم ہو۔" وہ پرنس کو گھورتا ہوا بولا۔ "تم بجرے پر کیسے پہنچے اور مجھے باندھا کس نے ہے؟"

"میں تمہاری باتوں کا جواب دے کر کسی بحث میں نہیں الجھنا چاہتا لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس بجرے کا رخ فوراً ہی اوسٹینڈ کی طرف موڑ دیا جائے جہاں تمہیں پولیس کے حوالے کر دیا جائے گا۔" پرنس نے ریوالور کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی۔" جولیس کے منہ سے ہلکی سی غراہٹ نکلی۔ "کیا تم واقعی مجھے پولیس کے حوالے کرو گے۔" اس نے خاموش ہو کر کنٹرول وہیل پر بیٹھے ہوئے آدمی کی طرف دیکھا اور فرانسیسی زبان میں چلا کر کہا۔ "آندرے! ان دونوں کو ربر کی چھوٹی کشتی میں بٹھا کر سمندر میں اتار دو۔"

پرنس اربرٹ الجھن میں مبتلا ہوگیا۔ اگرچہ اس کے پاس ریوالور موجود تھا لیکن اسے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ حالات کیا رخ اختیار کریں گے۔ یہ چھوٹا سا ریوالور ان دونوں کی حفاظت کر بھی سکے گا یا نہیں۔ جولیس اگرچہ بظاہر ان کے رحم و کرم پر تھا لیکن اس کا انداز اور تحکمانہ لہجہ بتا رہا تھا جیسے وہ ان دونوں پر رحم کھا کر ان کی جان بخشی کا مژدہ سنا رہا ہو۔ پرنس اربرٹ کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا تھا کہ اس نئی صورت حال کو قبول کرلے یا معاملے کو آگے بڑھائے کہ نیلا نے اسے مخاطب کرتے ہوئے مدہم لہجے میں کہا۔ "میرا خیال ہے کہ ہمیں اس کی یہ تجویز قبول کر لینی چاہئے۔ ربر کی کشتی کے ذریعے ہم زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں ساحل پر پہنچ جائیں گے۔"

پرنس اربرٹ نے سوچنے میں زیادہ وقت ضائع نہیں کیا۔ اس کے خیال میں نیلا ٹھیک ہی کہہ رہی تھی۔ ایسی صورت حال میں بجرا چھوڑ دینا ہی مناسب تھا۔ یہ ان کی پسپائی نہ ہوتی بلکہ ایک طرح سے اسے جولیس کا فرار قرار دیا جاتا۔ بجرے پر وہ صرف دو تھے۔ ان کے پاس ایک ننھا سا ریوالور بھی موجود تھا۔ اس طرح انہیں اپنی طاقت کا تو اندازہ تھا لیکن اپنے مخالفین کی قوت کا کوئی اندازہ نہیں تھا۔ اگر کشتی پر کوئی پورا گروہ بھی موجود تھا تو ان کا سرغنہ ان کے قبضے میں تھا لیکن وہ بے بس یا مایوس نظر نہیں آرہا تھا۔ بندھا ہوا ہونے کے باوجود وہ احکامات جاری کر رہا تھا۔ اپنے آدمیوں کو کوئی ہدایت دینے

سے روکنے کے لئے اگر اس کے منہ میں کپڑا بھی ٹھونس دیا جاتا تو یہ اس بات کی ضمانت نہیں ہوتی کہ کنٹرول وہیل پر بیٹھا ہوا ملاح ان کے احکامات کی تعمیل میں کشتی کا رخ موڑ دیتا۔

"ٹھیک ہے' ہمیں چھوٹی کشتی پر اتار دیا جائے۔" بالآخر پرنس اربرٹ نے ملاح کی طرف رخ کرکے کہا۔ ملاح نے اسی لمحے کنٹرول وہیل کے قریب لٹکی ہوئی ایک ڈوری کو پکڑ کر دو تین جھٹکے دیئے۔ عرشے کے نچلے حصے میں کہیں گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور اس کے چند سیکنڈ بعد ہی ایک اور ملاح اور وہی نیگرو لڑکا اوپر آگیا جو نیلا کے لئے ناشتہ لایا تھا۔ کیپٹن کا اشارہ پاکر انہوں نے ربر کی کشتی نیچے اتار دی۔ نیلا اور پرنس کشتی میں اترنے کے لئے جیسے ہی ریلنگ کی طرف بڑھے جولیس نے نیلا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"خداحافظ مس راکسول! مجھے امید ہے کہ ہم جلد ہی پھر ملیں گے۔"

نیلا نے عجیب سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا اور مڑ کر رسی کی سیڑھی سے نیچے اترنے لگی۔ ان دونوں کے کشتی میں بیٹھتے ہی رسی کی سیڑھی اوپر کھینچ لی گئی اور ربر کی چھوٹی سی کشتی آہستہ آہستہ بجرے سے دور ہٹنے لگی۔ ابھی زیادہ فاصلہ طے نہیں ہوا تھا کہ بجرے کی ریلنگ پر جولیس کا چہرہ دکھائی دیا۔ وہ سفید رومال سے کان کے نیچے کا زخم صاف کرتے ہوئے مسکراتی ہوئی نگاہوں سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ نیلا کا اس طرح ہاتھ سے نکل جانا اگرچہ اس کی شکست کے مترادف تھا لیکن وہ اس صورت حال سے مایوس قطعی نہیں ہوا تھا۔ اس کے خلاف سنگین جرائم کی ایک طویل فہرست تیار ہوچکی تھی اور وہ بجرے پر ایک چوہے کی طرح پکڑا بھی گیا تھا لیکن اس کی خوداعتمادی نے اسے بچالیا۔ وہ اس واقعے کو شکست کی بجائے اپنی فتح سمجھ رہا تھا کہ وہ دونوں اسے چھوڑ کر جارہے تھے اور اس نے کہیں بھی ایسا کوئی سراغ نہیں چھوڑا تھا۔ جس سے اب اس تک رسائی ہوسکتی۔

طلوع ہوتے ہوئے سورج کی سرخی سے سمندر میں اک آگ سی لگ گئی تھی۔ چھوٹی سی کشتی پُرسکون موجوں پر ہلکورے لیتی ہوئی ساحل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ روشنی میں اوسٹینڈ کا ساحل اب واضح طور پر نظر آرہا تھا جو زیادہ دور نہیں تھا۔ کرسال کا لائٹ

ہاؤس دھوپ کی ابتدائی کرنوں میں چمک رہا تھا۔ اس کے قریب ہی بندرگاہ پر لنگرانداز چھوٹے جہازوں اور اسٹیمروں کی چمنیوں سے نکلنے والا دھواں بادلوں کی طرح اوپر کو اٹھتا دکھائی دے رہا تھا۔ دوسری طرف ماہی گیروں کی وہ کشتیاں تھیں جو اب ساحل کی طرف لوٹ رہی تھیں۔ بندرگاہ سے ذرا ہٹ کر رنگین بادبانوں والی وہ چھوٹی چھوٹی کشتیاں بھی نظر آرہی تھیں جو کشتی رانی کے لئے آسانی سے کرائے پر دستیاب ہوجاتی تھیں۔ ان کشتیوں کے دوسری طرف ساحل پر جگہ جگہ رنگین چھتریاں اور ان کے آس پاس سمندر میں نہاتے ہوئے لوگ بھی دکھائی دے رہے تھے۔ ہرچیز معمول کے مطابق تھی۔ یہ سب کچھ دیکھ کر نیلا یا پرنس اربرٹ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ابھی کچھ دیر پہلے وہ ایک بھیانک واقعے سے دوچار ہوچکے ہیں۔ تقریباً ایک میل کے فاصلے پر دور ہٹتا ہوا وہ بجرا بھی دکھائی دے رہا تھا جس پر یہ غیر معمولی واقعہ پیش آیا تھا لیکن کچھ دیر بعد ہی بجرا ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔

"میرا خیال ہے کہ جولیس بدحواسی میں مجھ سے یہ پوچھنا بھول گیا تھا کہ میں بجرے پر کس طرح پہنچا تھا۔" پرنس اربرٹ نے چپو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"اوہ! واقعی حیرت کی بات ہے۔" نیلا چونک کر بولی۔ "یہ تو میں بھی پوچھنا بھول گئی تھی کہ تم بجرے پر کس طرح پہنچے۔"

"میں تمہیں شروع سے بتاؤں گا لیکن اس میں کچھ وقت لگے گا۔ بہتر ہوگا کہ ساحل پر پہنچ کر اس موضوع پر گفتگو کی جائے۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

"میں سب کچھ ابھی جاننا چاہتی ہوں۔ چپو مجھے دے دو اور تم بات شروع کردو۔" نیلا نے کہا۔

پرنس اربرٹ کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آگئی لیکن اس نے چپو اس کے حوالے کرنے کی بجائے آہستگی سے اس کا ہاتھ پیچھے ہٹا دیا۔ "کیا تمہارے لئے یہ جاننا ہی کافی نہیں کہ میں عین وقت پر پہنچ گیا؟"

"بہت کافی ہے لیکن میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ تم بجرے پر پہنچے کس طرح؟" نیلا نے ضدی لہجے میں کہا۔ پرنس اربرٹ کا منہ کھلے سمندر کی طرف تھا۔ کشتی کھیتے ہوئے

اسے کوئی اندازہ نہیں تھا کہ وہ صحیح رخ پر جارہا ہے یا نہیں۔ نیلا اس کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی جس کا رخ ساحل کی طرف تھا۔ پرنس اربرٹ نے اس سے درخواست کی کہ وہ لائٹ ہاؤس کی طرف کشتی کے صحیح رخ میں اسے ہدایات دیتی رہے۔ "لہروں کا رخ ساحل کی طرف ہے جس سے مجھے کشتی کھینے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آرہی ہے۔ بندر گاہ پر لوگوں کی چہل پہل ہے۔ کوئی ہمارے بارے میں شبہ نہیں کرسکتا۔ لوگ یہی سمجھیں گے کہ ہم صبح سویرے سمندر کی سیر کے لئے نکل گئے تھے۔" پرنس اربرٹ نے گھوم کر ساحل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پرنس! کیا تم یہ نہیں بتاؤ گے کہ تم میری زندگی بچانے کے لئے بجرے پر کس طرح پہنچے تھے؟" نیلا نے اسے موضوع بدلنے کا موقع نہیں دیا۔

"تمہاری زندگی! نہیں مس راکسول' میں نے ایسا کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا۔ میں نے تو محض ایک ایسے آدمی کو ضرب لگا کر بے ہوش کیا تھا جو اس وقت اس سلوک کا مستحق تھا۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

"چلو' یونہی سہی لیکن اگر تم عین وقت پر مداخلت نہ کرتے تو وہ اپنے خطرناک ارادوں کو عملی جامہ پہنائے بغیر نہ رہتا۔ میں تو اس کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر ہی خوف زدہ ہوگئی تھی۔" نیلا نے کہا۔

"میں تمہاری دلیری اور جرأت کی داد دیتا ہوں۔ اس سنگین صورت حال میں بھی میں نے تمہارے چہرے پر کسی قسم کے خوف کے تاثرات نہیں دیکھے تھے۔" پرنس اربرٹ نے یہ کہتے ہوئے نیلا کے چہرے پر نظریں جمادیں۔ اس کے چپو چلاتے ہوئے ہاتھ ایک لمحے کو رک گئے تھے۔ پرنس کو ایک بار پھر اصل موضوع سے ہٹتے دیکھ کر نیلا نے اسے گھورا تو وہ مسکراتے ہوئے کہنے لگا۔ "اس سفر کا آغاز اس وقت ہوا تھا جب گزشتہ رات میں نے تمہیں گھوڑا گاڑی میں دیکھا تھا۔ لندن سے روانہ ہوتے وقت میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں برلن جارہا ہوں لیکن درحقیقت ناکامی کی یہ داستان لے کر میرا وہاں جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ میں اوسٹینڈ میں رک گیا کیونکہ میں یہ فیصلہ کرچکا تھا کہ پرنس یوجین کے متعلق اپنے طور پر کچھ سراغ لگانے کی کوشش کروں گا اور یہ میری خوش قسمتی

تھی کہ گزشتہ رات تم میری نظروں میں آگئیں۔ میں نے اسی وقت تمہارا تعاقب شروع کردیا۔ تمہیں گاڑی سے اتر کر اس پرانی سی عمارت میں داخل ہوتے دیکھ کر میں چونک سا گیا۔ اس سے پہلے میں اس بات سے بھی آگاہ ہوچکا تھا کہ اس عمارت میں جولیس کی آمدورفت بھی ہے۔ مجھے یہ اندازہ لگانے میں زیادہ دشواری نہیں ہوئی کہ تم کس چکر میں ہو۔ میں تمہاری طرف سے فکر مند بھی تھا لیکن خوش قسمتی سے میں اس عمارت کا پہلے ہی تفصیلی جائزہ لے چکا تھا۔ اس میں داخلے کا ایک راستہ پچھلی طرف تنگ سی گلی میں بھی موجود ہے۔ جب تم کمرے میں مس اسپنسر سے باتیں کررہی تھیں تو اس وقت میں باہر کی طرف کھلنے والی کھڑکی کے نیچے موجود تھا۔ میں نے تم دونوں کی گفتگو کا ایک ایک لفظ سن لیا تھا۔ تم جس طرح گرینڈ ہیلون سے مس اسپنسر کا تعاقب کرتے ہوئے اوسٹینڈ پہنچی تھیں وہ قابل تحسین ہے۔ میں اگر چاہتا تو اسی وقت کمرے میں داخل ہوسکتا تھا لیکن اس خدشے کے پیش نظر میں نے اپنے اس ارادے پر عمل نہیں کیا کہ کہیں ہم دونوں ہی مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔ میں خاموشی سے وہیں کھڑا تم دونوں کی باتیں سنتا رہا اور جب مس اسپنسر نے تمہیں غچہ دے کر تمہارا ریوالور کھڑکی سے باہر پھینک دیا تو مجھے چونک جانا پڑا۔ اس کے بعد کچھ دیر تک خاموشی رہی تھی جس سے میں یہ سمجھا کہ تم راہِ فرار اختیار کرچکی ہو لیکن بعد میں جب حقیقت کا انکشاف ہوا تو بہت تاخیر ہوچکی تھی جب میں عمارت میں داخل ہوا تو وہاں دو آدمی بھی موجود تھے جو فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ اس کے علاوہ مس اسپنسر....."

"دوسرا آدمی کون تھا؟" نیلا نے اس کا قطع کلام کرتے ہوئے پوچھا۔

"تاریکی کے باعث میں اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکا۔ جب میں عمارت سے باہر نکلا تو وہ تمہیں بے ہوشی کی حالت میں گاڑی میں لاد کر بندرگاہ کی طرف لے جارہے تھے۔ میں نے بھی تعاقب شروع کردیا۔ پھر میں نے انہیں تمہیں بجرے میں لے جاتے دیکھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ لنگر اٹھاتے میں بجرے میں پہنچ کر اپنی چھوٹی سی کشتی میں چھپ گیا اور اس کے بعد جو کچھ بھی ہوا وہ سب تمہیں معلوم ہے۔ ہاں صرف یہ بتادوں کہ بجرا روانگی کے لئے بالکل تیار تھا تمہیں وہاں پہنچانے کے فوراً ہی بعد لنگر اٹھا دیا گیا تھا۔"

"اس کا مطلب ہے کہ بجرے والوں کو میرا ہی انتظار تھا۔" نیلا اس کے خاموش ہوتے ہی بولی۔

"اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے۔" پرنس اربرٹ نے اثبات میں سرہلایا۔

"کیا وہ دوسرا آدمی بھی اس بجرے پر سوار تھا؟" نیلا نے پوچھا۔

"نہیں' وہ تمہیں بجرے پر پہنچانے کے بعد واپس چلا گیا تھا۔ وہ گاڑی کا کوچبان تھا۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

"اور بندر گاہ پر موجود کسی شخص نے بجرے پر توجہ نہیں دی تھی۔" نیلا نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"آخری اسٹیمر کی آمد کے بعد بندر گاہ کا بیشتر حصہ سنسان ہوچکا تھا۔ اس وقت آس پاس کوئی بھی موجود نہیں تھا۔ جو یہ سب کچھ دیکھتا۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

چند لمحوں تک خاموشی رہی پھر نیلا ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے بولی۔ "آہ یہ دنیا بھی کتنی عجیب ہے۔" پرنس اربرٹ کوئی جواب دینے کی بجائے خاموشی سے چپو چلاتا رہا۔ وہ رات بھر سمندر میں رہے تھے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ طلوع ہونے والا دن اپنے دامن میں ان کے لئے کیا لے کر آرہا ہے۔ پرنس اربرٹ کی آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔ ممکن ہے اس واقعے سے نیلا کو اتنی زیادہ پریشانی نہ ہوئی ہو لیکن پرنس کو اپنے بھتیجے کے سلسلے میں شدید بے چینی تھی۔ دونوں اپنی اپنی جگہ کچھ نہ کچھ سوچ رہے تھے۔ لیکن اس تشویش اور اضطراب کے باوجود ان دونوں کی شدید خواہش تھی کہ اس چھوٹی سی کشتی کا سفر کبھی ختم نہ ہو۔ دونوں کی نظریں بار بار ایک دوسرے کے چہرے کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ پرنس اربرٹ کے ہاتھ سُست روی سے خود کار انداز میں چپو چلا رہے تھے اور نیلا سر کے اشاروں سے سمت کے تعین کے بارے میں ہدایات دے رہی تھی۔

ساحل سے ابھرتا ہوا سورج سمندر کی پُرسکون لہروں پر ہلکورے لیتی ہوئی چھوٹی سی کشتی' دو دھڑکتے ہوئے جوان دل اور سہانی صبح کے اس دلفریب منظر کو لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ نیلا کے رخساروں پر مچلتی ہوئی سرخی اور پرنس اربرٹ کی آنکھوں میں لہراتی ہوئی چمک ایک دوسرے سے بہت کچھ کہہ رہی تھی۔

بالآخر ان کا یہ مختصر سا سفر ختم ہوگیا۔ کشتی پتھر کی بنی ہوئی جیٹیوں میں لہراتی ہوئی کنارے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ پرنس اربرٹ نے کشتی کو قریب ترین گھاٹ کے پاس پاس روک دیا اور وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ اس وقت صبح کے چھ بج رہے تھے اور بندر گاہ پر صرف چند ہی لوگ گھومتے پھرتے نظر آرہے تھے۔ "اب کیا پروگرام ہے' میرا خیال ہے سب سے پہلے کسی ہوٹل میں چلا جائے۔" پرنس اربرٹ نے نیلا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جہاں چاہو لے چلو۔ اب میں تمہارے رحم و کرم پر ہوں۔" نیلا نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ پرنس اربرٹ کی رگوں میں خون کی گردش تیز ہوگئی۔ اس نے گہری نظروں سے نیلا کی طرف دیکھا۔ نیلا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہونے کے باوجود اس کا چہرہ ستا ہوا سا نظر آرہا تھا۔ پرنس کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ وہ اس ہنگامے کے باعث خاصی تھک گئی تھی۔ جب وہ ہوٹل ولنگٹن پہنچے تو ہوٹل کا دربان دروازے سے ٹیک لگائے بیٹھا اونگ رہا تھا۔ پرنس نے اسے جگا کر دروازہ کھلوایا۔ اندر داخل ہو کر اس نے بتایا کہ وہ برگس سے آنے والی پہلی ٹرین سے یہاں پہنچے ہیں اور اس وقت بڑی شدت سے ناشتے کی طلب محسوس کر رہے ہیں۔ ان کے آرڈر کی فوراً ہی تعمیل کی گئی اور کچھ ہی دیر بعد وہ دونوں ایک میز پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔ ناشتے کے دوران دونوں کھانے پینے کی ان چیزوں کی تعریفیں کرتے رہے جو میز پر ان کے سامنے موجود تھیں۔

"میرا خیال ہے اب ڈیڈی کو ٹیلی گرام کے ذریعے اپنے بارے میں اطلاع دے دینی چاہئے۔" نیلا نے ناشتے سے ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا۔

اور یہ نیلا کا وہی ٹیلی گرام تھا جس کے ملتے ہی تھیوڈور راکسول سرغرساں مارشل کو نظرانداز کرتا ہوا گرینڈ بیلون ہوٹل سے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوگیا تھا۔

☆======☆======☆

"اب ہمیں ایک بات کا تصفیہ کرلینا چاہئے پرنس!" راکسول نے پرنس اربرٹ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس وقت وہ تینوں ولنگٹن ہوٹل کے ایک کمرے میں ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔ راکسول دوپہر کے اسٹیمر سے یہاں پہنچا تھا۔ نیلا کے

بتائے ہوئے پتے پر اس نے ٹیلی گرام کے ذریعے اپنی آمد سے مطلع کر دیا تھا۔ پرنس اربرٹ اور نیلا نے بندر گاہ پر ہی اس کا استقبال کیا تھا۔ ہوٹل میں پہنچ کر کھانے کے دوران پرنس اربرٹ اور نیلا اسے اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات کی تفصیل بتا چکے تھے۔ راکسول نے بھی انہیں گرینڈ بیبلون میں رونما ہونے والے واقعات سے سرسری طور پر آگاہ کرتے ہوئے یہ بھی بتا دیا تھا کہ ڈیموک ریجنالڈ کی لاش مل چکی ہے۔

"کس بات کا تصفیہ؟" پرنس اربرٹ نے سوالیہ نگاہوں سے راکسول کی طرف دیکھا۔

"ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ آیا پولیس کو ان تمام واقعات سے آگاہ کر دیا جائے یا ہم اپنی ذمہ داری پر معاملات کی چھان بین کرتے رہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر ہم پولیس سے رابطہ قائم کرتے ہیں تو ہمیں ایک ایک تفصیل بتانی پڑے گی اور اس کے ساتھ ہی سارا معاملہ پولیس کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔ پھر ہم کسی قسم کی مداخلت نہیں کر سکیں گے۔" راکسول نے بتایا۔

"اوہ ڈیڈی!" نیلا اپنے مخصوص انداز میں بھڑک اٹھی۔ "آپ پولیس کے بارے میں کیوں سوچ رہے ہیں۔ ابھی تو اس شاندار ایڈونچر کی ابتدا ہوئی ہے۔"

"گزشتہ رات تمہارے ساتھ جو کچھ پیش آیا ہے کیا اسے ایڈونچر کا نام دیا جاسکتا ہے۔ ایسا ایڈونچر جسے بقول تمہارے محض تفریح کہا جاسکے؟" راکسول نے بیٹی کو گھورا۔

"ہاں بالکل۔" نیلا نے شوخی سے جواب دیا۔

"لیکن میں ایسا نہیں سمجھتا۔" راکسول نے پُرخیال لہجے میں جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی نگاہوں میں وہ منظر گھوم گیا جب روکو نے اسے ہوٹل کی لفٹ میں بند کر دیا تھا۔ وہ بھی تو ایک دلچسپ منظر تھا جس سے محظوظ ہوا جاسکتا تھا۔

"کیا آپ یہ نہیں سمجھتے کہ ہم اپنے طور پر کچھ اور مفید معمولات حاصل کر سکتے ہیں۔" پرنس اربرٹ نے ان دونوں کی گفتگو میں مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ "ہم ذرا سی اور کوشش کرلیں۔ اگر ہمیں اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہو سکی تو معاملہ پولیس کے ہاتھ میں دے دیں گے۔ میرا خیال ہے اس میں کسی نقصان کا اندیشہ بھی نہیں ہے۔"

"تب پھر ہمیں اگلا قدم کس طرح اٹھانا چاہئے؟" راکسول نے پوچھا۔

"ہم اپنی تحقیقات کا آغاز اس عمارت سے کر سکتے ہیں جہاں گزشتہ رات مس راکسول کے ساتھ وہ واقعہ پیش آیا تھا۔ مسٹر راکسول! صرف میں اور آپ سب سے پہلے اس عمارت میں داخل ہوں گے۔" پرنس نے کہتے ہوئے کنکھیوں سے نیلا کی طرف دیکھا۔

"آج رات؟" راکسول نے استفسار کیا۔

"یقیناً۔ مجھے امید ہے کہ آج رات ہم وہاں کوئی کارآمد بات معلوم کر سکیں گے۔" پرنس نے جواب دیا۔

"لیکن..... اس امید کے برعکس ہم پر کوئی افتاد بھی نازل ہو سکتی ہے۔" راکسول بولا۔

"مثلاً کیا.....؟" اس مرتبہ پرنس اربرٹ نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہم اندھیرے میں چلائی ہوئی کسی گولی کا نشانہ بھی بن سکتے ہیں یا چور سمجھ کر ہمیں گرفتار بھی کیا جاسکتا ہے۔ یہ غیر قانونی قدم اٹھانے کے بعد ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ اس عمارت میں ہم کسی نیک مقصد کے تحت داخل ہوئے تھے۔" راکسول نے کہا۔

"پھر؟" پرنس نے الجھی ہوئی نگاہوں سے راکسول کی طرف دیکھا۔

"بہرحال....." اس نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر رک گیا۔

"میں سمجھ گیا۔ تم یہی کہنا چاہتے ہو نا کہ پولیس کو مداخلت کا موقع دیئے بغیر یہ خطرناک مہم تم اپنے طور پر سر کرو۔ میری نصیحت مانو اور آرام سے سو رہو۔ نو بج چکے ہیں، تم لوگ گزشتہ رات بھی جاگتے رہے ہو اور میری تین راتیں بھی آنکھوں میں بیتی ہیں۔ نیلا، اب تم بھی آرام کرو۔" راکسول نے باری باری دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی! میں نے زندگی میں پہلی بار آپ کو اس طرح بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔" نیلا نے اپنے باپ کو گھورا۔

"شاید ایسا ہی ہو۔" راکسول نے چبھتی ہوئی نظروں سے بیٹی کی طرف دیکھا۔ "سب

سے پہلے تو مجھے اس بات کا غصہ ہے کہ تم اکیلی یہاں کیوں آئی تھیں۔ اس میں غلطی میری ہی ہے کہ میں نے تمہیں اس حد تک آزادی دے رکھی ہے۔ نو بج چکے ہیں۔ شب بخیر۔ میری طرف سے معذرت قبول کرو پرنس۔" راکسول کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ نیلا اٹھ کر اپنے باپ کو گھورتی ہوئی دروازے سے باہر نکل گئی۔ یہ شاید پہلا موقع تھا کہ نیلا نے اتنی آسانی سے اپنے باپ کے کسی حکم کی تعمیل کی تھی۔ پرنس اربرٹ الجھی ہوئی نگاہوں سے راکسول کی طرف دیکھ رہا تھا۔ راکسول چند لمحے دروزے کی طرف دیکھتا رہا۔ جب پرنس کی طرف گھور کر اس نے بات شروع کی تو اس کا لہجہ بدلا ہوا تھا۔ "میرا خیال ہے کہ تمہاری تجویز بہت مناسب ہے کہ آج ہی رات اس عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کی جائے۔ اگر آج کی رات ہم یہاں پڑے اطمینان سے سوتے رہے تو یہ ہماری زندگی کی سب سے بڑی حماقت ہوگی۔ نیلا کی موجودگی میں وہ درشت رویہ' میں نے اس لئے اختیار کیا تھا کہ فی الحال میں اسے اس معاملے سے الگ رکھنا چاہتا ہوں۔ تمہیں اندازہ نہیں پرنس کہ نیلا جیسی ضدی اور خود سر لڑکی کو قابو میں رکھنا کس قدر مشکل کام ہے۔ اور میں تمہیں بھی آگاہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ....." راکسول نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا' پھر بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "اگر نیلا کو پتہ چل گیا کہ ہم آج رات ہوٹل سے باہر نکلے تھے تو اس کی ڈانٹ برداشت کرنا پڑے گی۔"

"میں اس کے لئے تیار ہوں۔" پرنس اربرٹ مسکرایا۔ "لیکن میں سمجھتا ہوں کہ مس راکسول مضبوط اعصاب کی مالک ہے۔ وہ سنگین سے سنگین حالات کا مقابلہ کرنا جانتی ہے۔"

"اس کے اعصاب کی یہی مضبوطی بعض اوقات میرے لئے پیچیدہ مسائل پیدا کر دیتی ہے۔" راکسول نے مدہم لہجے میں جواب دیا۔

"بہرحال' مس راکسول بہت دلچسپ خاتون ہیں۔" پرنس اربرٹ نے کہتے ہوئے معنی خیز نظروں سے راکسول کی طرف دیکھا۔

"یہ تمہارا حسنِ ظن ہے پرنس۔" راکسول نے کہا۔ "اب ہمیں وقت ضائع کئے بغیر اصل موضوع پر آجانا چاہئے۔ کیا میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں کہ تمہارے پاس

پولیس کو اس معاملے سے الگ رکھنے کی کوئی معقول وجہ موجود ہے۔"

"ہاں۔" پرنس اربرٹ نے بھنویں سکیڑتے ہوئے جواب دیا۔ "مجھے شبہ ہے کہ میرا بھتیجا پرنس یوجین بھی اس معاملے میں کسی طرح ملوث ہے۔ ایسی صورت میں وہ کبھی پسند نہیں کرے گا کہ کسی طرح اس کا نام اچھالا جائے۔"

"کہیں تمہیں یہ شبہ تو نہیں کہ یہ سب کچھ تمہارے بھتیجے کے خلاف کسی گہری سازش کی کڑیاں ہیں؟" راکسول نے اس کے چہرے پر نظریں جما دیں۔

"فی الحال یقین سے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔" پرنس اربرٹ نے شانے اچکائے۔

"تمہارے اس شبے کی کوئی وجہ تو ہوگی؟" راکسول نے پوچھا۔

"ہم ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہوئے یہ گفتگو کر رہے ہیں مسٹر راکسول۔" پرنس اربرٹ اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "چند سال پہلے کی بات ہے میرا احمق بھتیجا برلن کی ایک اداکارہ کے عشق میں مبتلا ہوگیا تھا۔ بظاہر اسٹیج کی اداکارہ بھی پرنس یوجین سے والہانہ محبت کا اظہار کر رہی تھی لیکن اس کی یہ محبت پرنس کی دولت پر ہاتھ صاف کرنے کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد نہیں رکھتی تھی۔ اور یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ایسی باتوں کے اسکینڈل بننے میں دیر نہیں لگتی لیکن اکسٹین کی شہزادی ایتا سے پرنس کی منگنی کے بعد صورت حال کسی حد تک تبدیل ہوگئی۔ وہ اداکارہ پرنس کو چھوڑ کر کہیں چلی گئی۔ کچھ عرصے تک پرنس یوجین اس کی یاد میں ٹھنڈی آہیں بھرتا رہا۔ پھر شاید وہ بھی اسے بھول گیا لیکن گزشتہ رات جب یہاں میں نے گھوڑا گاڑی میں اس اداکارہ کو دیکھا تو بری طرح چونک گیا۔ پرنس یوجین کی گمشدگی اور یہاں اس اداکارہ کی موجودگی میرے ذہن میں بری طرح کھٹک رہی ہے۔ مجھے شبہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ یہ محض اتفاق ہی نہیں' ان دونوں واقعات میں کوئی ربط ضرور ہے۔"

"لیکن ریجنالڈ کے قتل کا ان واقعات سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟" راکسول نے اس کے خاموش ہونے پر پوچھا۔

"بظاہر تو کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ ریجنالڈ کے قتل کا بھی پرنس یوجین کی گمشدگی سے کوئی واسطہ دکھائی نہیں دیتا لیکن میں ایک بار پھر اس بات پر زور دوں گا کہ یہاں برلن

کی اداکارہ کی موجودگی بلا مقصد نہیں ہو سکتی۔" پرنس نے جواب دیا۔

"تب پھر، تم آج رات کیا قدم اٹھانا چاہتے ہو؟" راکسول نے استفہامیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر ہم آج رات اس عمارت میں داخل ہو کر تلاشی لیں تو کوئی کام کی بات معلوم ہو سکتی ہے۔" پرنس بولا۔

"میں تمہارا ساتھ دینے کو تیار ہوں لیکن میں ایک کے مقابلے میں ایک ہزار ڈالر کی شرط لگا کر یہ کہنے کو تیار ہوں کہ تمہارا بھتیجا پرنس یوجین ازخود کہیں نہیں گیا بلکہ اسے اغوا کیا گیا ہے۔" راکسول نے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ اس یقین کی وجہ بتانا پسند کریں گے؟" پرنس نے پوچھا۔

"یہ ایک لمبی کہانی ہے۔" راکسول معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے بولا۔ "پہلے میری ایک بات کا جواب دو۔ کیا تمہیں علم ہے کہ تمہارا بھتیجا دس لاکھ پونڈ کا مقروض ہے؟"

"دس لاکھ پونڈ! ناممکن، یہ نہیں ہو سکتا۔" پرنس اربرٹ نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن..... میرا خیال ہے کہ ایسا ہو چکا ہے۔" راکسول نے کہا اور پھر وہ اسے سیمسن لیوی سے حاصل ہونے والی معلومات سے آگاہ کرنے لگا۔ "اب کیا کہتے ہو؟" راکسول نے خاموش ہو کر اس کے چہرے پر نظریں جمادیں لیکن پرنس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ "اب تو میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ اگر پرنس یوجین زندہ بھی ہے تو وہ تباہ ہو چکا ہے۔" پرنس اربرٹ نے چند لمحوں بعد افسردہ لہجے میں کہا۔

"شاید ایسا نہ ہو۔" راکسول مسکرایا۔ "میں صرف ایک بات جاننا چاہتا ہوں کیا اس سے پہلے شہزادی اینا کا کسی اور طرف سے کوئی اور رشتہ بھی آیا تھا؟"

"ہاں۔ گزشتہ سال بوزینا کے بادشاہ نے شہزادی کا رشتہ مانگا تھا مگر انکار کر دیا گیا۔"

"کیوں۔ انکار کی کوئی وجہ تو ہو گی؟" راکسول نے پوچھا۔

"کیونکہ یہ طے ہو چکا تھا کہ شہزادی اینا کے لئے پرنس یوجین سے بہتر اور کوئی رشتہ نہیں ہو سکتا۔" پرنس اربرٹ نے یواب دیا۔

"کہیں ایسا تو نہیں کہ شاہ بوزینا کے کردار کی وجہ سے انکار کیا گیا ہو؟"

"نہیں! شہزادوں اور بادشاہوں کے رشتے طے کرتے وقت ان کے کردار کو پیشِ نظر نہیں رکھا جاتا۔"

"ایسی صورت میں اگر کسی وجہ سے شہزادی سے پرنس یوجین کا رشتہ نہیں ہوتا تو کیا بوزینا کا حکمران دوبارہ کوشش کر سکتا ہے؟ اور ایسی صورت میں اس کی کامیابی کے امکانات کیا ہوں گے؟" راکسول نے پوچھا۔

"وہ ایسا کر سکتا ہے اور اس وقت کی سیاست کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سوچا جائے تو اب اس کا رشتہ رد نہیں ہو گا۔" پرنس اربرٹ نے بتایا۔

"شکریہ۔ میں یہی جاننا چاہتا تھا۔" راکسول نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اب میں پھر ایک کے مقابلے میں ایک ہزار کی شرط لگانے کو تیار ہوں کہ ان معاملات کی تہہ میں بوزینا کے کسی آدمی کا ہاتھ ہے۔ میں شاہ بوزینا کو موردِ الزام نہیں ٹھہرا رہا۔ کوئی اور آدمی جو اس نئی صورت حال سے اس طرح فائدہ اٹھانا چاہتا ہو کہ شاہ بوزینا کو بھی مایوسی نہ ہو۔ چلو، اب چلیں۔"

"کہاں؟" پرنس اربرٹ نے بے اختیار پوچھا۔

"اس عمارت میں جہاں سے گزشتہ رات نیلا کو اغوا کیا گیا تھا۔"

"کیا اتنی جلدی وہاں جانا مناسب ہو گا۔ میرا مطلب ہے ابھی تو۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب چل دو۔" راکسول کہتا ہوا اٹھ گیا۔

"لیکن اس وقت صرف ساڑھے نو بجے ہیں۔ میرے خیال میں ہمیں آدھی رات کے بعد عمارت میں داخل ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔" پرنس اربرٹ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آدھی رات میں تقریباً تین گھنٹے باقی ہیں۔ ٹھیک ہے ہم یہ وقت کسی جوئے خانے میں گزاریں گے۔ ممکن ہے اس طرح تمہاری برلن والی اداکارہ بھی نظر آجائے۔" راکسول نے کہا۔

راکسول نے اگرچہ یہ تجویز مذاق ہی میں پیش کی تھی لیکن جب وہ ہوٹل سے باہر

نکلے تو ان کے قدم خود بخود شہر کے جوا خانے "کروسال" کی طرف اٹھنے لگے جہاں ہر رات لاکھوں کی رقم مختلف ہاتھوں میں منتقل ہوتی رہتی تھی۔ جب وہ ہال میں داخل ہوئے تو اس وقت ٹھیک دس بجے تھے۔ یہاں اچھے خاصے لوگ جمع تھے اور ان میں سے اکثر کا تعلق یورپ کے طبقہ امراء سے تھا لیکن جوئے کی میزوں پر سب ایک ہی سطح پر نظر آرہے تھے گویا محمود و ایاز سب برابر تھے۔ ہر میز پر کوئی نہ کوئی خوبصورت عورت نظر آرہی تھی اور جواری ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر داؤ لگا رہے تھے۔ پرنس اربرٹ کے لئے یہ جوا خانہ اجنبی نہیں تھا مگر راکسول کے لئے کسی یورپی جوا خانے میں آنے کا یہ پہلا موقع تھا۔ وہ امریکہ میں بھی بہت کم ایسی جگہوں پر جایا کرتا تھا اور حقیقت تو یہ تھی کہ اسے تو جوئے کی ابجد سے بھی واقفیت حاصل نہیں تھی لیکن اس ہال میں داخل ہونے کے بعد وہ یکایک ان چیزوں میں دلچسپی لینے لگا تھا۔ وہ قریب ترین میز کے پاس رک کر کھیل دیکھنے لگے۔ راکسول گہری نظروں سے ایک ایک چیز کا جائزہ لینے لگا۔ وہ جواریوں کے منہ سے نکلنے والے مخصوص الفاظ پر بھی توجہ دے رہا تھا۔ اس میز پر رولٹ کے ذریعے جوا ہو رہا تھا۔ ہر کوئی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق داؤ لگا رہا تھا۔ ایک نوجوان پندرہ ہزار فرانک جیت گیا اور ایک شخص ایک ہی داؤ میں تقریباً بارہ ہزار فرانک ہار کر ٹھنڈے سانس لیتا ہوا صدر دروازے کی طرف چل دیا تھا۔ اس ایک داؤ میں کمپنی کو تقریباً پچاس ہزار فرانک کا فائدہ ہوا تھا۔

"بڑا دلچسپ کھیل ہے۔" راکسول، پرنس اربرٹ کی طرف دیکھتا ہوا مسکرایا۔ "لیکن داؤ بہت چھوٹے چھوٹے لگائے جارہے ہیں۔ اب ایک داؤ میں بھی لگا رہا ہوں اور میں یہ بازی جیتوں گا۔"

"آپ کو اپنی جیت کا اتنا ہی یقین ہے؟" پرنس نے بھی مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں! اس لئے کہ میں زندگی کا جو داؤ قسمت پر تکیہ کرتے ہوئے لگاتا ہوں اس میں جیت ہمیشہ میری ہی ہوتی ہے۔" راکسول نے اعتماد سے بھرپور لہجے میں کہا۔ "میں قسمت کا دھنی ہوں۔ تم دیکھو کہ آج رات قسمت مجھ پر کتنی مہربان ہے۔"

اگلے دس منٹ بعد اس رولٹ مشین کے نگران نے کھیل روک دیا۔ کیونکہ جواریوں کو فراہم کرنے کے لئے اس کے پاس ٹوکن ختم ہوگئے تھے اور نئے ٹوکن آنے میں کچھ وقت لگ جاتا۔ "میں نے تم سے کیا کہا تھا۔" راکسول نے مسکراتے ہوئے پرنس اربرٹ کی طرف دیکھا اور دوسری میز کی طرف بڑھ گیا۔ آس پاس موجود ہر شخص کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔ ایک بوڑھی عورت نے پانچ فرانک کی مالیت کا ٹوکن اس کی طرف بڑھاتے ہوئے درخواست کی کہ اس کی جگہ داؤ لگا دے۔ راکسول نے ٹوکن لے لیا اور سو فرانک کا نوٹ نکال کر بڑھیا کی طرف بڑھا دیا۔ بڑھیا کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے راکسول کے ہاتھ سے نوٹ جھپٹ لیا اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی اپنی میز کی طرف مڑ گئی۔

دوسری میز پر بڑا شاندار کھیل ہو رہا تھا۔ رولٹ مشین کے ہجوم کے وسط میں کھڑی ایک عورت ہر ایک کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ اس کے بارے میں چہ میگوئیاں کی جارہی تھیں کہ وہ اب تک تقریباً ڈیڑھ لاکھ فرانک جیت چکی تھی۔ راکسول نے دلچسپ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ اس کی عمر تقریباً اٹھائیس سال قد قدرے لمبا۔ چھریرا بدن آنکھوں میں ستاروں کی سی چمک اور چہرے کے نقوش انتہائی جاذب نظر تھے۔ اس نے سیاہ سلک کا لباس اور سر پر سرخ ہیٹ پہن رکھا تھا۔ اسے پہلی نظر دیکھنے سے ہی یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ گناہ آلود زندگی بسر کر رہی ہے۔

"آپ کا خیال درست ہے مسٹر راکسول۔ یہ سرخ ہیٹ والی وہی برلن کی اداکارہ ہے۔" پرنس اربرٹ نے راکسول کے کان میں سرگوشی کی۔

"اوہ۔" راکسول چونک گیا۔ "اس نے تمہیں دیکھا تو نہیں۔ کیا وہ تمہیں جانتی ہے؟"

"شاید مجھے جانتی ہو لیکن اس نے اب تک مجھے نہیں دیکھا۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

"تب پھر تم اس کے عقب میں پہنچ جاؤ اس طرح اس کی نظروں سے محفوظ رہو گے۔" راکسول یہ کہتا ہوا اپنی جگہ سے سرکنے لگا۔ چند سیکنڈ بعد ہی وہ نہایت ہوشیاری

سے سرخ ہیٹ والی اس عورت کے مقابل دوسری سیٹ پر قبضہ جما چکا تھا۔ پہلی میز پر راکسول کے جیتنے کی خبر اس میز تک بھی پہنچ چکی تھی۔ لوگ رشک بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پہلی بازی پر سرخ ہیٹ والی نے ڈبل زیرو پر ایک ہزار فرانک رکھ دیئے۔ راکسول نے سو فرانک انیس نمبر پر اور ایک ہزار فرانک کسی اور نمبر پر رکھ دیئے۔ رولٹ کی سوئی اپنے محور پر لاتعداد چکر کاٹنے کے بعد انیس نمبر پر رک گئی۔ راکسول کو چار ہزار چار سو فرانک ملے۔ اگلی دس بازیاں بھی اسی انداز میں کھیلی جاتی رہیں۔ راکسول انیس اور سات نمبر پر داؤ لگاتا اور سرخ ہیٹ والی عورت ڈبل زیرو پر داؤ لگاتی رہی۔ مگر سوئی ہر مرتبہ انیس نمبر پر ہی رکتی۔ دوسرے لوگوں نے اب ہاتھ روک لیا تھا۔ وہ خاموش کھڑے ان دونوں میں یہ دلچسپ مقابلہ دیکھ رہے تھے۔ پرنس اربرٹ بھی اس عورت کے پیچھے خاموش کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ راکسول نے ایک آدھ مرتبہ ایسے نمبروں پر بھی داؤ لگایا جس سے وہ متعدد بازیاں ہار گیا لیکن مجموعی طور پر ننانوے فیصد جیت اسی کی ہو رہی تھی۔

رات کے ٹھیک بارہ بجے سرخ ہیٹ والی کے پاس صرف ایک ہزار فرانک رہ گئے تھے لیکن اگلے آدھے گھنٹے تک وہ مسلسل جیتتی رہی لیکن رات کے ایک بجے وہ بالکل کنگال ہو چکی تھی۔ رات کے ابتدائی حصے میں اس نے جو ڈیڑھ لاکھ فرانک جیتے تھے ان میں سے نوے ہزار راکسول کی جیب میں اور باقی کمپنی کے بنک میں جا چکے تھے۔ اس عورت نے خونخوار نگاہوں سے راکسول کی طرف دیکھا اور دوسرے ہی لمحے جھنجلاہٹ میں پیر پٹختی ہوئی صدر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ راکسول اور پرنس اربرٹ بھی مناسب فاصلہ دے کر اس کے تعاقب میں چل دیئے۔

جوئے خانے کی عمارت سے باہر نکلتے ہی سرخ ہیٹ والی حسینہ ایک بند گاڑی میں سوار ہو گئی۔ وہ گاڑی جیسے ہی چند گز آگے نکلی پرنس اور راکسول بھی ایک کھلی چھت والی گھوڑا گاڑی میں بیٹھ کر اس کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔ انہیں زیادہ دور تک نہیں جانا پڑا۔ تقریباً نصف میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد پرنس اربرٹ نے کوچبان کو رکنے کی ہدایت کی۔ گاڑی رکتے ہی پہلے وہ خود اترا۔ پھر راکسول کو نیچے اترنے میں مدد دی اور

گاڑی بان کو کرایہ دے کر سامنے کی طرف دیکھنے لگا۔ "میں اس کمبخت کی منزل کا اندازہ کر چکا ہوں اس لئے ہم گاڑی پر تعاقب کرنے کی بجائے پیدل ہی چلیں گے۔" پرنس اربرٹ نے کہا۔

"کیا مطلب؟" راکسول نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میرے ساتھ چلتے رہیئے۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

پرنس اربرٹ کا اندازہ درست نکلا۔ اس عورت کی گاڑی اسی عمارت کے سامنے رک گئی جہاں گزشتہ رات نیلا کی مس اسپنسر سے ملاقات ہوئی تھی۔ دونوں جب گلی کا موڑ گھوم کر سامنے آئے تو وہ عورت عمارت کے دروازے میں داخل ہو کر نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ سامنے کے دروازے کا رخ کرنے کی بجائے پرنس' راکسول کو ساتھ آنے کا اشارہ کرتا ہوا اس تنگ سی گلی میں داخل ہو گیا جہاں اس عمارت کی پشت واقع تھی۔ اندازے کی بناء پر وہ ایک دیوار کے قریب رک گئے۔ چند لمحے انہوں نے معنی خیز نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر چوروں کی طرح دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود گئے۔ اس طرف ایک مختصر سا لان تھا جس کے اختتام پر پختہ روش تھی۔ وہ سینے کے بل رینگتے ہوئے لان اور روش عبور کر کے ایک کھڑکی کے سامنے پہنچ کر رک گئے جس کے اندر کی طرف پردہ کھنچا ہوا تھا لیکن کھڑکی تھوڑی سی کھلی ہوئی تھی۔

"وہ لوگ اندر موجود ہیں۔ باتوں کی آواز آ رہی ہے۔" پرنس اربرٹ نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"کون؟" راکسول نے بھی سرگوشی ہی میں دریافت کیا۔

"برلن کی وہ اداکارہ اور مس اسپنسر! مجھے یقین ہے کہ یہ دوسری آواز مس اسپنسر کی ہے۔" پرنس اربرٹ بولا۔ راکسول چند لمحے کچھ سننے کی کوشش کرتا رہا۔ آوازیں صاف سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ اس نے ہاتھ کے دباؤ سے تھوڑی سی کھڑکی اور کھول دی اور قدرے آگے کو جھک کر اندر کی طرف سننے کی کوشش کرنے لگا۔ "تم میری جگہ پر آؤ۔" اس نے پرنس کی طرف رخ کر کے سرگوشی کی۔ "وہ جرمن زبان میں باتیں کر رہی ہیں تم

آسانی سے سمجھ سکو گے۔" وہ دونوں بڑی احتیاط سے ابھرنے والی آوازیں سننے لگا۔

"تو گویا تم انکار کر رہی ہو؟" مس اسپنسر کی ملاقاتی خاتون کی آواز سنائی دی۔ جواب میں خاموشی رہی۔ چند لمحوں بعد پھر وہی آواز ابھری۔ "کیا تم ایک ہزار فرانک دینے کو بھی تیار نہیں ہو؟ میں سچ کہتی ہوں' پچیس ہزار کی پوری رقم جوئے میں ہار چکی ہوں۔" اس مرتبہ بھی جواب میں خاموشی ہی رہی۔ پھر وہی آواز دوبارہ سنائی دینے لگی۔ اس مرتبہ لہجے میں غصے کا عنصر نمایاں تھا۔ "تم اتنی سنگدلی کا مظاہرہ کیوں کر رہی ہو۔ میں نے اپنے وعدے کے مطابق اسے یہاں لاکر تمہارے حوالے کر دیا تھا اور اب وہ تمہاری قید میں ہے۔ محض ایک ہزار فرانک کی خاطر تم معاملات بگاڑ رہی ہو۔"

"تمہیں اپنی خدمات کا معاوضہ مل چکا ہے۔" یہ بلاشبہ مس اسپنسر کی آواز تھی جس میں سرد مہری نمایاں تھی۔

"مجھے ایک ہزار فرانک اور چاہئیں؟"

"میرے پاس ایک پھوٹی کوڑی تک نہیں ہے۔" مس اسپنسر نے جواب دیا۔

اس کے چند سیکنڈ بعد ہی ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں جیسے کمرے کے اندر دھینگا مشتی ہو رہی ہو۔ کچھ ہی دیر بعد کوئی دروازہ کھلنے اور دھماکے سے بند ہونے کی آواز سنائی دی اس کے ساتھ ہی اندر تاریکی چھا گئی۔ پرنس اربرٹ نے ہاتھ کے دباؤ سے پوری کھڑکی کھول دی۔ اندر تاریکی تھی اور شاید اس وقت وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔

"ٹارچ نکالئے مسٹر راکسول۔" پرنس اربرٹ نے ان دونوں کی گفتگو کا مفہوم سمجھانے کے بعد کہا۔ راکسول نے کوٹ کی جیب سے ٹارچ نکال کر جلالی۔ پرنس اربرٹ ٹارچ لے کر اس کی روشنی ادھر ادھر پھینکنے لگا۔ پھر دفعتاً وہ چیخ اٹھا۔ "ارے یہ کیا؟" اس کی نظریں پیروں کے قریب کھڑکی کے نیچے دیوار میں ایک روشندان پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ غالباً کسی تہہ خانے کا روشندان تھا۔ وہ دونوں جھک کر روشندان سے اندر جھانکنے لگے۔ ٹارچ کی مدھم روشنی میں تہہ خانے میں کرسی پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا سر سینے پر جھکا ہوا تھا۔ دونوں ہاتھ گود میں رکھے ہوئے تھے۔ اس کا جسم بالکل بے حس و حرکت تھا۔

"یہ کون ہو سکتا ہے؟" راکسول نے متعجب لہجے میں کہا۔

"پرنس یوجین۔" پرنس اربرٹ نے مدھم لہجے میں جواب دیا۔ وہ دونوں چند لمحے متوحش نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے پھر پرنس اربرٹ روشندان کی سلاخوں پر جھک گیا۔ "یوجین!" پرنس نے ہلکی آواز میں اپنے بھتیجے کو پکارا۔ پرنس یوجین کے جسم میں بہت خفیف سی حرکت پیدا ہوئی اور آہستہ آہستہ سر اوپر اٹھا کر اس روشندان کی طرف دیکھنے لگا جس کی سلاخوں کے دوسری طرف پرنس اربرٹ اور راکسول کھڑے تھے لیکن پرنس کی نگاہوں میں ایسا کوئی تاثر نہیں تھا جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ اس نے اپنے چچا کو پہچان لیا ہے۔ اس کے برعکس اس کی آنکھوں میں عجیب سی ویرانی نظر آرہی تھی۔ وہ چند لمحے روشندان کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اس کا سر آہستہ آہستہ سینے پر جھک گیا۔ پرنس یوجین اس وقت گہرے رنگ کے سفری سوٹ میں تھا اور نہ صرف یہ کہ بایاں آستین کف کے اوپر سے ادھڑا ہوا تھا بلکہ دائیں کندھے پر مٹی کے دھبے بھی نظر آرہے تھے۔ ریشمی کالر کا ایک بٹن کھلا ہوا تھا جس سے کالر اس کی گردن میں جھول رہا تھا۔ جوتے کے تسمے کھلے ہوئے تھے۔ ایک ٹوپی' رومال' گھڑی کی چین کا ایک ٹکڑا اور چند سکے اس کے قریب ہی فرش پر بکھرے ہوئے تھے۔ راکسول نے ٹارچ کی روشنی میں تہہ خانے کا جائزہ لینے کی کوشش کی لیکن اس کی کرسی' جس پر پرنس یوجین بیٹھا ہوا تھا' اور ایک چھوٹی میز کے علاوہ کمرے میں اور کسی قسم کا فرنیچر نہیں تھا۔ میز پر ایک پلیٹ اور ایک کپ رکھا ہوا نظر آرہا تھا۔

"یوجین....." اس مرتبہ پرنس اربرٹ نے تقریباً چیختے ہوئے پکارا لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ پھر وہ راکسول کی طرف رخ کرکے بولا۔ "غالباً وہ تاریکی کے باعث ہمیں دیکھ نہیں سکتا۔"

"لیکن اسے تمہاری آواز تو پہچان لینی چاہئے۔" راکسول نے جواب دیا۔ وہ دونوں الجھی ہوئی نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ ان میں سے ہر ایک یہی سوچ رہا تھا کہ پرنس یوجین کو جلد سے جلد اس تہہ خانے سے نکال لینا چاہئے لیکن اگلا قدم اٹھانے کے لئے کوئی بھی پہل کرنے کو تیار نہیں تھا۔

"خدا کا شکر ہے کہ وہ زندہ ہے۔" بالآخر کئی لمحات کی خاموشی کے بعد پرنس اربرٹ

کی آواز ابھری۔

"لیکن..... اس وقت تو وہ مُردوں سے بھی بدتر حالت میں ہے۔ شاید وہ....." راکسول کہتے کہتے رک گیا۔

"شاید کیا؟" پرنس اربرٹ نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میرا مطلب ہے شاید اس کا ذہنی توازن بھی درست نہ رہا ہو۔" راکسول نے خدشے کا اظہار کیا۔

"میرے ساتھ آیئے!" پرنس اربرٹ نے تیزی سے کہا اور قریباً جھپٹنے والے انداز میں اس کے ہاتھ سے ٹارچ لے کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں چند منٹ پہلے انہوں نے سرخ ہیٹ والی عورت اور مس اسپنسر کی باتوں کی آواز سنی تھی۔ راکسول بھی بھاری قدم اٹھاتا ہوا اس کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوا تھا۔ کمرے کے مینٹل پیس پر چند بجھی ہوئی موم بتیاں رکھی ہوئی تھیں۔ راکسول نے غیر ارادی طور پر جیب سے ماچس نکال کر موم بتیاں جلادیں اور دونوں گہری نظروں سے کمرے کا جائزہ لینے لگے۔ کمرے کی حالت یہاں رہنے والے کے گھٹیا ذوق کی عکاسی کر رہی تھی۔ فرش پر کوڑا کرکٹ بکھرا ہوا تھا۔ دیواروں پر بد نما رنگوں والا وال پیپر لگا ہوا تھا جو پرانا ہونے کے باعث جگہ جگہ سے ادھڑ گیا تھا۔ دیواروں پر گھٹیا سے فریموں میں چند نیم برہنہ پرانی سی تصویریں بھی آویزاں تھیں۔ ایک کرسی پر ایک مردانہ جیکٹ بھی پڑی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ وہ دونوں کھڑکی کے راستے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ باہر نکلنے کے لئے راکسول نے دروازہ کھولا تو ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا اس کی پیشانی سے ٹکرایا۔ راہداری میں نکل کر راکسول نے بائیں طرف دیکھا تو مکان کا بیرونی دروازہ کھلا ہوا تھا جس کا صاف مطلب یہی تھا کہ یہاں جو کوئی بھی تھا جا چکا تھا۔ اس نے باہر آکر دونوں طرف جھانکا۔ گلی سنسان پڑی تھی اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر جلنے والے گیس لیمپ کی مدھم سی روشنی بڑا عجیب سا تاثر پیش کر رہی تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ مس اسپنسر اور سرخ ہیٹ والی وہ عورت جا چکی ہے۔" راکسول نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آپ کی اس بات کو میں اس طرح دہراؤں گا کہ مس اسپنسر اس عورت کے تعاقب میں گئی ہے۔ غلط تو نہیں کہا؟" پرنس اربرٹ بولا۔

"نہیں، شاید اس کی کوئی اور وجہ ہو۔ موجودہ حالات میں مس اسپنسر اس عمارت کو خالی چھوڑ کر کہیں جانے کا خطرہ مول نہیں لے سکتی۔ بہرحال یہ بعد میں بھی سوچا جاسکتا ہے کہ وہ کہاں اور کیوں گئی ہے۔ سب سے پہلے ہمیں تہہ خانے کا راستہ تلاش کرنا ہے۔" راکسول نے کہا۔ تہہ خانے کا راستہ تلاش کرنے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آئی۔ راکسول نے پرنس کے ہاتھ سے ٹارچ لے لی اور پتھروں کی سیڑھیوں پر روشنی ڈالتا ہوا نیچے اترنے لگا۔ پرنس اربرٹ بھی اس کے پیچھے ہی تھا۔ زینے کے اختتام پر ایک تنگ سی راہداری تھی۔ راہداری کے فرش پر ایک عورت کو اوندھے منہ پڑے دیکھ کر وہ دونوں چونک گئے۔ راکسول نے آگے بڑھ کر اسے سیدھا کیا۔ وہ مس اسپنسر تھی جو بے ہوش پڑی تھی۔ اس کے دائیں ہاتھ میں ڈبل روٹی کاٹنے والی لمبی چھری تھی۔ اس سے پہلے کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک اگلا قدم اٹھاتا مس اسپنسر کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ اس کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ باری باری ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے مدھم لہجے میں بولی۔ "میں نے تم دونوں کی آواز سن لی تھی۔ تم لوگوں کو یہاں نہیں آنا چاہئے تھا۔ واپس چلے جاؤ۔" بات کرتے ہوئے مس اسپنسر کے ہونٹ لرز رہے تھے اور چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ انتہائی خوف زدہ ہو۔

"اب ہم یہاں آ ہی چکے ہیں تو بہتر ہوگا کہ تم ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ مس اسپنسر۔ بصورت دیگر ہمیں کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا پڑے گا۔" راکسول نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے پُرسکون لہجے میں کہا اور ٹارچ سنبھالے اس کے قریب پہنچ گیا۔ مس اسپنسر نے کسی جھجک کا مظاہرہ کئے بغیر چھری سے اس پر حملہ کر دیا۔ تیز چھری راکسول کے بازو کو چھو گئی۔ ٹارچ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ بے اختیار چیختا ہوا چند قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"میں نے تمہیں پہلے ہی وارننگ دے دی تھی۔ بہتر ہوگا کہ اب بھی واپس چلے جاؤ۔" مس اسپنسر غرائی۔ تاریکی میں اس کی آنکھیں بلی کی طرح چمک رہی تھیں۔ راکسول

نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا پھر جیب سے ماچس نکال کر جلائی اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ دیوار کی ایک چھوٹی سی کارنس پر ایک بجھی ہوئی موم بتی دیکھ کر اس نے موم بتی کو شعلہ دکھا دیا اور دوبارہ مس اسپنسر کی طرف بڑھنے لگا۔ "رک جاؤ۔ وہیں رک جاؤ میں تم سے کوئی رعایت نہیں کروں گی۔" مس اسپنسر چیخی۔

"اب تم اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتیں لڑکی۔" راکسول نے معنی خیز لہجے میں کہتے ہوئے جیب سے ریوالور نکال لیا اور اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے ہولے سے غرایا۔ "تمہارا مفاد اسی میں ہے کہ چھری پھینک دو۔"

"نہیں!" مس اسپنسر چیخی۔

"میں گولی چلا دوں گا۔ میں تین تک گنوں گا۔ اگر تم نے میرے حکم کی تعمیل نہ کی تو تمہاری زندگی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ ایک..... دو..... تین۔" اس کے ساتھ ہی راکسول نے یکے بعد دیگرے دو فائر کر دیئے۔ گولیاں مس اسپنسر کے قریب سے گزرتی ہوئی عقبی دیوار میں پیوست ہوگئیں۔ راکسول نے یہ فائرنگ اسے محض خوف زدہ کرنے کے لئے کی تھی لیکن مس اسپنسر پر کوئی اثر نہیں ہوا' نہ اس کی پوزیشن میں کوئی فرق آیا۔ وہ کسی خوف کا مظاہرہ کئے بغیر اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔ راکسول کی آنکھوں میں الجھن تیر گئی۔ نیلا نے بتایا تھا کہ گزشتہ رات ریوالور دیکھ کر مس اسپنسر تھر تھر کانپنے لگی تھی لیکن اس وقت وہ قطعی مختلف ردعمل کا مظاہرہ کر رہی تھی۔

"مانا کہ تم بہت بہادر ہو لیکن اس کے باوجود تمہیں ہمارے راستے سے ہٹنا ہی پڑے گا۔" راکسول معنی خیز لہجے میں بولا۔ مس اسپنسر نے اب بھی اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی۔ یہ کہنا غلط نہیں تھا کہ اس کے دل میں کسی قسم کا خوف پیدا نہیں ہوا تھا۔ راکسول کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر وہ سہم گئی تھی لیکن اس وقت اس ریوالور سے زیادہ اسے کسی اور چیز کا خوف تھا۔ "تم ہمیں آگے کیوں نہیں جانے دیتیں؟" راکسول نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"میں ایسا نہیں کرسکتی۔ ٹام نے مجھے یہاں کا نگراں مقرر کیا تھا۔" مس اسپنسر نے لرزتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ اب صورت حال کسی حد تک واضح ہوچکی تھی۔ راکسول

اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا اوور کوٹ اتارنے لگا۔ مس اسپنسر کی آنکھوں میں تیرنے والے آنسوؤں نے ایک لمحے کے لئے اسے الجھا دیا تھا۔ "میرا خیال ہے تم اس وقت کچھ سردی محسوس کر رہی ہو۔ لو یہ میرا کوٹ پہن لو۔" راکسول نے مسکراتے ہوئے اپنا کوٹ اس کی طرف بڑھایا اور پھر اچانک ہی اس نے کوٹ مس اسپنسر کی طرف اچھال دیا۔ مس اسپنسر کے دونوں ہاتھ کوٹ میں الجھ گئے۔ اسی لمحے پرنس اربرٹ نے اپنی جگہ سے اچھل کر اسے گرفت میں لے لیا۔ مس اسپنسر نے پہلے تو مزاحمت کی پھر گویا شکست تسلیم کرلی۔ وہ دونوں اسے دوبارہ اوپر لے آئے اور ایک کمرے میں بند کرکے دروازہ مقفل کر دیا۔

"اور اب پرنس یوجین کو بھی دیکھ لیں۔" پرنس اربرٹ نے کہا۔

"کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ پہلے ہم اس مکان کی پوری طرح تلاشی لے لیں۔" راکسول نے تجویز پیش کی۔ "اس سے کم از کم یہ اطمینان تو ہوجائے گا کہ ہم اس طرح کے کسی اور خطرے میں مبتلا نہیں ہوں گے۔" پرنس اربرٹ نے اس کے خیال کی تائید کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ دونوں مکان کی تلاشی لینے لگے لیکن کوئی کام کی بات معلوم نہیں ہوسکی۔ پھر داخلی دروازہ اور بڑی کھڑکی بند کرنے کے بعد وہ دوبارہ تہہ خانے کی طرف بڑھ گئے لیکن تہہ خانے میں پہنچنے کے بعد ایک اور مسئلے کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ کمرہ جس میں پرنس یوجین بند تھا' مقفل تھا۔ دروازہ بھی بھاری اور خاصا مضبوط تھا جسے ٹکریں مار کر نہیں توڑا جاسکتا تھا۔ وہ دوبارہ اوپر اسی کمرے میں آگئے جہاں مس اسپنسر کو بند کیا گیا تھا۔ وہ اسی طرح بستر پر پڑی تھی جس حالت میں وہ اسے چھوڑ کر گئے تھے۔ راکسول نے اس سے تہہ خانے کے کمرے کی چابی طلب کی تو وہ مدہم اور سہمے ہوئے لہجے میں بولی۔

"چابی ٹام کے پاس ہے۔ وہ اس کمرے کی چابی احتیاطاً اپنے ساتھ لے گیا تھا۔"

"تو پھر تم اپنے قیدی کو کھانا وغیرہ کس طرح پہنچاتی ہو؟" راکسول نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"جنگلے کی سلاخوں سے۔" مس اسپنسر نے جواب دیا۔ راکسول گہری نظروں سے اس کے چہرے کا جائزہ لے رہا تھا۔ مس اسپنسر کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ

جھوٹ نہیں بول رہی ہے۔ وہ اس کمرے سے نکل کر ایک بار پھر تہہ خانے میں آ گئے۔ راکسول چند لمحے دروازے کا جائزہ لیتا رہا پھر اپنے جسم کو تول کر ایک بھرپور ٹکر ماری مگر دروازے پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

"میرا خیال ہے کہ دونوں کو مل کر کوشش کرنی چاہئے۔" پرنس اربرٹ نے کہا اور پھر دونوں نے بیک وقت دروازے کو ٹکر ماری۔ ہلکی سی چرچراہٹ کی آواز ابھری۔ دوسری ٹکر سے ان کا حوصلہ بڑھا تیسری ٹکر لگتے ہی دروازے کے اوپر والے قبضے نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اس کے بعد کا کام زیادہ مشکل نہیں تھا۔ چند منٹ بعد ہی وہ اس کمرے میں داخل ہو چکے تھے۔ پرنس یوجین اب بھی اسی پوزیشن میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ دروازہ ٹوٹنے کی آواز بھی اس پر اثر انداز نہیں ہوئی تھی۔ لیکن جب قریب پہنچ کر پرنس اربرٹ نے جرمن زبان میں اسے مخاطب کیا تو وہ چہرہ اوپر اٹھا کر ویران نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا تم ہمارے ساتھ نہیں چلو گے جین۔" پرنس اربرٹ نے کہا۔

"مجھے اکیلا چھوڑ دو۔" پرنس یوجین نے اجنبی لہجے میں جواب دیا۔ "تم کیا چاہتے ہو۔ مجھے اکیلا چھوڑ دو۔"

"ہم تمہیں اس قید خانے سے رہائی دلانے آئے ہیں۔" پرنس اربرٹ نے نرم لہجے میں جواب دیا۔ راکسول اس کے قریب کھڑا خاموشی سے یوجین کی طرف دیکھ رہا تھا۔ یہ..... یہ کون ہے؟" پرنس یوجین نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"یہ میرے دوست مسٹر راکسول ہیں۔ ان کا تعلق اگرچہ امریکہ سے ہے لیکن ہماری گردن ان کے احسانات کے بوجھ سے جھکی ہوئی ہے چلو' اب چلیں' تمہیں بھوک لگ رہی ہوگی۔ کھانا تیار ہے۔" پرنس اربرٹ نے کہا۔

"میں نہیں جاسکتا۔" پرنس یوجین نے قدرے درشت لہجے میں جواب دیا۔ "میں یہاں اس کا انتظار کر رہا ہوں۔ یہ مت سمجھو کہ کسی نے مجھے یہاں قید کر رکھا ہے۔ نہیں' میں اپنی مرضی سے بیٹھا اس کا انتظار کر رہا ہوں۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ضرور آئے گی۔"

"وہ کون ہے؟" پرنس اربرٹ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے الجھے ہوئے لہجے میں

پوچھا۔

"وہ! تم نہیں جانتے کہ وہ کون ہے؟ لیکن نہیں تم شاید اسے بھول چکے ہو اور جانتے بھی نہیں۔ مجھے پریشان نہ کرو انکل اربرٹ۔ وہ ضرور آئے گی۔ اس نے سرخ ہیٹ پہن رکھا تھا۔"

"میں تمہیں اس کے پاس لے جاسکتا ہوں پیارے یوجین!" پرنس اربرٹ نے کہتے ہوئے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ مگر پرنس یوجین اس کا ہاتھ جھٹک کر اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر پھر بیٹھ گیا۔ اربرٹ نے راکسول کی طرف دیکھا اور پھر وہ دونوں الجھی ہوئی نظروں سے پرنس یوجین کی طرف دیکھنے لگے۔ یوجین کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے اور اب اس کی آنکھوں میں پُراسرار چمک بھی ابھر آئی تھی۔

"میرا خیال ہے اس کا ذہنی توازن کچھ درست نہیں رہا۔" راکسول' پرنس اربرٹ کی طرف رخ کر کے انگریزی میں بولا۔

"شش۔" پرنس اربرٹ نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور سرگوشی میں بولا۔ "یوجین انگریزی سمجھتا ہے۔"

"بہتر ہوگا کہ ہم اسے کسی طرح اوپر لے چلیں۔" راکسول نے کہا۔

"ہاں' میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" پرنس اربرٹ نے کہا۔ پھر یوجین کی طرف رخ کر کے بولا۔ "یوجین! سرخ ہیٹ والی وہ خاتون جس کا تمہیں انتظار ہے' اوپر موجود ہے۔ اسی نے ہمیں تمہیں لینے کے لئے یہاں بھیجا تھا۔ کیا تم اوپر نہیں چلو گے؟"

"اوہ!" پرنس یوجین اسے گھورنے لگا۔ "تم نے یہ بات پہلے کیوں نہیں بتائی تھی؟" وہ کرسی سے اٹھ کر پرنس اربرٹ کی طرف بڑھا لیکن دوسرے ہی لمحے لڑکھڑا کر فرش پر ڈھیر ہوگیا۔ اس کی ٹانگیں شاید اس کے جسم کا بوجھ برداشت نہیں کر سکی تھیں۔ ان دونوں نے اسے سہارا دے کر اٹھایا اور تقریباً گھسیٹتے ہوئے اوپر کے کمرے میں لے جاکر ایک صوفے پر لٹا دیا۔ پرنس یوجین کی آنکھیں بند تھیں۔ اور وہ گہرے گہرے سانس لے رہا تھا۔ کسی ردعمل کے طور پر اس کی انگلیاں بار بار ایک دوسرے میں پھنس رہی تھیں۔

"کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ہم میں سے ایک جاکر کسی ڈاکٹر کو بلا لائے۔" پرنس

اربرٹ نے راکسول کی طرف دیکھا۔

"میں جاتا ہوں۔" راکسول نے جواب دیا۔ عین اسی لمحے کھڑکی کی طرف سے آنے والی ایک آواز سن کر وہ دونوں تیزی سے اس کی طرف گھوم گئے۔ کمرے میں جلنے والی موم بتیوں کی مدہم روشنی میں شیشے کے دوسری طرف ایک لڑکی کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ نیلا تھی..... راکسول نے آگے بڑھ کر کھڑکی کا بولٹ گرا دیا اور نیلا اچک کر کمرے میں آگئی۔ "بالآخر میں نے آپ لوگوں کو ڈھونڈ ہی لیا۔" نیلا مسکراتے ہوئے بولی۔ "دراصل مجھے نیند نہیں آرہی تھی۔ میں نے ہوٹل کے ملازم سے پوچھا کہ آپ لوگ سو گئے ہیں یا نہیں تو اس نے بتایا کہ آپ ہوٹل سے باہر جاچکے ہیں۔ چنانچہ میں بھی ہوٹل سے نکل آئی۔ مجھے یہ اندازہ لگانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی کہ آپ دونوں اس وقت کہاں ہوں گے۔ اوہ یہ کون ہے؟" اس نے خاموش ہو کر صوفے کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ میرا بھتیجا ہے۔ پرنس یوجین۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

"زخمی ہے کیا؟" نیلا نے تشویش آمیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں۔ زخمی تو نہیں لیکن ذہنی کیفیت درست نہیں ہے۔" راکسول نے جواب دیا۔ نیلا صوفے کے قریب پہنچ کر ایک ماہر نرس کی طرح پرنس یوجین کا معائنہ کرنے لگی۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ ایک ذمہ دار نرس بھی تھی۔ چند سال قبل ہی اس نے نیویارک کے سب سے بڑے ہسپتال سے پہلی پوزیشن میں نرسنگ کا امتحان پاس کیا تھا۔ "انہیں دماغی بخار ہے۔ زیادہ تشویش کی بات نہیں لیکن اگر لاپرواہی برتی گئی تو خطرہ بھی ہوسکتا ہے۔ کیا اس مکان میں کوئی بستر وغیرہ نہیں جہاں انہیں آرام سے لٹایا جاسکے۔" نیلا نے کہا اور سوالیہ نگاہوں سے باری باری دونوں کی طرف دیکھنے لگی۔

☆======☆======☆

"انہیں آرام کی ضرورت ہے۔ کسی بھی قسم کی نقل و حرکت ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے۔" پستہ قامت بلجین ڈاکٹر نے پرنس یوجین کا معائنہ کرنے کے بعد موٹے موٹے عدسوں والی عینک کے پیچھے دیدے نچاتے ہوئے کہا۔ نیلا کے ہونٹوں پر فتح

مندی کی مسکراہٹ آگئی۔ ڈاکٹر کی آمد سے پہلے وہ یہی بات اپنے باپ اور پرنس اربرٹ کو سمجھانے کی کوشش کر چکی تھی۔ ڈاکٹر کے آنے سے پہلے وہ لوگ موجودہ صورت حال پر تبصرہ کر رہے تھے۔ راکسول کا خیال تھا کہ پرنس یوجین کے بارے میں خطرہ مول لیتے ہوئے اسے فوری طور پر لندن منتقل کر دینا چاہئے کیونکہ ہوٹل میں یہاں کی نسبت اس کی بہتر طور پر دیکھ بھال اور نگرانی ہوسکے گی۔ پرنس اربرٹ بھی اس کی اس تجویز سے متفق تھا۔ مگر نیلا کو ان دونوں سے شدید اختلاف تھا۔ وہ اس بات پر بضد تھی کہ پرنس یوجین کی یہاں سے لندن منتقلی اس کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہوگی۔ اس کے برعکس جب تک اسے کسی حد تک افاقہ نہیں ہوجاتا انہیں اس مکان پر قبضہ رکھنا چاہئے۔ اس کے لئے انہیں خواہ سینہ زوری کا مظاہرہ ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

"لیکن مس اپنسر کے بارے میں تم نے کیا سوچا ہے؟" راکسول نے کہا۔

"اسے قیدی کی حیثیت سے اسی کمرے تک محدود رکھا جائے اور عمارت میں کسی کو داخل نہ ہونے دیا جائے۔ آپ دونوں یہ کام بخوبی کرسکتے ہیں کہ عمارت کا باہر کا کنٹرول سنبھال سکیں۔ پرنس یوجین کی تیمارداری کے علاوہ میں مس اپنسر کو بھی سنبھال لوں گی لیکن سب سے پہلے کسی ڈاکٹر کو بلایا جائے۔" نیلا بولی۔

"ڈاکٹر!" پرنس اربرٹ چونک گیا۔ "اگر ڈاکٹر نے مین مینج نکالنے کی کوشش کی تو ہم اسے کس طرح مطمئن کرسکیں گے۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہوگی۔" نیلا نے کہا۔ "اوسٹینڈ ایسی جگہوں پر ڈاکٹر مریض کے بارے میں زیادہ تفصیلات جاننے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ انہیں صرف اپنی فیس سے دلچسپی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تمہارا بھتیجا اس دنیا سے رخصت ہوجائے؟" نیلا نے پرنس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں الجھی ہوئی نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ اشاروں کے تبادلے کے بعد وہ اس فیصلے پر پہنچے کہ انہیں نیلا کی ہدایات پر عمل کرنا چاہئے۔ راکسول اپنی بیٹی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کسی ڈاکٹر کی تلاش میں چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد نیلا پرنس اربرٹ کو مختلف قسم کی ہدایات دیتی رہی اور پرنس بلا حیل و حجت ان ہدایات پر عمل کرتا رہا۔

اگلی شام تک ڈاکٹر کئی مرتبہ خود آکر پرنس یوجین کا معائنہ کرچکا تھا نیلا ایک ماہر نرس کی طرح ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق پرنس کو دوائیں دے رہی تھی۔ ڈاکٹر نے اب تک ان سے کوئی غیر ضروری سوال نہیں کیا تھا۔ سچ ایک بوڑھی ملازمہ گھر کی صفائی اور کھانا وغیرہ تیار کرنے کے لئے آگئی۔ مس اسپنسر کو اوپر والی منزل کے بیڈ روم تک ہی محدود رکھا گیا تھا اور وہ لوگ ابھی تک اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرپائے تھے۔ دن کے وقت اس عمارت کے دوسرے فلیٹوں میں رہنے والے مکینوں کی آمدورفت بھی جاری رہی مگر ان میں سے کسی نے ان لوگوں کی موجودگی کا نوٹس نہیں لیا تھا۔ اس سے ان لوگوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جولیس کے پڑوسی ایسی باتوں کے عادی تھے۔ یہاں کون آتا ہے اور کون جاتا ہے؟ اس سے شاید کسی کو کوئی علاقہ نہیں تھا۔

تیسرے روز دوپہر کے وقت پرنس یوجین کی حالت بگڑ گئی۔ نیلا گزشتہ رات سے ایک لمحے کے لئے بھی اس کے قریب سے نہیں ہٹی تھی۔ رات کے وقت راکسول ہوٹل چلا گیا اور پرنس اربرٹ گھوم پھر کر نگرانی کرتا رہا تھا۔ انہوں نے اس طرح اپنی ذمہ داریاں بانٹ لی تھیں کہ دونوں میں سے ایک ہر وقت مکان میں موجود رہتا۔ اس وقت بھی پرنس اربرٹ نیلا کے پاس موجود تھا۔ ڈاکٹر ابھی کچھ دیر پہلے ہی پرنس یوجین کا معائنہ کرکے گیا تھا۔ راکسول نچلی منزل کے ہال میں بیٹھا نیویارک ہیرالڈ کا مطالعہ کر رہا تھا۔ نیلا باتیں کرتی ہوئی اٹھ کر پائیں باغ کی طرف کھلنے والی کھڑکی کے پاس چلی آئی۔ چند سیکنڈ بعد پرنس بھی وہاں پہنچ گیا۔ یہ تنگ اور غلیظ سا مکان اگرچہ ان میں سے کسی کے بھی شایانِ شان نہیں تھا لیکن نیلا کو سب سے زیادہ پرنس یوجین کا خیال تھا۔ پرنس یوجین پر اگرچہ ہر وقت نیم بے ہوشی کی سی کیفیت طاری رہتی تھی لیکن نیلا اس کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوئی تھی جب کہ پرنس اربرٹ نے اب تک اسے کوئی ایسا تاثر نہیں دیا تھا۔ پرنس یوجین کے بے ہوش ہونے کے باوجود پرنس اربرٹ کا رویہ اس کے سامنے بہت مؤدبانہ تھا۔ وہ اگرچہ اس کا چچا تھا لیکن تمام شاہی آداب کا خیال رکھے ہوئے تھا۔ نیلا اور راکسول پہلے پہل تو اسے تصنع ہی سمجھے تھے لیکن پھر انہیں یقین کرلینا پڑا کہ اس کے رویے میں کوئی بناوٹ نہیں بلکہ حقیقتاً وہ اپنے حکمران بھتیجے کا اتنا ہی احترام کرتا ہے جتنا کہ ایک عام

درباری کرسکتا تھا۔ ”تم اور مسٹر راکسول ہم پر بہت زیادہ مہربان ہو رہے ہیں۔ میں اس احسان کا بدلہ شاید ہی اتار سکوں۔“ پرنس اربرٹ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے مدھم لہجے میں کہا۔ وہ دونوں کھڑکی کے سامنے سے ہٹ کر کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔

”ایسی تو کوئی بات نہیں۔“ نیلا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ”ہم تو اپنے طور پر ان معاملات میں دلچسپی لے رہے ہیں کیونکہ ان کی ابتدا ہمارے ہی ہوٹل سے ہوئی تھی۔ مت بھولو کہ اس میں ہم لوگ بھی ملوث ہیں۔“

”میں جانتا ہوں لیکن اس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ تم لوگوں کو یہ تکلیف محض میری وجہ سے پہنچ رہی ہیں۔ تم لوگ محض تفریح کی غرض سے امریکہ سے آئے تھے۔ پھر مسٹر راکسول نے طیش میں آکر گرینڈ بیلون ہوٹل خرید لیا لیکن اس چھوٹے سے مکان میں تمہاری موجودگی اس بات کی مظہر ہے کہ تم لوگ میری ہمدردی میں یہ سب کچھ کر رہے ہو۔ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ میں اپنے حکمران بھتیجے کے سلسلے میں کسی اسکینڈل کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ ہم لوگ تمہارے لئے اجنبی ہی ہیں اور کوئی اجنبی مرے یا جیئے کسی کو اس سے کیا دلچسپی ہوسکتی ہے۔ اگر پوسین کا تخت و تاج یورپ کے لوگوں کے مذاق کا موضوع بھی بن جائے تو تم لوگوں کو کیا دلچسپی؟ لیکن بات پھر وہیں پہنچتی ہے کہ تمہاری اس بھاگ دوڑ میں ہمدردی کے جذبات موجزن ہیں۔“ پرنس نے کہا۔

”تمہاری اس بات کا میرے پاس کوئی جواب نہیں لیکن ہم امریکیوں کی یہ عادت ہے کہ جس کام میں ہاتھ ڈالتے ہیں اسے پایہ تکمیل تک پہنچا کر ہی رہتے ہیں۔“ نیلا نے جواب دیا۔

”لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ یہ معاملہ کہاں اور کیسے ختم ہوگا۔ ہماری یہ جدوجہد لاحاصل بھی ثابت ہوسکتی ہے۔ یوجین کو اس حالت میں دیکھ کر بعض اوقات میری ذہنی کیفیت بھی بگڑنے لگتی ہے۔ ہمیں اس وقت تک حقیقت کا علم نہیں ہوسکتا جب تک کہ پرنس یوجین صحت یاب نہیں ہوجاتا۔ یوجین کے علاوہ مجھے تمہاری فکر بھی دامنگیر ہے۔ اگر تمہیں کچھ ہوگیا تو میں زندہ نہ رہ سکوں گا۔ شاید جنون میں آکر اپنے آپ ہی کو ختم کروں۔“ پرنس اربرٹ نے جذباتی لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن کیوں؟" نیلا نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ "تم یہ کیوں سوچ رہے ہو کہ مجھے کچھ ہوجائے گا۔ بالفرض اگر کوئی ایسی بات ہو بھی گئی تو تم یہ انتہائی قدم کیوں اٹھاؤ گے؟"

"کیونکہ اس معاملے میں تمہیں گھسیٹنے والا میں ہی ہوں تم شاید ہمدردی کے طور پر یہ سب کچھ کر رہی ہو لیکن..... لیکن میں....." پرنس اربرٹ خاموش ہو کر عجیب سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ یہ محض ہمدردی کے جذبات ہیں کچھ اور بھی تو ہو سکتا ہے۔" نیلا کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آگئی۔ ٹھیک اسی وقت بستر پر پڑے ہوئے پرنس یوجین کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور نیلا اپنی جگہ سے اچھل کر پلنگ کے قریب پہنچ گئی۔ اس نے یوجین کو ٹھیک کرکے لٹایا اور پرنس اربرٹ کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ اس وقت نیلے رنگ کے سفری لباس میں ملبوس تھی جس پر سفید ایپرن بندھا ہوا تھا۔ رات بھر جاگتے رہنے کی وجہ سے آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ چکے تھے۔ مگر رخساروں پر سرخی کی جھلک تھی۔ بالوں کی پریشان لٹیں پیشانی پر جھول رہی تھیں۔ اس کی طرف دیکھتے ہوئے پرنس اربرٹ کی آنکھوں میں بڑی عجیب سی چمک ابھر آئی تھی۔

"پرنس یوجین اس وقت پُرسکون نیند سو رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجھے بھی کچھ دیر کے لئے سو لینا چاہئے۔ دواؤں کے بارے میں تو سب کچھ تمہیں معلوم ہے نا؟" نیلا نے یہ کہتے ہوئے پرنس اربرٹ کی طرف دیکھا۔

"ہاں جاؤ اب تم بھی سو جاؤ۔" پرنس اربرٹ نے کہتے ہوئے اس کے لئے دروازہ کھول دیا۔ نیلا کے جانے کے بعد وہ پرنس یوجین کے پاس اکیلا رہ گیا۔ اس وقت پرنس یوجین کی تیمارداری اور عمارت کی نگرانی اس کے ذمے تھی اور اسے فی الحال جولیس کی طرف سے کسی ایسے اقدام کی توقع نہیں تھی جو ان کے لئے الجھن کا باعث بنتا۔ راکسول گراؤنڈ فلور کے ڈرائنگ روم میں دیوان پر محوِ خواب تھا۔ نیلا پہلی منزل کے بیڈ روم میں چلی گئی تھی اور مس اسپنسر دوسری منزل کے ایک کمرے میں بند تھی۔ اس نے اب تک ان کے لئے کوئی دشواری پیدا کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اسے کھانا وغیرہ پہنچانے کی

ذمہ داری نیلا کے سپرد تھی اور مس اسپنسر نے موجودہ صورت حال کے بارے میں اب تک نیلا سے کوئی غیر ضروری سوال بھی نہیں کیا تھا۔

پرنس اربرٹ اپنے بھتیجے کے پلنگ کے قریب خاموش بیٹھا تھا۔ کبھی کبھار وہ یوجین کے چہرے کی طرف دیکھتا تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک ٹھنڈا سانس نکل جاتا۔ اس وقت اس کی شدید ترین خواہش تھی کہ کاش پرنس یوجین چند منٹ کے لئے ہوش میں آجائے تاکہ وہ اس سے کچھ ایسی باتیں پوچھ سکے جس سے صورت حال کی وضاحت ہوسکے لیکن حالت یہ تھی کہ جب تک پرنس یوجین کے دماغ کا بخار نہ اترتا اس کے ہوش میں آنے یا ہوشمندی کی باتیں کرنے کی کوئی توقع نہیں تھی۔ رات دبے قدموں اپنی منزل کی طرف بڑھ رہی تھی اور پرنس یوجین کے سرہانے بیٹھے ہوئے پرنس اربرٹ کی کیفیت اس تیمار دار کی سی تھی جو مریض کی حالت دیکھتے ہوئے امید و بیم کی کیفیت میں مبتلا ہو۔ اس کے ذہن میں طرح طرح کے خیالات ابھر رہے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر پرنس یوجین نیم بے ہوشی کی حالت میں ہی اللہ کو پیارا ہوگیا تو کیا ہوگا؟ وہ اپنی ریاست کے عوام اور شہنشاہ کے سامنے اس صورت حال کی وضاحت کس طرح کرے گا۔ سب سے بڑی بات یہ کہ وہ اپنے آپ کو کس طرح مطمئن کرے گا؟ لوگ اس پر شبہ کریں گے کہ یوسین کا تخت حاصل کرنے کے لئے اس نے اپنے بھتیجے کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ شہنشاہ کے سامنے بھی وہ اپنی صفائی پیش نہ کرسکے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسے قاتل گردانتے ہوئے پھانسی پر لٹکا دیا جائے گا۔ اس خیال سے ہی وہ لرز اٹھا۔ اس کی نظریں بے اختیار پرنس یوجین کے چہرے کی طرف اٹھ گئیں جہاں موت کے سائے رقص کرتے ہوئے نظر آرہے تھے۔ اس کا چہرہ دھواں ہوگیا۔ اس کا دل چاہا کہ زور زور سے چیخنے چلائے۔ پھر ٹھیک اسی وقت ایک دھماکے کی آواز سن کر وہ اچھل پڑا۔

یہ شہر کے کلاک ٹاور کی آواز تھی جو محویت میں کسی بم کے دھماکے سے کم ثابت نہیں ہوئی تھی۔ کلاک بارہ بجنے کا اعلان کر رہا تھا لیکن ٹن ٹن کی آواز کے ساتھ ہی دروازے کی طرف سے ابھرنے والی ایک اور آواز سن کر ایک بار پھر اچھل پڑا۔ دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے وہ آواز سننے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر فضا پر گہرا سناٹا تھا

لیکن اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔ وہ کرسی سے اٹھ کر دبے قدموں دروازے کی طرف بڑھنے لگا اور پھر اچانک ہی ایک جھٹکے سے اس نے دروازہ کھول دیا۔ دوسرے ہی لمحے اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ نیلا دروازے کے سامنے فرش پر بے ہوش پڑی تھی۔ وہ چند لمحے متوحش نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر جھک کر اس نے نیلا کو اٹھایا اور کمرے میں لاکر آتشدان کے سامنے ایک آرام کرسی پر لٹا دیا۔ اس وقت پرنس یوجین کے بارے میں وہ سب کچھ بھول چکا تھا۔ پرنس اربرٹ پر بدحواسی طاری ہو رہی تھی وہ مختلف طریقوں سے نیلا کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا جب کوئی اور بات سمجھ میں نہ آسکی تو اس نے جھک کر نیلا کے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ دیئے۔ چند سیکنڈ بعد ہی نیلا کے جسم میں خفیف سی حرکت پیدا ہوئی اور وہ آہستہ آہستہ آنکھیں کھولنے لگی۔ "میں کہاں ہوں؟" اس نے کمزور سی آواز میں پوچھا اور چاروں طرف دیکھنے لگی۔ پھر پرنس اربرٹ کے چہرے پر نظر پڑتے ہی اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے دوبارہ بولی۔ "اوہ تم؟ کیا ہوا تھا مجھے۔ کیا میں بے ہوش ہوگئی تھی؟"

"ہاں' تم دروازے کے سامنے بے ہوش پڑی تھیں لیکن کیا ہوا تھا؟" پرنس اربرٹ نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا۔

"میں اپنے بستر پر سو رہی تھی کہ اچانک ہی آنکھ کھل گئی۔ پلنگ کے قریب ہی جولیس کو کھڑے دیکھ کر میں بدحواس سی ہوگئی۔ نہیں' وہ خواب نہیں تھا۔ میں نے جاگتی آنکھوں سے جولیس کو دیکھا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر بڑی طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ میں اسے دیکھ کر اسپرنگ کی طرح اچھل کر پلنگ کے نیچے پہنچ گئی۔ میں اس قدر خوفزدہ سی ہو رہی تھی کہ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کروں۔ مجھے اچھلتے دیکھ کر جولیس غائب ہوگیا اور پھر میں بدحواس ہوکر نیچے دوڑی کہ تمہیں اطلاع دے سکوں۔" نیلا نے کہا۔

"تم کوئی خواب دیکھ رہی تھیں شاید کیونکہ میں جاگ رہا تھا اور میں نے کسی قسم کی کوئی آواز نہیں سنی تھی۔ اگر کہو تو مسٹر راکسول کو جگا دوں۔" پرنس اربرٹ نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"اوہ! شاید واقعی میں کوئی بھیانک خواب ہی دیکھ رہی تھی۔" نیلا نے گہرا سانس لیا۔

"یہ بے خوابی اور اعصابی تھکن کا نتیجہ ہے۔" پرنس اربرٹ بولا۔ اس نے ابھی تک نیلا کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ دونوں کی نگاہیں ملیں اور پھر نیلا کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آگئی۔ "اوہ!" نیلا اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے بولی۔ "تم نے میرا بوسہ لیا تھا۔ ایسا کیوں کیا تم نے؟"

پرنس اربرٹ کا چہرہ سرخ ہوگیا۔ "مم..... معافی چاہتا ہوں مس راکسول! میں اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ سکا تھا۔ مجھے قطعی احساس نہیں تھا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ ایک بار پھر معافی کا خواستگار ہوں۔"

"تم نے میرا بوسہ کیوں لیا تھا؟" نیلا نے اپنا سوال دہرایا۔

"کیونکہ..... نیلا..... مم..... میں تم سے..... محبت کرتا ہوں۔ مجھے یہ کہنے کا کوئی حق نہیں لیکن....." پرنس کہتے کہتے رک گیا اور اس طرح نظریں جھکالیں جیسے اپنے جرم کا اعتراف کر رہا ہو۔

"تمہیں یہ کہنے کا حق کیوں نہیں؟" نیلا نے اسے گھورا۔

"اگر یوجین کا انتقال ہوگیا تو پوسین کی حکمرانی کا بوجھ میرے کندھوں پر آن پڑے گا اور مجھے اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے وہاں جانا ہی پڑے گا۔" پرنس اربرٹ نے مدہم لہجے میں کہا۔

"ہوں!" نیلا معنی خیز لہجے میں بولی۔ "ڈیڈی چار کروڑ ڈالر سے زیادہ کی آسامی ہیں۔ کیا تم پوسین کے تخت سے دستبردار نہیں ہوسکتے؟"

یہ سن کر پرنس اربرٹ کے چہرے پر افسردگی طاری ہوگئی۔ "تمہیں شاید علم نہیں کہ ہمارے قوانین کے مطابق ریاست کا حکمران کسی شہزادی ہی سے شادی کر سکتا ہے۔"

"لیکن پرنس یوجین سلامت رہے گا۔" نیلا نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔ "اگر وہ زندہ رہا تو....."

"تب مجھے ہر قسم کی آزادی حاصل ہوگی۔ میں تمہیں اپنانے کے لئے اپنے تمام حقوق سے دستبردار ہونے کا اعلان کر دوں گا مگر....."

"مگر کیا.....؟" نیلا نے اس کے خاموش ہونے پر پوچھا۔

"مگر تمہیں تا ابد میرا ساتھ دینے کا وعدہ کرنا ہوگا۔" پرنس بولا۔

"اس کے بعد بھی کسی وضاحت کی ضرورت ہے کیا؟" نیلا نے عجیب سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"نیلا....." پرنس اربرٹ کا چہرہ کھل اٹھا اور وہ اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر نیچے جھک گیا..... ٹھیک اسی وقت شیشہ ٹوٹنے کا چھناکا ہوا اور وہ دونوں گڑبڑا گئے۔ پرنس اربرٹ تیزی سے کھڑکی کے قریب پہنچ کر باہر جھانکنے لگا۔ ستاروں کی مدہم روشنی میں چند گز آگے عمارت کی پشت پر رسی کی ایک سیڑھی لٹکی دیکھ کر وہ چونک گیا۔ اس کے ساتھ ہی پائیں باغ کے آخری حصے سے بھاری قدموں کی آواز بھی سنائی دی تھی۔ "اوہ! یہ یقیناً جولیس تھا۔" پرنس اربرٹ نے نیلا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور دوسرے ہی لمحے ایک اور خیال کے تحت وہ اوپر کی طرف دوڑا۔ جب وہ مس اسپنسر والے کمرے تک پہنچا تو دروازہ کھلا دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ اندر داخل ہوا تو کمرہ خالی تھا اور مس اسپنسر غائب تھی۔

☆======☆======☆

گرینڈ بیبلون ہوٹل کے رائل اپارٹمنٹ اپنی مثال آپ تھے۔ اگرچہ نیویارک اور بوریا کے بعض ہوٹلوں میں شاہی خاندانوں کے افراد کے قیام کے لئے خصوصی انتظامات موجود تھے۔ مگر جو بات گرینڈ بیبلون ہوٹل میں تھی وہ کہیں اور دیکھنے میں نہیں آتی۔ شاہی خاندان کا کوئی فرد یہاں آکر اپنے محل اور اس ہوٹل میں کوئی فرق محسوس نہیں کرسکتا تھا۔ گرینڈ بیبلون ہوٹل کا ہر رائل اپارٹمنٹ چھ بڑے بڑے کمروں پر مشتمل تھا۔ ہر کمرہ آراستہ اور لوازمات سے پُر تھا۔ ہر اپارٹمنٹ کا گولڈن ڈرائنگ روم شاہی افراد سے ملاقات کے لئے آنے والے مہمانوں کے لئے مخصوص تھا۔ یہاں صرف خاص خاص مہمانوں کو ہی داخلے کا شرف حاصل تھا۔ اپارٹمنٹ کے آڈینس روم کو مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ یہ کمرہ پچاس فٹ لمبا اور چالیس فٹ چوڑا تھا۔ اس کی اونچی فرنچ اسٹائل کھڑکیوں سے دریائے ٹیمز کا دلفریب منظر نظر آتا تھا۔ کیونکہ یہاں آنے والے ہر چھ شاہی مہمانوں میں سے چار کا تعلق جرمنی کی کسی نہ کسی رائل فیملی سے ہوتا تھا۔ اس کمرے کی نقشین چھت فانوس کی جگمگاتی ہوئی روشنیوں میں بڑا دلفریب منظر پیش کرتی۔ دیواروں پر لٹکے ہوئے رنگ برنگے پردے ہوا کے جھونکوں سے لہراتے تو لگتا کہ قوس قزح کے سارے رنگ اس ایک کمرے میں سمٹ آئے ہوں۔ فرش پر بچھا ہوا دبیز قالین ترکی کی قدیم صنعت قالین بافی کا شاہکار تھا۔ یہ خوبصورت قالین فیلکس بیبلون نے ایک رومن شہزادے سے بڑے اصرار کے بعد حاصل کیا تھا۔ قیمتی اور نادر فانوس رائن سے حاصل کئے گئے تھے اور ہر فانوس کے ساتھ ایک الگ داستان وابستہ تھی۔ کمرے میں بچھی ہوئی شاہی کرسی کو اگرچہ تخت شاہی تو نہیں کہا جاسکتا لیکن شان و عظمت میں یہ کرسی تخت سے

کم نہ تھی۔ یہ تاریخی کرسی نپولین آسٹریا کے ایک شہر سے لوٹ کر لایا تھا۔ فیلکس بیبلون نے یہ کرسی فرانس میں نوادرات فروخت کرنے والے ایک شخص سے بہت بھاری قیمت ادا کرکے خریدی تھی۔ کمرے کے ہر کونے میں کسی عجیب سی دھات کے بنے ہوئے چار ایسے قد آدم مرتبان ایستادہ تھے جن کا تعلق سولہویں صدی سے تھا۔ ۱۸۷۵ء میں جب فرانس کے بادشاہ ولیم اول کو اپنے ملک سے فرار ہوکر لندن میں پناہ لینا پڑی تو یہاں قیام کے دوران اس نے انعام کے طور پر یہ چاروں عجیب و غریب قسم کے مرتبان فیلکس بیبلون کو انعام کے طور پر دیئے تھے۔

آڈینس چیمبر میں صرف ایک تصویر آویزاں تھی۔ یہ برازیل کے بدقسمت بادشاہ ڈون پیڈرو کا پورٹریٹ تھا جو پیڈرو نے فیلکس بیبلون کو تحفتاً پیش کی تھی۔ یہ تصویر اس وقت سے اسی جگہ آویزاں تھی اور یہاں قیام کرنے والے شہزادوں اور شہزادیوں کو شاہی کے عروج و زوال کی داستان نظر آتی تھی۔ ۱۸۸۷ء میں جب جوبلی کی تقریبات کے دوران گرینڈ بیبلون میں مختلف ممالک کے سات شہزادے قیام پذیر تھے تو ایک شہزادے نے فیلکس بیبلون کو پیغام بھیجا کہ اس تصویر کو وہاں سے ہٹا دیا جائے مگر بیبلون نے بڑی خوبصورتی سے اس کی اس درخواست کو مسترد کر دیا جس پر ناراض ہوکر وہ شہزادہ کسی اور ہوٹل میں منتقل ہوگیا جہاں اسی رات لٹیروں کے ہاتھوں اسے تقریباً دو ہزار پونڈ کے جواہرات سے محروم ہونا پڑا۔

گرینڈ بیبلون کے آڈینس روم کا لندن کے عجائبات میں شمار ہوتا تھا لیکن یہاں کسی عام آدمی کو داخلے کی اجازت نہیں تھی۔ اگر ہوٹل کے کسی ملازم سے اس کمرے کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ ناقابل یقین داستانیں سناتا۔ مثلاً اس کمرے میں بچھے ہوئے ترکی قالین کی صفائی پر پچاس ہزار پونڈ خرچ ہوتے تھے اور ان چار عجیب و غریب مرتبانوں میں سے ایک اس وقت گر کر ٹوٹ گیا تھا جب ایک رات بلقان کا بادشاہ چار نوجوان و حسین شہزادیوں کے ساتھ اس کمرے میں آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔ اس مرتبان کے دو ٹکڑوں کو جوڑنے پر دس ہزار پونڈ لاگت آئی تھی۔

پرنس اربرٹ اسی آڈینس روم کی کھڑکی کے سامنے کھڑا دریائے ٹیمز کا دلفریب منظر

دیکھ رہا تھا۔ اس کے جسم پر انگریزی تراش کا لمبا فراک کوٹ اور پتلون نظر آرہی تھی۔ چہرے پر نہ تو افسردگی تھی اور نہ اداسی۔ اس کے برعکس وہ خاصا خوش نظر آرہا تھا۔ اسے شاید کسی کی آمد کا انتظار تھا یہی وجہ تھی کہ وہ بار بار پیچھے مڑ کر شاہی کرسی کے دوسری طرف کمرے کے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ بالآخر کئی منٹ بعد جرمن لباس میں ملبوس ایک بوڑھا کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کچھ کاغذات دبے ہوئے تھے جنہیں اس نے کرسی کے قریب پڑی ہوئی میز پر رکھ دیا۔

"ہانس۔" پرنس اربرٹ بوڑھے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ "میں تم سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے یہ بتاؤ کہ پرنس یوجین کی طبیعت کیسی ہے؟"

"زیادہ اچھی نہیں یورہائی نس۔" ہانس نے خالص فوجی انداز میں سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔ "میں ہزہائی نس پرنس یوجین کے بچپن ہی سے ان کی خدمت پر مامور ہوں۔ ان سے پہلے ان کے والد مکرم کی خدمت کرتا رہا تھا لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ....."

ہانس نے خاموش ہوکر مایوسانہ انداز میں ہاتھوں کو حرکت دی۔

"ہاں، کہو..... کیا کہہ رہے تھے؟" پرنس اربرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان کے انداز گفتگو سے ظاہر ہورہا تھا کہ آقا اور ملازم کا رشتہ ہونے کے باوجود ان میں خاصی بے تکلفی تھی۔

"آپ کو یاد ہوگا یورہائی نس کہ ہمیں سیمسن لیوی نامی ایک مہاجن کا انتظار ہے۔ میرے خیال میں آڈینس چیمبر کی بجائے اگر لائبریری میں اس سے ملاقات کی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔" ہانس نے موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری تجویز اگرچہ معقول ہے لیکن تمہارا آقا پرنس یوجین کسی خاص وجہ کی بنا پر اس سے اسی کمرے میں ملنا چاہتا ہے۔" پرنس اربرٹ نے کہا۔ پھر دفعتاً موضوع بدلتے ہوئے بولا۔ "اور ہاں یہ تو بتاؤ کہ تم پرنس یوجین کو اوسٹینڈ میں چھوڑ کر پوسین واپس کیوں چلے گئے تھے؟"

"یہ ہزہائی نس کا حکم تھا یورہائی نس۔" بوڑھے ہانس نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔ وہ طویل عرصے سے اس شاہی خاندان کی خدمات انجام دے رہا تھا اور ان میں سے ہر

ایک کے مزاج سے بخوبی واقف تھا۔ "انہوں نے کسی خاص وجہ سے مجھے واپس بھیج دیا تھا۔"

"اور تمہیں دوبارہ یہاں پرنس سے ملاقات کرنی تھی؟" پرنس اربرٹ نے پوچھا۔

"بالکل یہی بات تھی یورہائی نس۔ میں وعدے کے مطابق یہاں پہنچ گیا تھا لیکن میرے دل میں نہ جانے یہ خوف کیوں تھا کہ شاید میں اپنے آقا کو زندہ نہ دیکھ سکوں۔" ہانس نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اوسٹینڈ میں پرنس یوجین بہت شدید بیمار ہوگیا تھا؟"

"میں اندازہ لگا سکتا ہوں۔" ہانس نے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "پوری طرح تو وہ اب بھی نہیں سنبھلے ہیں۔"

"ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ ہم اس کی زندگی سے ہی مایوس ہوچکے تھے لیکن مقام شکر ہے کہ وہ منحوس وقت ٹل گیا۔" پرنس بولا۔

"ان کے لئے ہمیں بہت محتاط رہنا پڑے گا' یورہائی نس۔" ہانس نے جواب دیا۔

"یقیناً پرنس یوجین کی زندگی پوسین کے لئے بہت قیمتی ہے۔" پرنس اربرٹ نے کہا..... اس سے پہلے کہ بوڑھا ہانس کوئی جواب دیتا' پرنس یوجین آڈینس چیمبر میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ ہلدی کی طرح زرد ہو رہا تھا اور نقاہت کے باعث شاہی لباس بھی اسے بوجھ لگ رہا تھا۔ آنکھوں میں کروٹیں لیتی ہوئی بے چینی نمایاں طور پر نظر آرہی تھی۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ گزشتہ واقعات کے بارے میں سوچتے ہوئے بھی خوف زدہ تھا لیکن اب اسے خوف زدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ اس وقت وہ شاہی اختیارات کا مالک تھا۔ اوسٹینڈ کے تنگ سے مکان کے تہہ خانے میں ملنے والے قیدی یوجین اور اس پرنس یوجین میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ گزشتہ واقعات ایک بھیانک یاد کی طرح اس کے ذہن کے تاریک گوشوں کی طرف رینگ رہے تھے۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ پوسین کے حکمران کو چند روز کے لئے ایک قیدی کی زندگی بھی گزارنی پڑی ہوگی۔ یہ صورتِ حال اگرچہ خاصی شرمناک تھی لیکن اسے اس بدترین حالت میں دیکھنے والے اس راز کو سینے کی گہرائیوں میں محفوظ رکھنے کی صلاحیت

بھی رکھتے تھے۔ لندن پہنچنے کے بعد باقاعدہ علاج سے اس کی حالت سدھر گئی تھی۔ سرخ ہیٹ والی وہ اداکارہ' مس اسپنسر اور کم ظرف جولیس اب اس کے لئے قصہ پارینہ بن چکے تھے۔ وہ اپنی اس نئی زندگی کے لئے پرنس اربرٹ اور راکسول کا ممنون تھا۔ جرمنی کے شہنشاہ کو بھی اس کی لندن میں آمد کی اطلاع دے دی گئی تھی لیکن اوسٹینڈ میں پیش آنے والے واقعات کا تذکرہ نہیں کیا گیا تھا۔ پرنس یوجین کا نام ایک بار پھر اخبارات کی سرخیاں بننے لگا تھا۔ اگرچہ اسے اس بھیانک خواب سے نجات مل چکی تھی لیکن جولیس' روکو اور مس اسپنسر اب بھی اس دنیا میں موجود تھے جو کسی بھی وقت نئی مشکلات پیدا کرسکتے تھے لیکن پرنس یوجین ان سب کو بھلا کر اپنے آپ کو سیمسن لیوی سے ملاقات کے لئے تیار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"یوجین! کیا تم مہمان سے اسی کمرے میں ملاقات کرو گے؟" پرنس اربرٹ کی آواز اسے خیالات کی دنیا سے باہر لے آئی۔

"ہاں! یہاں کوئی دیگر ایسی مصروفیت بھی نہیں ہے کہ مہمان کو یہاں آنے سے روک دیا جائے۔" پرنس یوجین نے کہا۔ پھر ہانس کی طرف رخ کرکے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔ پھر پرنس اربرٹ کو مخاطب کرتے ہوئے دوبارہ بولا۔ "اربرٹ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا ذہنی توازن درست نہیں؟"

"ایسی بیکار اور لغو باتوں کی ضرورت نہیں پیارے یوجین۔" پرنس اربرٹ نے لہجے میں نرمی پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"تم سمجھتے ہو کہ میں پاگل ہوں۔ تمہارا خیال ہے کہ دماغ کے اس بخار نے میری ذہنی کیفیت کو متاثر کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ گزشتہ دنوں میں شدید ذہنی صدمات سے دوچار رہا ہوں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں ذہنی توازن کھو بیٹھا ہوں۔" پرنس یوجین نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

پرنس اربرٹ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ویسے حقیقت یہ تھی کہ وہ اپنی جگہ یہی سوچ رہا تھا کہ پرنس یوجین کی ذہنی کیفیت ابھی تک معمول پر نہیں آئی۔ اس کی یہ گفتگو اس امر کا ثبوت تھی کہ یوجین کے دماغ پر ان صدمات کا کچھ اثر ابھی باقی تھا۔ اس کے

ذہن میں ایک خیال یہ بھی تھا کہ اس صورت حال میں پرنس یوجین کو اس پر اعتماد نہیں رہا۔ اگر وہ اپنا اعتماد بحال کرنے میں کامیاب ہوجائے تو وہ حالات پر قابو پاسکتا ہے لیکن اس وقت پوزیشن یہ تھی کہ پرنس یوجین کسی پر بھی اعتماد کرنے کو تیار نہیں تھا۔ اس پر جو کچھ بھی بیت چکی تھی اس کے پیش نظر ہر ایک کے بارے میں اس کے ذہن میں نت نئے شبہات جنم لے رہے تھے۔

"ویسے....." پرنس یوجین نے بات کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ "میں مسٹر راکسول اور اس کی بیٹی کا بے حد ممنون ہوں اور انہیں انعام سے نوازنا چاہتا ہوں۔ مثال کے طور پر اگر مس راکسول کو ایک کنگن اور اس کے باپ کو ایک ہزار پونڈ کی رقم دے دی جائے تو کیا غیر مناسب تو نہ ہوگا؟"

"پیارے یوجین!" پرنس اربرٹ نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔ "تم ایک ہزار پونڈ کی بات کرتے ہو۔ تمہیں شاید راکسول کی دولت کا اندازہ نہیں۔ وہ کسی دشواری کے بغیر تمہاری پوری ریاست کو خرید سکتا ہے۔ اس کے لئے ایک ہزار پونڈ تو ایسا ہی ہے جیسے تم نے اسے چھ پنس کا سکہ پیش کر دیا ہو۔"

"تب پھر مجھے کیا پیش کرنا چاہئے۔" پرنس یوجین نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں۔ پُرخلوص الفاظ میں شکریہ ادا کردو۔ کوئی انعام دینا ان کی توہین کے مترادف ہوگا۔ ان کا شمار ہوٹلوں کے ان مالکان میں نہیں ہوتا جو اپنے ہاں قیام کرنے والوں سے کسی قسم کی بخشش قبول کرتے ہیں۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

"کیا میں اس لڑکی کو بھی کنگن نہیں دے سکتا؟" یوجین نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"نہیں!" پرنس یوجین نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"ایک بات بتاؤ اربرٹ! اس رات تم نے اس کا بوسہ کیوں لیا تھا؟" پرنس یوجین نے اچانک ہی پوچھا۔

""کس کی بات کر رہے ہو؟" پرنس اربرٹ نے اپنی کیفیت پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے پُرسکون لہجے میں پوچھا۔ اگرچہ وہ اس کا مطلب سمجھ چکا تھا۔

"راکسول کی بیٹی کا۔" یوجین نے مختصر سا جواب دیا۔

"یہ تم کب کی بات کر رہے ہو یوجین؟"

"اوسٹینڈ کی وہ رات جب میں بیمار پڑا تھا۔ تم شاید یہ سمجھے ہوئے تھے کہ میں بے ہوش تھا۔ ہوسکتا ہے تمہارا یہ خیال درست ہو۔ اگر میں بے ہوش تھا تو مجھے ایک لمحے کو ہوش آگیا تھا اور ٹھیک اسی لمحے تم اس کا بوسہ لے رہے تھے۔" یوجین نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"اگر تم یہ سب کچھ جان چکے ہو تو میں بھی کوئی بات چھپانا ضروری نہیں سمجھتا۔ میں نیلا سے محبت کرتا ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔"

پرنس یوجین نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بولا۔ "سب لوگ ایسا ہی کہتے ہیں اور تم بھی دوسروں سے مختلف نہیں ہو۔ میری مثال تمہارے سامنے ہے۔ میں بھی ایک حسینہ کے عشق میں دیوانہ تھا لیکن اب میری حالت تمہارے سامنے ہے۔ لفظ محبت میں چاشنی تو ہے لیکن اس کا مفہوم کچھ نہیں۔"

"لیکن..... میری سوچ کا انداز دوسروں سے مختلف ہے۔ میں اس کا مفہوم اچھی طرح سمجھتا ہوں۔" پرنس اربرٹ نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

"تم اس سے شادی نہیں کرسکتے۔ شہنشاہ کبھی اس کی اجازت نہیں دیں گے۔" یوجین نے سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے کہا۔

"شہنشاہ کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ میں اپنے حقوق سے دستبردار ہوجاؤں گا اور ایک عام شہری کی زندگی بسر کروں گا۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تم قسمت کی دیوی کو دھتکار دو گے۔" یوجین نے اسے گھورا۔

"میری بیوی ہی میرے لئے قسمت کی دیوی ثابت ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ شادی کے بعد وہ اپنا سب کچھ میرے حوالے کردے گی۔"

"اس میں شک نہیں کہ نیلا سے شادی کے بعد تم بے پناہ دولت کے مالک بن جاؤ گے لیکن کیا تم نے یہ بھی سوچا ہے کہ میں نے ابھی تک شادی نہیں کی اور میری صحت کا عالم یہ ہے کہ کسی بھی وقت اس دنیا سے رخصت ہوسکتا ہوں۔ میری موت کے بعد تخت

کے وارث تم ہوگے اربرٹ۔ ریاست کا نظام تم ہی کو چلانا ہوگا۔" پرنس یوجین نے کہا۔ بات کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی تھی۔

"میں کبھی تخت کا وارث نہیں بن سکتا۔" پرنس اربرٹ نے پُرسکون لہجے میں کہا۔ "کیونکہ تم ابھی زندہ ہو۔ تمہاری صحت بھی ٹھیک ہے اور میرے اندازے کے مطابق تم ابھی کئی سال تک زندہ رہوگے۔ موت کا خوف دل سے نکال دو۔"

"اگلے سات دن میرے لئے انتہائی اہمیت رکھتے ہیں۔" پرنس یوجین نے عجیب سے لہجے میں جواب دیا۔

"سات دن کیا مطلب؟" پرنس اربرٹ چونک گیا۔

"اس کا مطلب میں خود بھی نہیں سمجھتا لیکن..... ایک احساس ہے کہ سات دن تک میں شاید ہی زندہ رہ سکوں۔" پرنس یوجین کے لہجے میں افسردگی آگئی۔

"مسٹر سیمسن لیوی تشریف لے آئے ہیں جناب!" دروازے کی طرف سے بوڑھے ہانس کی آواز سن کر وہ دونوں ہی اس طرف متوجہ ہوگئے۔ "ہاں' ٹھیک ہے۔ اسے یہاں لے آؤ۔" پرنس یوجین نے ملازم کو اشارہ کیا۔

"ذرا ایک منٹ پہلے میری بات سن لو۔" پرنس اربرٹ نے دوستانہ انداز میں یوجین کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی بوڑھے ہانس کی طرف ایسی نگاہوں سے دیکھا جیسے اسے یوجین کے اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کا اشارہ کر رہا ہو۔

"کیا بات ہے۔ تم اچانک اس قدر سنجیدہ کیوں ہوگئے ہو اربرٹ۔ مجھے مسٹر سیمسن لیوی سے بہت اہم ملاقات کرنی ہے اور اسے انتظار کروانا مناسب نہ ہوگا۔ یہ ہمارے وقار کے منافی ہے۔" پرنس یوجین نے اپنے چچا کو گھورا۔

"یوجین۔" پرنس اربرٹ اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے بولا۔ "میں تمہیں مشورہ دوں گا کہ تم بھی میری طرح سنجیدگی اختیار کرو۔ کیا وجہ ہے کہ ہم ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرسکتے۔ میں نے ماضی میں بھی تمہارا ساتھ دیا ہے اور اب بھی تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ یہ درست ہے کہ ریاست کے حکمران ہونے کی حیثیت سے تمہاری حیثیت مجھ سے افضل و برتر ہے لیکن یہ مت بھولو کہ میں تمہارا چچا بھی ہوں۔ تمہارا ہم عمر

ہونے کے باعث تمہارا دوست بھی رہا ہوں۔ ہم دونوں بھائیوں اور بہترین دوستوں کی طرح پل کر جوان ہوئے ہیں۔ برسوں پہلے تم مجھ پر ایسے ہی اعتماد کرتے تھے جیسے تمہیں اپنی ذات پر اعتماد ہوسکتا ہے لیکن اب مجھے بڑی شدت سے یہ احساس ہو رہا ہے کہ تم بعض باتیں مجھ سے چھپانے کی کوشش کر رہے ہو۔ بیماری کے بعد سے تو تم بالکل ہی بدل گئے ہو۔ کیا اب تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں رہا؟"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" پرنس یوجین کے لہجے میں خلافِ توقع نرمی تھی۔

"سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس مقصد کے تحت تم مسٹر سیمسن لیوی سے ملاقات کرنے والے ہو وہ پورا نہیں ہوگا۔" اربرٹ بولا۔

"میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوں گا؟" پرنس یوجین نے اسے گھورا۔ "تمہیں کیسے معلوم ہے کہ میں اس سے کیوں ملنا چاہتا ہوں؟"

"تمہیں مسٹر سیمسن سے دس لاکھ پونڈ کی رقم نہیں مل سکتی۔ سمجھے مائی ڈیئر پرنس!" اربرٹ نے کہتے ہوئے اس کے چہرے پر نظریں جما دیں۔

"تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ میں اس سے کوئی رقم لینا چاہتا ہوں۔" پرنس یوجین نے مدہم لہجے میں کہتے ہوئے محتاط نگاہوں سے اِدھر اُدھر دیکھا پھر خفیف سے انداز میں مسکراتے ہوئے بولا۔ "اوہ سمجھا۔ شاید بیماری کے دوران میں بے ہوشی کی حالت میں بڑبڑاتا رہا تھا۔ بہرحال' تمہیں اس معاملے میں سنجیدگی سے نہیں سوچنا چاہئے۔ بیماری میں انسان نہ جانے کیا کیا ہذیان بکتا رہتا ہے۔"

"میں تمہارے ہذیان کی بات نہیں کر رہا۔ نہ میں نے تمہارے منہ سے ایسی کوئی بات سنی تھی جس سے یہ نتیجہ اخذ کرسکتا۔ میں تو اوسٹینڈ میں تم تک پہنچنے سے پہلے سے اس قرضے کے بارے میں آگاہ ہوچکا تھا جو تم مسٹر سیمسن لیوی سے لینا چاہتے تھے۔" پرنس اربرٹ نے اسے گھورا۔

"تمہیں کس نے بتایا تھا؟" اس مرتبہ پرنس یوجین کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

"تو گویا تم اعتراف کرتے ہو کہ تم ایسا کوئی قرضہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے

ہو؟"

"میں نے کوئی اعتراف نہیں کیا لیکن تمہیں یہ اطلاع کہاں سے ملی تھی؟" پرنس یوجین نے اسے گھورا۔

"امریکی کروڑ پتی تھیوڈور راکسول سے۔ یہ دولت مند لوگ جب آپس میں مل بیٹھتے ہیں تو دوسروں کے راز' راز نہیں رکھتے۔ تم جیسے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تم اقتدار کے مالک ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اصل اقتدار انہی لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو اپنی دولت کے بل بوتے پر تم جیسے حکمرانوں پر حکومت کرتے ہیں۔" پرنس اربرٹ نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"لعنت بھیجو ان لوگوں پر۔" یوجین کا منہ بن گیا۔

"چلو بھیج دی لعنت! اب میں پھر اصل موضوع کی طرف آتا ہوں۔" پرنس اربرٹ کہنے لگا۔ "جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ راکسول تمہارے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو شرم و ندامت سے میری عجیب کیفیت ہو رہی تھی۔ خوش قسمتی سے راکسول ایک پُرخلوص آدمی ہے اور آنکھیں بند کرکے اس پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ بصورت دیگر یہ معلوم ہونے کے بعد کہ تمہارے اہم راز ایک اجنبی تک پہنچ چکے ہیں۔ شاید میں کوئی سنگین قدم اٹھا بیٹھتا۔ اب میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تم اتنی بڑی رقم قرض کیوں لینا چاہتے ہو؟"

"تمہیں شاید علم نہیں کہ میرا بال بال قرض میں جکڑا ہوا ہے۔ اس رقم سے میں اپنے تمام قرضے چکانا چاہتا ہوں۔" پرنس یوجین نے ٹھنڈا سانس بھرا۔

"یہ تو میں جانتا تھا کہ تم مقروض ہو لیکن اتنا قرضہ! اتنی رقم تو دس سال میں بھی خرچ نہیں کی جاسکتی۔ آخر تم نے اتنی رقم کیسے اور کہاں برباد کردی؟" پرنس اربرٹ نے اسے گھورا۔

"لکیر پیٹنے سے اب کوئی فائدہ نہیں۔ سرخ ہیٹ والی وہ اداکارہ میری آخری حماقت تھی۔ اب میں شادی کرکے ایک باوقار حکمران کی طرح زندگی گزارنا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے ان قرضوں سے نجات حاصل کرنا ضروری ہے۔" پرنس یوجین بولا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم شہزادی اینا سے شادی کے سلسلے میں سنجیدہ ہو؟"

"بالکل۔ مسٹر سیمسن لیوی سے معاملہ طے ہونے کے بعد سب ٹھیک ہوجائے گا۔ شہزادی اینا کو میں کسی قیمت پر بھی نہیں کھونا چاہتا۔ وہ میری محبت ہے۔ میں اسے دل کی گہرائیوں سے چاہنے لگا ہوں....." پرنس یوجین کا لہجہ جذباتی ہوگیا۔

"اس کے باوجود اپنے قرضوں کے سلسلے میں تم اسے دھوکا دینا چاہتے ہو؟" پرنس اربرٹ نے اسے گھورا۔

"اسے نہیں' تم اس کے والدین اور شہنشاہ کے بارے میں یہ بات کہہ سکتے ہو۔ میرے قرضوں کی داستانیں ان تک پہنچ چکی ہیں اور میں ان کا سامنا کرنے سے پہلے سارے حسابات بے باق کردینا چاہتا ہوں۔"

"میں تمہاری صاف گوئی کے لئے ممنون ہوں پرنس' لیکن میں بھی بہت واضح الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ تم شہزادی اینا سے شادی نہیں کرسکو گے۔" پرنس اربرٹ نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں؟" پرنس یوجین کے لہجے میں پھر تلخی آگئی۔

"اس لئے کہ تمہارے حسابات بے باق نہ ہونے کے باعث شہزادی کے والدین انکار کردیں گے۔ تم اپنے بکھرے ہوئے یہ قرضے اس لئے نہیں چکا سکو گے کہ مسٹر سیمسن لیوی سے تمہیں دس لاکھ پونڈ کا قرضہ نہیں ملے گا۔"

"میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں۔" پرنس یوجین الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تمہیں اس حقیقت سے تو انکار نہ ہوگا کہ تمہیں اغوا کرکے اوسٹینڈ کی ایک عمارت کے تہہ خانے میں رکھا گیا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے اعتراف ہے۔"

"کیا تم اپنے اغوا کئے جانے کی وجہ سمجھتے ہو؟"

"اس کے علاوہ اور کیا وجہ ہوسکتی ہے کہ سرخ ہیٹ والی وہ اداکارہ اپنے ساتھیوں کے ذریعے مجھ سے کچھ رقم حاصل کرنا چاہتی تھی لیکن ان کی بدقسمتی یا میری خوش قسمتی

کہ عین وقت پر تم وہاں پہنچ گئے۔" پرنس یوجین نے جواب دیا۔

"تم غلط فہمی کا شکار ہو۔" پرنس اربرٹ بولا۔ "وہ تم سے کوئی رقم نہیں اینٹھنا چاہتے تھے۔ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ تمہاری جیبیں خالی ہو چکی ہیں۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یورپ کے حکمرانوں میں تم واحد شخص ہو جسے اپنی ریاستی ذمہ داریوں کا کوئی احساس نہیں۔ کیا تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ تمہیں اغوا کیوں کیا گیا تھا؟"

"اگر مجھے جی بھر کے برا بھلا کہہ چکے ہو تو یہ بھی بتا دو۔" پرنس یوجین نے درشت لہجے میں کہا۔

"تمہیں اس لئے اغوا کیا گیا تھا کہ چند روز کے لئے تمہیں لندن سے دور رکھا جائے تاکہ مقررہ پروگرام کے مطابق سیمسن لیوی سے ملاقات نہ کر سکو اور اگر میں غلط نہیں سمجھتا تو وہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ سیمسن لیوی سے قطع نظر' کیا یورپ میں کوئی اور ایسا آدمی موجود ہے جو تمہیں انہی شرائط پر اتنی بڑی رقم بطور قرض فراہم کر سکے؟" پرنس اربرٹ نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"شاید کوئی نہیں۔" پرنس یوجین نے پُرسکون لہجے میں جواب دیا۔ "لیکن تم دیکھو گے کہ سیمسن لیوی ہی سے مجھے یہ مطلوبہ رقم مل جائے گی۔ وہ وعدہ کر چکا ہے اور میری اطلاعات کے مطابق وہ اپنے قول کا پکا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ بعض وجوہ کی بنا پر یہ رقم مجھے....."

"ہاں آگے کہو؟" پرنس اربرٹ نے لقمہ دیا۔

"جون کے آخر تک مل جائے گی۔" پرنس یوجین نے جملہ مکمل کر دیا۔

"اور اب جولائی اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔" اربرٹ بولا۔

"جون یا جولائی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مجھے قرض دے کر وہ فائدے ہی میں رہے گا۔ قرض پر جس شرح سود کی میں نے پیشکش کی ہے وہ اسے کہیں اور سے نہیں ملے گا لیکن تمہارے ذہن میں یہ خیال کیوں آ رہا ہے کہ میرے خلاف کوئی سازش کی گئی ہے؟" پرنس یوجین نے کہا۔

"کیا تم نے کنگ بوزینا کے بارے میں بھی کبھی سوچا ہے؟"

"کنگ بوزینا کا یہاں کیا ذکر؟" پرنس یوجین نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"شاید مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ کنگ بوزینا آسٹریا کا باجگزار ہے۔ شہنشاہ آسٹریا کی خواہش ہے کہ کنگ بوزینا کی شادی کسی بااثر ریاست کی شہزادی سے ہو۔"

"تو اس سے ہماری صحت پر کیا اثر پڑتا ہے؟" پرنس یوجین نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

"وہ شہزادی اینا سے شادی کرنا چاہتا ہے۔" پرنس اربرٹ نے کہا۔

"جب تک میں زندہ ہوں اس کی یہ خواہش پوری نہیں ہو سکتی۔ تقریباً ایک سال پہلے وہ ایسی کوشش کر چکا ہے لیکن اسے بری طرح دھتکار دیا گیا تھا۔" پرنس یوجین نے جواب دیا۔

"میں جانتا ہوں وہ دوبارہ بھی ایسی کوشش کر سکتا ہے اور اس مرتبہ اسے مایوس نہیں کیا جائے گا۔ کچھ سمجھنے کی کوشش کرو یوجین۔ تمہارے خلاف اس سازش کے پیچھے کسی ایسی ہستی کا ہاتھ ہے جو تمہارے بارے میں سب کچھ جانتی ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ تم شہزادی اینا سے شادی کرنے میں کامیاب ہو سکو۔ تمہیں شہزادی کے ساتھ شادی سے روکنے والا صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو خود شہزادی سے شادی کا خواہشمند ہو۔ اور پورے یورپ میں ایسا شخص صرف ایک ہی ہے۔" پرنس اربرٹ نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"اوہ!" پرنس یوجین کے چہرے پر زردی چھا گئی۔ "کہیں تم مجھے یہ سمجھانے کی کوشش تو نہیں کر رہے کہ مجھے اوسٹینڈ میں روکنے والے کنگ بوزینا کے ایجنٹ تھے؟"

"میرا مطلب یہی تھا۔" پرنس اربرٹ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اور ان کا مقصد یہ تھا کہ میں سیمسن لیوی سے قرضہ حاصل نہ کر سکوں' اور اس طرح شہزادی اینا سے میری شادی کا معاملہ ہی ختم ہو جائے گا؟" پرنس یوجین نے پوچھا تو اربرٹ نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ پرنس یوجین بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔

"تم میرے بہترین دوست ہو اربرٹ۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے ہمیشہ میری بھلائی ہی سوچی

ہے لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس وقت تمہارے خدشات بے بنیاد ہیں۔"

"کیا تم ڈیموک ریجنالڈ کو بھی بھول چکے ہو؟" پرنس اربرٹ نے اسے گھورا۔

"مجھے یاد ہے تم نے بتایا تھا کہ وہ مرچکا ہے۔" پرنس یوجین بولا۔

"میں نے اس قسم کی بات نہیں کہی تھی۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ اسے قتل کر دیا گیا ہے اور اس کا یہ قتل بھی تمہارے خلاف اسی سازش کی ایک کڑی ہے۔" پرنس اربرٹ نے کہا۔

"میں یہ یقین کرنے کو تیار نہیں کہ ریجنالڈ کو کسی سازش کے تحت قتل کیا گیا تھا۔ وہ طبعی موت مرا تھا اور جہاں تک سیمسن لیوی کا تعلق ہے تو میں تم سے ایک ہزار پونڈ کی شرط لگانے کو تیار ہوں کہ ہماری ملاقات کامیاب ثابت ہوگی اور جب میں لندن سے رخصت ہوں گا تو دس لاکھ پونڈ کی رقم میری جیب میں ہوگی۔" پرنس یوجین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے تمہیں سیمسن پر بہت زیادہ اعتماد ہے کیا اس سے پہلے بھی کبھی لین دین ہوچکا ہے؟" پرنس اربرٹ نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"کسی حد تک' مجھ جیسا نوجوان سیمسن لیوی جیسے کسی آدمی سے کسی نہ کسی طرح تعلق ضرور رکھتا ہے۔" یوجین نے جواب دیا۔

"میرا اس سے کوئی تعلق کیوں نہیں؟" پرنس اربرٹ نے اسے گھورا۔

"تم..... تم تو نرے احمق ہو۔" پرنس یوجین نے کہتے ہوئے گھنٹی بجادی۔

"ہانس! مسٹر سیمسن لیوی کو لے آؤ۔" اس نے دروازے کی طرف رخ کرکے کہا جہاں بوڑھا ہانس کھڑا تھا۔ پرنس اربرٹ مایوسانہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا ہوا رخصت ہوگیا۔ اس کے جانے کے بعد پرنس یوجین کرسی پر بیٹھ گیا اور سامنے میز پر پڑے ہوئے کاغذات کا مطالعہ کرنے لگا جو ہانس نے لاکر رکھے تھے..... "صبح بخیر یورہائی نس۔" سیمسن لیوی نے کمرے میں داخل ہوکر خم ہوتے ہوئے کہا۔ "مجھے امید ہے کہ جناب کے مزاج بخیر ہوں گے۔"

"صبح بخیر مسٹر لیوی۔ تشریف لائیے۔" پرنس یوجین نے کاغذات سے نظریں ہٹاتے

ہوئے پُروقار لہجے میں کہا۔ سیمسن لیوی کا کاروبار اگرچہ یورپ کے شاہی خاندانوں ہی سے وابستہ تھا لیکن کسی حکمران سے تنہائی میں ملاقات کرنے کا یہ اس کا پہلا موقع تھا۔ اسے علم نہیں تھا کہ یوجین جیسے حکمران سے کس انداز سے گفتگو کی جانی چاہئے۔ پرنس کی دید سے اور گھبراہٹ کے باعث اس کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہونے لگے۔ دل کی دھڑکن بھی بے قابو ہوئی جارہی تھی لیکن اس نے جلدی ہی اپنی اس کیفیت پر قابو پالیا اور پرنس کی طرف دیکھنے لگا۔

"میرا خیال ہے ہمیں تمہید میں وقت ضائع کرنے کی بجائے فوراً ہی اصل موضوع پر گفتگو شروع کر دینی چاہئے' تشریف رکھئے۔ آپ کھڑے کیوں ہیں۔" پرنس یوجین نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"آپ نے درست فرمایا یورہائی نس' لیکن....." سیمسن لیوی کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا.....؟" پرنس یوجین نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"کئی ماہ پہلے تمام معاملات ہم میں طے پا گئے تھے۔ قرضے کی ضمانت اور سود کی شرح بھی تمہارے لئے تسلی بخش ہے۔ دنیا کا کوئی بھی شخص اتنی بڑی رقم پر تمہیں ساڑھے پانچ فیصد سود دینے کو تیار نہ ہوگا جب کہ یہ شرط بھی ہو کہ دس سال میں تمام رقم لوٹا دی جائے گی۔ میں شاید تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ عنقریب شہزادی اینا سے میری شادی ہونے والی ہے۔ اس شادی کے بعد مجھے شہزادی کی طرف سے جو رقم ملے گی وہ تقریباً بیس لاکھ پونڈ کے لگ بھگ ہوگی۔" پرنس یوجین خاموش ہوکر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اگرچہ اسے بھرپور احساس تھا کہ کسی اجنبی کے سامنے ایسی بات نہیں کرنی چاہئے لیکن حالات کا تقاضا تھا کہ اسے زیادہ سے زیادہ حد تک متاثر کرنے کی کوشش کی جاتی۔

"درست فرمایا یورہائی نس لیکن اس وقت صورت حال قدرے مختلف ہے۔" سیمسن لیوی نے مدہم لہجے میں کہنا شروع کیا۔ "میں نے کہا تھا کہ جون کے آخر تک یہ رقم آپ کو فراہم کردوں گا اور آپ نے مقررہ تاریخ سے پہلے ملاقات کا وعدہ کیا تھا لیکن آپ طے شدہ پروگرام کے مطابق یہاں نہیں پہنچے میں نے اپنے جرمن ایجنٹوں کے ذریعے

آپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن کچھ پتہ نہیں چلا کہ ان دنوں آپ کہاں تھے۔ آپ کے نہ آنے سے میں اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ آپ نے کہیں اور سے مطلوبہ رقم کا بندوبست کرلیا ہوگا۔"

"بدقسمتی سے میں اوسٹینڈ میں کسی معاملے میں الجھا ہوا تھا میں نے کسی دوسری جگہ سے رقم کا بندوبست نہیں کیا اور مجھے اس وقت بھی دس لاکھ پونڈ کی ضرورت ہے۔ اگر تم کم سے کم وقت میں یہ رقم میرے لندن کے بنک میں جمع کروا دو تو انتہائی ممنون ہوں گا۔" پرنس یوجین نے پُرامید نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے یور ہائی نس۔" سیمسن لیوی نے مدہم لہجے میں کہا۔ "میرے کاروباری شرکا یہ رقم جنوبی امریکہ میں کسی اور کاروبار میں استعمال کرچکے ہیں۔ میں یور ہائی نس کو یہ بتا دینے میں بھی کوئی حجاب نہیں سمجھتا کہ یہ رقم چلی کی حکومت کو قرض دی گئی ہے۔"

"چلی کی حکومت پر لعنت بھیجو مسٹر لیوی۔" پرنس یوجین تیز لہجے میں بولا۔ اس کے چہرے کی رنگت ایک دم بدلنا شروع ہوگئی تھی۔

"مجھے اس سے انکار نہیں کہ ہم میں اتنی رقم کے لین دین کا معاہدہ ہوا تھا لیکن آپ خود معاہدہ توڑ چکے ہیں یور ہائی نس۔" سیمسن لیوی نے کہا۔

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو۔" پرنس یوجین نے مدہم لہجے میں کہا۔ "کہ تم مجھے دس لاکھ پونڈ قرض دینے کی پوزیشن میں نہیں ہو؟"

"میں دو تین سال بعد اس رقم کا انتظام کرسکتا ہوں۔" سیمسن لیوی نے جواب دیا۔

"مسٹر لیوی!" پرنس یوجین اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہنے لگا۔ "اگر تم نے کل صبح تک مجھے یہ رقم فراہم نہ کی تو محض تمہاری وجہ سے یورپ کا ایک قدیم ترین شاہی خاندان تباہ ہوجائے گا۔ نہ صرف یہ بلکہ یورپ کے نقشے میں بھی بہت سی تبدیلیاں آجائیں گی۔ میری طرف سے معاہدے کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔ تمہیں شاید کسی قسم کا شبہ ہو رہا ہے۔ جب کہ میں اب بھی تم پر مکمل اعتماد کا اظہار کر رہا ہوں۔"

"معافی چاہتا ہوں یور ہائی نس۔" سیمسن لیوی کرسی سے اٹھتے ہوئے بولا۔ "میں نے

بھی معاہدے کی کوئی خلاف ورزی نہیں کی۔ وہ رقم اب میرے دائرہ اختیار میں نہیں رہی۔ اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہوں گا۔"

سیمسن لیوی جا چکا تھا۔ پرنس یوجین پتھر کے بت کی طرح بے حس و حرکت بیٹھا اس صورت حال پر غور کر رہا تھا جس نے اسے تباہی کے دہانے پر لاکھڑا کیا تھا۔ کچھ دیر بعد جب پرنس اربرٹ کمرے میں داخل ہوا تو یوجین ویران سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

"تم ٹھیک کہتے تھے اربرٹ۔ سب کچھ ختم ہوچکا اب میرے لئے پناہ کی صرف ایک ہی جگہ رہ گئی ہے۔"

"تمہارا مطلب یہ تو نہیں کہ....." پرنس اربرٹ جملہ ادھورا چھوڑ کر الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم ٹھیک سمجھے۔ میں ایسا انتظام کرلوں گا کہ میری موت ایک حادثہ ہی ثابت ہوگی۔" پرنس یوجین نے مُردہ سے لہجے میں کہا اور پرنس اربرٹ پریشان سی نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

☆======☆======☆

جس روز پوسین کے حکمران پرنس یوجین کو برطانوی مہاجن سیمسن لیوی سے دس لاکھ پونڈ کے قرضے کے سلسلے میں ٹکا سا جواب ملا یہ اسی شام کا ذکر ہے کہ تھیوڈور راکسول گرینڈ ہیبلون کی راہداریوں میں گھوم رہا تھا۔ اس مٹرگشت کا وقت گزاری کے علاوہ اور کوئی مقصد نہیں تھا۔ راکسول ایک دو روز پہلے ہی اوسٹینڈ سے واپس آیا تھا۔ وہ اوسٹینڈ میں پیش آنے والے واقعات کو بھلانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن اب تک اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکا تھا۔ اس کے برعکس اس کے ذہن میں کچھ نئے خیالات جنم لے رہے تھے۔ کچھ باتیں ایسی بھی تھیں جن کی ابھی تک پوری طرح وضاحت نہیں ہوسکی تھی۔ اور انہی چیزوں نے راکسول کے ذہن کو الجھا رکھا تھا۔ ریاست پوسین کے دونوں پرنس ہوٹل کے رائل اپارٹمنٹ میں مقیم تھے لیکن ان کے چہروں پر بھی مایوسی ہی کے تاثرات تھے۔ راکسول سوچ رہا تھا کہ اگر وہ دونوں شہزادے اس معاملے میں پسپائی اختیار کر گئے تو

وہ اپنے طور پر اس مہم کو جاری رکھے گا۔ ایک طرح سے وہ لوگ یہ جنگ جیت بھی چکے تھے۔ پرنس یوجین کو اس طرح دشمنوں کے قبضے سے نکال لینا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ ان کے اس کارنامے نے جولیس' روکو' مس اسپنسر اور غالباً اس کے دوسرے ساتھیوں کو بھی راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا تھا لیکن راکسول کے خیال میں اتنا ہی کافی نہیں تھا۔ مجرم ابھی تک آزاد تھے اور وہ کسی بھی وقت کوئی مہلک وار کر سکتے تھے۔ ایک اور پریشان کن مسئلہ بھی اس کے سامنے تھا۔ پولیس کو ابھی تک اس واقعے کی اطلاع نہیں دی گئی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ اگر پولیس کو ان واقعات کی بھنک مل گئی تو اس پر جرائم کی پردہ پوشی کا الزام عائد کر کے اس کی شخصیت کو مسخ کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی۔

راکسول متعدد بار اپنے آپ سے یہ سوال کر چکا تھا کہ اس نے اس سارے معاملے کو پولیس سے پوشیدہ کیوں رکھا۔ وہ پوسین کے شہزادوں کے معاملات میں دلچسپی کیوں لیتا رہا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے طور پر اس مہم کو جاری کیوں رکھنا چاہتا تھا؟ پہلے دو سوالوں کے جواب میں اس نے اپنے طور پر یہ عذر لنگ تلاش کر لیا تھا کہ وہ نیلا کی ضد سے مجبور ہو کر یہ سب کچھ کر رہا تھا اور کسی حد تک مہم جوئی کا اپنا جذبہ بھی کارفرما تھا۔ تیسرے سوال کا جواب یہ تھا کہ اب تک اس نے جس معاملے کو بھی ہاتھ میں لیا تھا اسے پایہ تکمیل تک پہنچائے بغیر نہیں چھوڑا تھا۔ اس مہم کو جاری رکھنے کے لئے اس کے دل میں ایک اور جذبہ بھی کارفرما تھا اور وہ جذبہ تھا قانون سے محبت اور تعاون کا۔ قانون خواہ کسی بھی ملک کا ہو قابل احترام ہوتا ہے اور راکسول جیسے شخص قانون کی بالادستی کے لئے اپنی جان تک کی بازی لگا دیتے ہیں۔

راکسول یہی باتیں سوچتا ہوا ہوٹل کی مختلف راہداریوں میں مٹرگشت کر رہا تھا۔ جولائی کا آخری دن تھا۔ فضا میں حبس کی سی کیفیت تھی۔ اخبارات کئی روز سے اس قسم کے مضامین میں اور خبریں شائع کر رہے تھے جن سے یہ تاثر ملتا تھا کہ لندن ویران ہو چکا ہے اور لوگ گرمی کی شدت سے گھبرا کر ساحلی یا پہاڑی علاقوں کا رخ کر رہے ہیں لیکن راکسول کے خیال میں جہاں تک گرینڈ بیبلون کا تعلق تھا تو اس کی رونق اب بھی برقرار

تھی اور ہوٹل میں خاطر خواہ بزنس ہو رہا تھا۔ ہوٹل کے وسیع لان میں بید کی بنی ہوئی کرسیوں پر ہر عمر کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے جو مختلف قسم کے مشروبات سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ پورے چاند کی نقرئی روشنی بڑا سحر انگیز تاثر دے رہی تھی۔ ہوٹل کے باوردی ملازمین بڑی مستعدی سے معزز نگاہوں کے احکامات کی تعمیل کر رہے تھے۔

راکسول ایک ٹیرس پر کھڑا دلچسپ نگاہوں سے اپنے ان معزز گاہکوں کو دیکھ رہا تھا جو اس وقت اس کی آمدنی کا ذریعہ بنے ہوئے تھے۔ ان میں بہت کم لوگ ایسے تھے جو یہ جانتے ہوں کہ اپنے خیالوں میں الجھا ہوا یہ دراز قامت آدمی ہی گرینڈ بیبلون کا مالک اور یورپ کا امیر ترین شخص ہے اور جو لوگ اسے جانتے تھے وہ اپنے ساتھیوں کی طرف جھکے سرگوشیوں میں انہیں اس کے بارے میں بتا رہے تھے لیکن راکسول ان سب سے بے نیاز اپنے ہی خیالوں میں گم تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے کچھ کرنا چاہئے مگر کیا کرنا چاہئے؟ یہی بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

وہ مزید کچھ دیر تک ٹیرس پر ٹہلتا رہا پھر پہلو کے دروازے سے نکل کر گلی میں پہنچ گیا جس کے اختتام پر اسٹرینڈ کا پُر رونق بازار تھا۔ بازار میں چلتے ہوئے وہ غیر ارادی طور پر قریب سے گزرنے والی ایک سُست رفتار بس میں سوار ہو گیا۔ اس نے ٹپنی تک کا ٹکٹ لیا اور بلا مقصد اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ بس کے تمام مسافر اس وقت اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ان کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر وہ اپنے آپ میں کوئی خامی محسوس کرنے لگا۔ جب اس نے اپنے آپ کا جائزہ لیا تو اسے اپنی اس حماقت کا احساس ہو گیا کہ وہ ایوننگ ڈریس پر ویسٹ کوٹ پہنے بغیر چلا آیا تھا۔ اس حماقت کا احساس ہوتے ہی وہ بس سے اتر گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بس کے مسافروں کا ایک قہقہہ بھی سنا تھا۔ وہ یقیناً اسے کوئی دیوانہ ہی سمجھ رہے تھے۔ چند قدم چلنے کے بعد وہ ایک تمباکو فروش کی دکان میں گھس گیا اور دکاندار سے ایک سگار طلب کیا۔

"کون سا سگار پیش کروں جناب؟" دکاندار نے پوچھا۔

"تمہارے پاس سب سے اچھا سگار کون سا ہے؟" راکسول نے دریافت کیا۔

"یہ دیکھئے جناب۔ یہ میری دکان کا سب سے عمدہ اور قیمتی سگار ہے۔ پانچ شلنگ۔"

دکاندار نے جواب دیا۔

"مجھے ایک پینی والا ایک سگار دے دو۔" راکسول نے بیچارگی سے کہا اور پھر اس گھٹیا سے سگار کے کش لگاتا ہوا دکان سے باہر آگیا۔ ابھی وہ چند قدم ہی آگے بڑھا ہوگا کہ قریب سے گزرنے والے ایک آدمی کی آواز سن کر ٹھٹک گیا۔ "گڈ ایوننگ مسٹر راکسول۔"

راکسول اس شخص کی طرف دیکھنے لگا جس نے سفری اوور کوٹ پہن رکھا تھا اور ایک ہاتھ میں سفری بیگ لٹکا رکھا تھا۔ پہلے تو وہ اس شخص کو پہچان نہ سکا' پھر اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آگئی اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ "ہیلو مسٹر بیبلون۔ تم دنیا کے واحد آدمی ہو جس سے میں دوبارہ ملنے کا خواہش مند تھا۔"

"یہ تمہاری محبت اور خلوص ہے مسٹر راکسول۔" بیبلون نے گرم جوشی سے ہاتھ ملاتے ہوئے انکساری کا اظہار کیا۔

"تم شاید یقین نہ کرو کہ میں اس وقت تمہارے ہی بارے میں سوچ رہا تھا۔ کہاں غائب تھے؟" راکسول نے مسکرا کر کہا۔

"لوزانے سے آرہا ہوں۔ وہاں ضروری کام نمٹانے تھے۔ پھر بڑی شدت سے گھر کی یاد ستانے لگی اور پہلی فرصت میں یہاں چلا آیا۔ مجھے یہاں آنے کی اتنی عجلت تھی کہ اس چھوٹے سے بیگ میں ایک ٹوتھ برش' ایک ریزر اور چپلوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں لاسکا۔ میں یہاں ٹہلتے ہوئے یہی سوچ رہا تھا کہ رات کہاں بسر کرنی چاہئے۔ میں' یعنی فیلکس بیبلون لندن میں بے خانماں گھوم رہا ہے۔" بیبلون نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا۔

"میں تمہیں گرینڈ بیبلون میں قیام کرنے کا مشورہ دوں گا۔ بہت اچھا ہوٹل ہے اور میں اس کے مالک کو بھی ذاتی طور پر جانتا ہوں۔" راکسول نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گرینڈ بیبلون! یہ تو بہت مہنگا ہوٹل ہے میں غلط تو نہیں کہہ رہا؟" بیبلون نے بھی مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

"تمہارے لئے خصوصی رعایت ہوگی مسٹر بیبلون۔ یعنی ہفتے بھر کے قیام و طعام کا خرچ صرف نصف کراؤن۔ کیا تمہیں یہ پیشکش قبول ہے؟"

"اس پیشکش کو ٹھکرانا کفرانِ نعمت کے مترادف ہوگا۔ تم واقعی ایک عظیم انسان ہو مسٹر راکسول!" بیبلون نے کہا اور پھر دونوں نے ایک ہلکا سا قہقہہ بلند کیا۔ وہ دونوں ٹہلتے ہوئے ہوٹل کی طرف چل دیئے۔ چند لمحوں تک خاموشی رہی۔ پھر بیبلون نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ "ہوٹل کا کاروبار کیسا ہے؟"

"بہت مناسب۔" راکسول نے خالص کاروباری انداز میں جواب دیا۔ "اب میں ایک بزنس مین کی حیثیت سے کہہ سکتا ہوں کہ ہوٹلوں سے زیادہ منافع بخش اور کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ آج تو ہوٹل کی رونق قابل دید ہے۔ تمام گاہک لان میں بیٹھے ہیں۔"

"مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی۔ لو یہ سگار نوش کرو۔" بیبلون نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو میرا یہی سگار ختم نہیں ہوا۔ راکسول بولا۔

"اسی لئے تو میں تمہیں یہ دوسرا سگار پیش کرنا چاہتا ہوں۔ گرینڈ بیبلون ہوٹل کے مالک کو ایسا گھٹیا سگار زیب نہیں دیتا۔ اس کی بو ہوٹل کے نام اور اس کی شہرت کو تباہ کر دے گی۔" بیبلون نے کہتے ہوئے اس کی طرف سگار بڑھا دیا۔ راکسول نے بیبلون کا دیا ہوا قیمتی سگار سلگا لیا اور وہ دونوں کش لگاتے ہوئے چلتے رہے۔ کچھ دیر بعد وہ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ہوٹل میں داخل ہوئے تو فوراً ہی لان میں بیٹھے ہوئے گاہکوں کی نظروں میں آگئے۔ بیشتر گاہک پستہ قامت بیبلون کو دیکھ کر پُرمسرت انداز میں ہاتھ لہرانے لگے۔ اس کے اس پُرجوش استقبال سے راکسول کو یہ اندازہ لگانے میں زیادہ دشواری نہیں ہوئی کہ وہ اپنے گاہکوں میں زیادہ مقبول تھا۔ بالآخر وہ منیجر والے کمرے میں پہنچ گئے۔ کچھ ہی دیر بعد راکسول کی ہدایت پر ایک ملازم نے ان کے سامنے شراب کی بوتل' گلاس اور روسٹ چکن رکھ دیئے۔

"میں چھوئے بغیر کہہ سکتا ہوں کہ یہ چکن کسی ماہر کاریگر کے ہاتھوں کا بنا ہوا ہے۔" بیبلون چکن کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "لیکن میں نہیں سمجھ سکا کہ روکو سے تمہارا جھگڑا کیوں ہوا تھا؟"

"تو گویا تم بھی اس سے باخبر ہو۔" راکسول بولا۔

"باخبر!" بیلون مسکراتے ہوئے بولا۔ "پورے یورپ کے اخبارات نے لمبے چوڑے مضامین شائع کئے ہیں کہ روکو کے جانے کے بعد گرینڈ بیلون زیادہ سے زیادہ چھ ماہ میں بند ہوجائے گا لیکن میرا تجسّس اب رفع ہوچکا ہے۔ تم نے یقیناً روکو کے جانے سے پہلے ہی کوئی مناسب انتظام کرلیا ہوگا۔"

"نہیں۔ میں نے اس کی جگہ پُر کرنے کے لئے پہلے سے کوئی انتظام نہیں کیا تھا۔ روکو کا معتمد خاص بھی اسی کا تربیت یافتہ ہے۔ اور میرے خیال میں اس میں کوئی کمی نہیں۔" راکسول نے جواب دیا۔

"یقیناً لیکن اسے تمام ذمہ داریاں سونپنا ایک بہت بڑا خطرہ مول لینے کے مترادف تھا۔" بیلون نے کہا۔

"میں ایسی باتوں کا قائل نہیں۔ مجھے روکو پر بھرپور اعتماد تھا لیکن اس نے مجھے زبردست دھوکہ دیا۔" راکسول نے جواب دیا۔

"لیکن تم اس سے جھگڑے کیوں تھے؟" بیلون نے پوچھا۔

"میرا اس سے کوئی جھگڑا نہیں ہوا لیکن اس کے برعکس میں نے اسے اسٹیٹ اپارٹمنٹ کے بیڈ روم میں ایک لاش کو حنوط کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑ لیا تھا۔" راکسول نے کہا۔

"کیا کرتے ہوئے پکڑ لیا تھا؟" بیلون نے متوحش نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میں نے اسے رائل اپارٹمنٹ کے بیڈ روم میں ایک لاش کو حنوط کرتے ہوئے پکڑا تھا۔" راکسول نے اپنی بات دہرائی۔ بیلون اس طرح راکسول کی طرف دیکھ رہا تھا جیسے اسے اس کی بات کا یقین نہ آرہا ہو۔ راکسول نے اس کے خالی گلاس میں مزید شراب انڈیل دی اور ایک چسکی لینے کے بعد سگار سلگاتے ہوئے بولا۔ "ذرا تفصیل سے بتاؤ مسٹر راکسول۔"

راکسول چند لمحے خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر اسے اب تک پیش آنے والے واقعات کی تفصیل سے آگاہ کرنے لگا۔ وہ تقریباً ایک گھنٹے تک بلاتکان بولتا رہا۔ اس دوران بیلون نے نہ تو اسے ٹوکنے کی کوشش کی تھی اور نہ کسی واقعے پر اپنی طرف سے

کوئی تبصرہ کیا تھا۔ وہ خاموش بیٹھا ناقابل یقین نگاہوں سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے جسم میں اس وقت حرکت پیدا ہوتی جب وہ سگار کا کش لگاتا یا گلاس اٹھا کر شراب کی چسکی بھرتا۔ دیوار گیر کلاک نے جب رات کے بارہ بجنے کا اعلان کیا تو وہ چونکا۔ "میرا خیال ہے اب وہسکی اور سوڈا منگوا لیا جائے۔" راکسول کہتا ہوا اٹھ گیا وہ شاید ملازم کو بلانے کے لئے گھنٹی بجانا چاہتا تھا مگر بیلون نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔ "تم نے آج صبح آڈینس روم میں ہونے والی پرنس یوجین اور سیمسن لیوی کی ملاقات کا تذکرہ کیا تھا لیکن اس ملاقات کا نتیجہ کیا برآمد ہوا یہ تم نے نہیں بتایا۔" بیلون نے کہا۔

"کیونکہ اب تک میں بھی اس سے لاعلم ہوں لیکن کل تک مجھے معلوم ہوجائے گا کہ ان دونوں میں کیا گفتگو ہوئی تھی لیکن میں اپنے طور پر یہ نتیجہ اخذ کرسکتا ہوں کہ سیمسن لیوی نے پرنس یوجین کو دس لاکھ پونڈ کی رقم دینے سے انکار کردیا ہے۔ یہ بات میں اتنے وثوق سے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ سیمسن لیوی وہ رقم کہیں اور خرچ کرچکا ہے۔" راکسول نے جواب دیا۔

"بہرحال۔" بیلون گہرا سانس لیتے ہوئے بولا۔ "اسٹیٹ اپارٹمنٹ کے باتھ روم کے خفیہ راستے کے بارے میں جان کر مجھے زیادہ حیرت نہیں ہوئی۔"

"کیوں؟" راکسول نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"بڑے لوگوں کے راز معلوم کرنے کے لئے ایسی حرکتیں کی ہی جاتی ہیں اور جہاں تک میرا تعلق ہے ان باتوں کو جانتے ہوئے بھی میں نے اپنے آپ کو کبھی ان معاملات میں ملوث کرنے کی کوشش نہیں کی کیونکہ مجھے یہ احساس بھی رہتا ہے کہ ایسی باتیں میرے دائرہ اختیار اور میری حیثیت سے باہر ہیں۔ میری ذمہ داری ہوٹل میں قیام کرنے والے لوگوں کے آرام اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنا تھا۔ اس کے علاوہ مجھے کسی اور چیز سے غرض نہیں تھی۔ میں نے ہمیشہ اپنی ذمہ داریاں پوری دیانتداری سے نبھائیں۔ اگر میں ہوٹل میں ہونے والی بعض خفیہ سرگرمیوں کو دیکھ بھی لیتا تو اس وقت تک چشم پوشی سے کام لیتا جب تک کسی اور ذریعہ سے وہ بات میرے نوٹس میں نہ لائی جاتی اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ایسی باتیں میرے نوٹس میں کبھی نہیں لائی گئی تھیں۔ بہرحال اس

میں شبہ نہیں کہ معاملات خاصے پُراسرار ہیں اور تم ان سے نمٹنے کے لئے اب تک بڑی جرأت اور ذہانت کا مظاہرہ کرتے رہے ہو۔"

"کہیں تم میرا مذاق تو نہیں اڑا رہے؟" راکسول نے معنی خیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"بالکل نہیں۔" بیبلون مسکرایا۔ "اب میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تمہارا اگلا اقدام کیا ہوگا؟"

"ابھی تک میں خود بھی فیصلہ نہیں کرسکا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔" راکسول نے جواب دیا۔

"خیر۔" بیبلون نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔ "اگر میں یہ کہوں کہ جولیس سے میری ملاقات ہوئی تھی تو تم کیا کہو گے؟"

"جولیس سے۔ کہاں؟" راکسول نے بے چینی سے پوچھا۔

"آج صبح پیرس میں۔ میں اس وقت وہاں سے رخصت ہو رہا تھا۔ جولیس سے میری وہ ملاقات محض اتفاقیہ ہی تھی لیکن وہ مجھے دیکھ کر گڑبڑا سا گیا تھا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں مجھ سے یہ بھی پوچھا تھا کہ میں کہاں جارہا ہوں۔ میں نے سوئٹزرلینڈ کا نام لے دیا تھا۔ اور یہ حقیقت بھی ہے کہ اس وقت میں سوئٹزرلینڈ جانے کے لئے ہی سوچ رہا تھا لیکن پھر نہ جانے کیا سوچ کر میں نے لندن آنے کا پروگرام بنالیا۔ جولیس سے پوچھنے پر اس نے بتایا تھا کہ وہ قسطنطنیہ جارہا ہے۔ کیونکہ وہاں فرانس کے ایک نئے ہوٹل میں اسے من پسند ملازمت ملنے کی توقع ہے۔ پھر ہم خداحافظ کہہ کر ایک دوسرے سے رخصت ہوگئے تھے۔" بیبلون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"قسطنطنیہ! وہ یقیناً وہیں گیا ہوگا۔" راکسول اس کے خاموش ہونے پر بڑبڑایا۔

"لیکن اس کے بعد میں نے جولیس کو دوبارہ بھی دیکھا تھا۔" بیبلون نے بتایا۔

"کہاں؟" راکسول ایک بار پھر چونک گیا۔

"تم سے ملاقات سے چند منٹ پہلے چیرنگ کراس پر' اس نے مجھے نہیں دیکھا تھا۔ اگر ہماری ملاقات ہوجاتی تو میں اسے یہ ضرور بتاتا کہ پیرس سے قسطنطنیہ جانے کے لئے

لندن نہیں آنا پڑتا۔" بیبلون نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ عنقریب ہی ہم میں سے کسی پر کوئی وار کرے گا۔" راکسول خود کلامی کے انداز میں بولا۔ اس وقت اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات بہت نمایاں نظر آرہے تھے۔

"کیا تم جولیس کے ماضی کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔" راکسول نے گلاس میں وہسکی انڈیلتے ہوئے کہا۔

"بالکل نہیں۔ مجھے تو تمہارے بتانے سے پہلے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اس کا اصل نام ٹام جیکسن ہے۔ مجھے مس اسپنسر اور جولیس کے درمیان ناجائز تعلقات کے بارے میں شبہ تو تھا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ دونوں میاں بیوی ہیں۔ جہاں تک جولیس کی ذمہ داریوں کا تعلق ہے تو میں یہ ضرور کہوں گا کہ وہ انتہائی ذہین اور فرض شناس ہے۔ اس نے اپنی ذمہ داریوں کے سلسلے میں کبھی شکایت کا موقع نہیں دیا لیکن مجھے افسوس ہے کہ میری یہ معلومات موجودہ مسئلے میں کچھ مفید ثابت نہیں ہوسکتیں۔" فیلکس بیبلون نے جواب دیا۔

"اور وہ موجودہ مسئلہ کیا ہے؟" راکسول نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"جولیس کی اس وقت لندن میں موجودگی ہی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔" بیبلون نے کہا۔

"اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ لندن میں اس کی موجودگی کی وجہ کیا ہے۔" راکسول بولا۔

"کیسے؟ کیا تمہارا خیال ہے کہ جولیس اپنے آپ کو قانون کے حوالے کرنے یا ہوٹل سے طویل وابستگی کی عادت سے مجبور ہوکر یہاں آیا ہوگا۔" بیبلون نے پوچھا۔

"نہیں! بلکہ جولیس ایک اور کوشش کرنا چاہتا ہے۔"

"اس کی کوشش؟" بیبلون سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"پرنس یوجین کے سلسلے میں اور مجھے شبہ ہے کہ اس مرتبہ پرنس کی زندگی کو خطرہ

ہو گا۔ جولیس یہ جان چکا ہے کہ ہم لوگ اس معاملے میں دلچسپی لے رہے ہیں اور اسے پرنس کو اغوا کرنے کا موقع نہیں ملے گا لیکن وہ جرأت مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دوسری کوشش کر سکتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ وہ ایک دلیر آدمی ہے اور خطرات کو خاطر میں نہیں لاتا۔" راکسول نے صاف گوئی سے کہا۔

"تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ اس ہوٹل میں پرنس یوجین پر قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش کرے گا۔" بیبلون نے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔ ریجنالڈ کو بھی تو اسی ہوٹل میں ختم کیا گیا تھا۔ اس کا جرم صرف اتنا تھا کہ اس نے سازش میں حصہ لینے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ پرنس یوجین کو بھی راستے سے ہٹانے کی کوشش کر سکتا ہے۔" راکسول نے جواب دیا۔

"لیکن یہ ایک ناقابل یقین سی بات ہو گی اور اس سے ہوٹل کی ساکھ کو بھی شدید نقصان پہنچے گا لیکن وہ اپنے اس ارادے پر عمل کس طرح کر سکتا ہے؟" بیبلون نے کہا۔

"ریجنالڈ کو زہر دے کر ہلاک کیا گیا تھا۔" راکسول بولا۔

"لیکن اس وقت روکو یہاں موجود تھا اور وہ بھی اس سازش میں شریک تھا۔ یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ ریجنالڈ کو زہر دینے میں روکو کا ہاتھ ہو گا لیکن میں روکو کی عدم موجودگی میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جولیس کوئی ایسی کوشش کرے گا۔ اس ہوٹل میں تقریباً پچاس ہاتھوں سے گزرنے کے بعد کھانا کسی گاہک تک پہنچایا جاتا ہے اور ظاہر ہے ان سب کو ساتھ نہیں ملایا جا سکتا۔ علاوہ ازیں پرنس یوجین کو کھانا اس کا ذاتی ملازم ہانس وان پہنچاتا ہے۔ ایسی صورت میں، میں تو نہیں سمجھتا کہ جولیس ایسی کوئی کوشش کرے گا۔" بیبلون نے کہا۔

"میں تمہاری یہ تھیوری تسلیم کئے لیتا ہوں لیکن شراب کے بارے میں کیا خیال ہے۔ اس میں آسانی سے زہر ملایا جا سکتا ہے۔" راکسول نے مسکرا کر کہا۔

"یہ نکتہ قابل غور ہے۔" بیبلون پُرسوچ انداز میں بولا۔ "لیکن پرنس یوجین بوتل ہمیشہ اپنی موجودگی میں کھلواتا ہے اور ظاہر ہے یہ خدمت بھی ہانس ہی انجام دیتا ہو گا۔ لہٰذا یہ بات یہیں پر ختم ہو جاتی ہے۔" بیبلون نے جواب دیا۔

"میں اگرچہ اس سلسلے میں اناڑی ہوں لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ اگر ہوٹل میں کوئی ساتھی موجود ہو تو اسٹور میں رکھی ہوئی بوتلوں میں بھی کچھ ملایا جا سکتا ہے۔" راکسول نے خیال ظاہر کیا۔

"اوہ! اس کا مطلب ہے کہ تمہیں کسی اور پر بھی شبہ ہے؟" بیبلون چونک گیا۔

"میں کسی ایک پر شبہ نہیں کر سکتا لیکن اس امکان کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ جولیس کا کوئی اور ساتھی بھی یہاں موجود ہو گا۔" راکسول بولا۔

"تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ شراب کی کوئی بوتل کھول کر اسے دوبارہ اس طرح بند کیا جا سکتا ہے کہ کوئی نشانی نہ رہے؟" بیبلون نے پوچھا۔

"میرے خیال میں بوتل میں زہر ملانے کے لئے اسے کھولنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اگرچہ میں نے کبھی ایسا کوئی تجربہ نہیں کیا لیکن اس کے بیسیوں طریقے ہو سکتے ہیں ہمیں یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ ہمارا سامنا جولیس جیسے چالاک آدمی سے ہے۔" راکسول نے کہا۔

"اوہ!" بیبلون نے گہرا سانس لیا۔ "لیکن تم شاید جان چکے ہو گے کہ عمارت کے تہہ خانے میں گرینڈ بیبلون کا شراب کا اسٹور لندن کے عجائبات میں سے ایک سمجھا جاتا ہے۔ تم خوش قسمت ہو مسٹر راکسول کہ ہوٹل خریدنے کے ساتھ ہی تم یورپ میں شراب کے بہترین ذخیرے کے مالک بن چکے ہو۔ میرے اندازے کے مطابق تہہ خانے کے اسٹور میں تقریباً ساٹھ ہزار پونڈ کی مالیت کی شراب موجود ہے۔ میں نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا تھا کہ اس اسٹور کی مناسب حفاظت ہو رہی ہے یا نہیں۔ اسٹور میں داخل ہونے کے لئے جولیس کو بڑی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اسٹور کا نگران میرے خیال میں ناقابل یقین حد تک دیانت دار واقع ہوا ہے۔ اسے بڑی سے بڑی رشوت دے کر بھی کسی بددیانتی پر آمادہ نہیں کیا جا سکتا۔"

"مجھے افسوس ہے کہ میں اب تک اپنی شراب کا وہ نادر ذخیرہ نہیں دیکھ سکا۔" راکسول مسکراتے ہوئے بولا۔ "دراصل اس طرف میں نے ابھی تک توجہ ہی نہیں دی۔ ایک دو مرتبہ میں نے ہوٹل کے مختلف حصوں کا جائزہ تو لیا ہے لیکن تہہ خانے کا دھیان

نہیں رہا۔"

"میرا مشورہ ہے کہ صبح پہلی فرصت میں اس کا جائزہ لو۔ اگر میں یہاں موجود ہوا تو تمہارا ساتھ ضرور دوں گا۔" بیبلون نے کہا۔

"یہ کام آج رات ہی کیوں نہ کرلیں۔" راکسول نے مشورہ دیا۔

"آج رات! لیکن رات بہت جاچکی ہے ہبرڈ اس وقت سوچکا ہوگا۔" بیبلون نے جواب دیا۔

"ہبرڈ! یہ کون ذاتِ شریف ہیں؟" راکسول نے استفسار کیا۔

"ہبرڈ گرینڈ بیبلون کا وائن کلرک ہے۔ یعنی شراب کی ہر بوتل کے متعلق پوری تفصیلات اسے زبانی یاد ہیں۔ اس کے علم میں آئے بغیر شراب کا ایک قطرہ بھی اس ذخیرے سے باہر نہیں جاسکتا۔" بیبلون نے کہا۔

"ہم اسے جگالیں گے۔" راکسول بولا۔

"لیکن..... اس وقت رات کا ایک بج چکا ہے۔" بیبلون نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ اس کی صحت پر کوئی برا اثر نہیں پڑے گا اور پھر جو کام اس وقت کیا جاسکتا ہو اسے کل پر کیوں چھوڑا جائے۔" راکسول کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی بیبلون نے بھی کندھے اچکاتے ہوئے سیٹ چھوڑ دی۔

اگرچہ رات کا ایک بج چکا تھا لیکن بعض گاہک اب بھی پبلک روم میں موجود تھے۔ ان کے احکامات کی تعمیل کے لئے چند ویٹر بھی مستعد کھڑے نظر آرہے تھے۔ راکسول نے انہی ویٹروں میں سے ایک کو مسٹر ہبرڈ کو بلانے کے لئے بھیج دیا۔ ہبرڈ اگرچہ اپنے کمرے میں جاچکا تھا لیکن ابھی تک سویا نہیں تھا۔ اطلاع ملتے ہی وہ چابیاں لے کر پہنچ گیا اور وہ شراب خانے والے تہہ خانے کی طرف چل دیئے۔

وسیع تہہ خانہ ہوٹل کی نصف عمارت کے نیچے پھیلا ہوا تھا۔ اس کا ایک رخ اسٹرینڈ کی طرف تھا اور دوسرا دریائے ٹیمز کی طرف۔ وہ دونوں تہہ خانے تک پہنچنے کے لئے چار منزلوں کے زینے طے کرتے رہے۔ ہر منزل پر راہداریاں اور کمرے بنے ہوئے تھے۔

راکسول کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہوٹل کا تہہ خانہ بھی کبھی چار منزلوں پر مشتمل ہوگا۔ آخری زینے کے اختتام پر وہ ایک دروازے کے سامنے رک گئے۔ دروازہ کھولنے کے بعد سامنے نیچے کو جاتا ہوا ایک اور زینہ نظر آیا۔ اس زینے کے اختتام پر شراب والے تہہ خانے کا راستہ تھا۔ اس دروازے کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی ہٹ تھی جس کے ذریعے شراب اوپر لائی جاتی تھی۔ اس کے سامنے شراب کے ذخیرے کے نگران ہبرڈ کا دفتر تھا۔ تہہ خانے میں ہر جگہ بلب جل رہے تھے۔ بیبلون نے راکسول سے چابیوں کا گچھا لے کر ایک چابی سے دروازہ کھولا اور وہ تہہ خانے کے پہلے حصے میں داخل ہوگئے جو بڑے بڑے پانچ کمروں پر مشتمل تھا۔ ان وسیع و عریض کمروں میں یخ بستگی کا احساس نمایاں تھا۔ اس وقت تہہ خانے میں روشنی نہیں تھی۔ بیبلون نے قریب ہی ایک اسٹینڈ پر رکھا ہوا برقی لیمپ اٹھالیا جو ایک لمبے تار سے منسلک تھا۔ یہ دستی برقی لیمپ پورے تہہ خانے میں کسی بھی جگہ لے جایا جاسکتا تھا۔ اس کی روشنی میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک آہنی ریکس پر سجی ہوئی بوتلیں چمک رہی تھیں۔ بیبلون نے قریبی دیوار کی طرف ہاتھ بڑھا کر سوئچ آن کر دیئے۔ ہال میں جگہ جگہ بلب جل اٹھے۔ ریکس میں سجی ہوئی بوتلیں جواہرات کی طرح جگمگانے لگیں۔ راکسول مبہوت سا ہوکر رہ گیا۔ چند لمحوں تک وہ پلک جھپکے بغیر یہ سب کچھ دیکھتا رہا پھر اس کے قدم بے اختیار آگے کو اٹھنے لگے۔

ان الماریوں میں دنیا کے ہر ملک کی تیار کردہ شراب کی بوتلیں سجی ہوئی تھیں۔ ہر الماری پر شراب کا نام اور اس ملک کا نام لکھا ہوا تھا۔ راکسول سحر زدہ سے انداز میں یہ سب کچھ دیکھتا ہوا ہال کے اختتام پر ایک دروازے کے سامنے رک گیا۔

"اس کمرے میں شاید کوئی خاص شراب ہے؟" راکسول نے بیبلون کی طرف گھوم کر پوچھا۔

"بالکل درست خیال ہے۔ اسے تمام شرابوں کی سرتاج کہا جاسکتا ہے۔" بیبلون مسکرایا۔

"شیمپین!" راکسول نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں' برگنڈی کی شیمپئن! جسے دنیا کی بہترین شراب ہونے کا اعزاز حاصل ہے لیکن یہ شراب پینے کی ہمت کوئی نہیں کرسکتا۔ یہاں آنے والے ریاستوں کے پرنس اور نواب بھی اس کی قیمت سن کر خاموش ہوجاتے ہیں۔ ایک بوتل کے لئے دو سو پونڈ بھلا کون خرچ کرسکتا ہے۔" بیبلون نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یقیناً ایسا ہی ہوگا لیکن..... کل صبح ہم دونوں ایک بوتل ضرور پئیں گے۔" راکسول نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے علاوہ۔" بیبلون اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "اس کمرے میں رائن کی وہ شراب بھی موجود ہے جو ۱۷۰۰ء میں تیار کی گئی تھی اور ۱۸۷۳ء میں اسے دنیا کی بہترین شراب ہونے کا اعزاز ملا تھا۔ یہاں ایران کے شہر شیراز کی تیار کردہ وہ شراب بھی موجود ہے جس کے ذائقے کی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔ برگنڈی کی رومن کونٹی تو اپنی مثال آپ ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ پرنس یوجین جب بھی اس ہوٹل میں قیام کرتا ہے وہ رومن کونٹی کی ایک بوتل ضرور پیتا ہے۔ یہ شراب ہوٹل کی فہرست میں شامل نہیں۔ صرف چند خاص خاص گاہک ہی اس کی موجودگی سے آگاہ ہیں اور ہم یہ شراب ہوٹل کے ڈائننگ روم میں سرو نہیں کرتے۔"

"خوب۔ میرا خیال ہے اب اس کمرے کے اندر چلنا چاہئے۔" راکسول اس کے خاموش ہونے پر بولا۔ وہ دونوں اندر داخل ہوگئے۔ اس کمرے میں سجی ہوئی بوتلیں دیکھ کر راکسول کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ کمرے کے آخری سرے پر ایک روشندان بھی نظر آرہا تھا جہاں سے روشنی اندر پہنچ رہی تھی۔

"وہ کیا ہے؟" راکسول نے بیبلون کی طرف گھوم کر پوچھا۔

"روشندان۔ اس کمرے میں تازہ ہوا کی آمدورفت بہت ضروری ہے۔" بیبلون نے جواب دیا۔

"اوہ۔ لیکن یہ روشندان ٹوٹا ہوا نظر آرہا ہے۔" راکسول نے کہا اور پھر بیبلون کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سرگوشیانہ لہجے میں بولا۔ "تہہ خانے میں کوئی موجود ہے کسی کے سانس لینے کی آواز آرہی ہے۔"

بیبلون کے اعصاب تن گئے۔ وہ دونوں چند لمحوں تک سانس روکے بے حس وحرکت کھڑے رہے۔ کمرے کی چھت پر صرف ایک بلب جل رہا تھا جس کی مدھم روشنی کمرے کے صرف نصف حصے کو اجاگر کر رہی تھی۔ راکسول خاموش کھڑا چند لمحے متجسس نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتا رہا پھر دبے قدموں چلتا ہوا ایک ریک کے سامنے رک گیا۔ "تم جو کوئی بھی ہو باہر آجاؤ۔" اس کے منہ سے ہلکی سی غراہٹ نکلی۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ریک کے پیچھے چھپے ہوئے شخص کو کندھے سے پکڑ کر باہر کھینچ لیا۔ ان دونوں کا خیال تھا کہ وہ جولیس یا اس کا کوئی ساتھی ہوگا لیکن نیلا کو دیکھ کر وہ دونوں اچھل پڑے۔

☆======☆======☆

"اوہ ڈیڈی!" نیلا اپنے آپ کو باپ کی آہنی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کراہی۔ "کسی پر ہاتھ ڈالنے سے پہلے آپ کو یہ ضرور دیکھ لینا چاہئے کہ وہ کون ہے۔ مجھے شبہ ہے کہ آپ نے میرے شانے کی ہڈی توڑ دی ہے۔" وہ مزاحیہ انداز میں کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک ہاتھ سے وہ کندھے پر اس جگہ کو مسلسل سہلائے جارہی تھی جہاں راکسول کا ہاتھ پڑا تھا۔ نیلا کا گہرے رنگ کا لباس ایک دو جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور جگہ جگہ دھبے دیکھ کر یہ اندازہ لگایا جاسکتا تھا وہ کسی آتشدان کے راستے نیچے اتری ہے۔ وہ ان دونوں کی طرف دیکھتی ہوئی اپنا لباس اور پیشانی پر بکھرے ہوئے بال درست کرنے لگی۔

"گڈ ایوننگ' مس راکسول۔" فیلکس بیبلون قدرے خم ہوتے ہوئے مزاحیہ انداز میں بولا۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم اس تہہ خانے تک کس طرح پہنچیں اور یہاں کیا کر رہی تھیں؟" راکسول نے درشت لہجے میں نیلا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اگر وہ اکیلا ہوتا تو شاید اس بات کو زیادہ محسوس نہ کرتا لیکن ایک غیر آدمی کی موجودگی میں نیلا کے اس طرح پکڑے جانے سے وہ ندامت سی محسوس کر رہا تھا۔

"ابھی بتاتی ہوں۔" نیلا بال درست کرتے ہوئے مسکرائی۔ "میں اپنے کمرے میں

لیٹی کتاب پڑھ رہی تھی کہ یکایک بوریت سی محسوس ہونے لگی۔ میں کتاب میز پر رکھ کر تازہ ہوا کھانے کے لئے اپنے کمرے کی بالکونی میں نکل آئی۔ اسی وقت بگ بین نے رات کے ساڑھے بارہ بجائے۔ چند لمحے کھڑے رہنے کے بعد میں ریلنگ پر جھک کر نیچے جھانکنے لگی۔ میرا کوئی خاص مقصد نہیں تھا لیکن تین منزل نیچے ہوٹل کے صحن میں کسی سائے کو رینگتے ہوئے دیکھ کر میں چونک سی گئی۔ یہ سایہ اس دیوار کے قریب رینگ رہا تھا جو ہوٹل اور سالسبری لین کے درمیان حدبندی کا کام دیتی ہے۔ مجھے معلوم تھا کہ ہوٹل کی چار دیواری کے اس حصے میں کوئی دروازہ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں وہ جگہ ہوٹل کے دوسرے حصوں کی نسبت پندرہ بیس فٹ نیچے ہے۔ دیوار کے دوسری طرف سڑک بھی ہوٹل کی سطح کے برابر ہے۔ میں خاموشی سے اس سائے کو دیکھتی رہی جو دیوار کے قریب پہنچ کر اچانک ہی میری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا تھا۔ میں ریلنگ پر کچھ اور آگے کو جھک گئی۔ وہ اگرچہ دکھائی نہیں دے رہا تھا لیکن اس کا سایہ دیوار کے قریب اس کی موجودگی کا پتہ دے رہا تھا۔ پھر اسی لمحے ایک اور آواز نے بھی مجھے چونکا دیا۔"

"وہ کیسی آواز تھی؟" راکسول نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"کوئی آری چلنے کی آواز جو میرے اندازے کے مطابق تقریباً پندرہ منٹ تک سنائی دیتی رہی۔" نیلا نے جواب دیا۔

"تم نے اس وقت مجھے یا ہوٹل میں کسی ذمہ دار شخص کو کیوں مطلع نہیں کیا؟" راکسول نے اسے گھورا۔

"میرا خیال تھا کہ میں اپنے طور پر اس معاملے سے نمٹنے کی کوشش کروں گی۔ ہاں تو مسٹر بیبلون میں کہہ رہی تھی۔" وہ بیبلون کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔ "بالآخر آواز رک گئی۔ چند لمحوں بعد وہ سایہ دوبارہ سامنے آگیا اور اِدھر اُدھر دیکھے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا صحن عبور کرکے نہ جانے کس طرح دیوار پر چڑھا اور سالسبری لین کی طرف کود گیا۔ میں نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ میرے خیال میں وہ کوئی چور تھا جو نقب زنی کی نیت سے ہوٹل کی حدود میں داخل ہوا تھا اور اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکا تھا۔ میں بالکونی میں کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ وہ بڑی متوازن رفتار سے سڑک پر جارہا

تھا۔ اس وقت مخالف سمت سے ایک پولیس والا آتا دکھائی دیا۔ میں نے اس شخص کی پولیس والے کو سلام کرنے اور پھر ماچس مانگنے کی آواز سنی۔ سگریٹ سلگانے کے بعد اس شخص نے ماچس واپس کردی اور پولیس والے سے رخصت ہوکر سڑک پر سیدھا چلتا رہا۔ میرے کمرے کی بالکونی سے دریا کا پشتہ اور اس کی دیوار صاف نظر آتی ہے وہ شخص پشتے پر پہنچ کر دیوار کے قریب رک گیا۔ اس وقت میں نے اندازہ لگایا کہ وہ وہاں کھڑا کسی سے باتیں کر رہا تھا لیکن اس کا مخاطب مجھے دکھائی نہیں دے سکا۔ پھر وہ چلنے لگا اور میری نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔ میں تقریباً ایک دو منٹ تک اس کی واپسی کا انتظار کرتی رہی لیکن جب وہ نہیں آیا تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کی جائے کہ وہ ہوٹل کی حدود میں دیوار کے قریب کیا کرتا رہا تھا۔ میں ہوٹل سے نکل کر سالسبری لین میں آگئی اور پھر دیوار پر لٹکی ہوئی رسی کی سیڑھی دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ سیڑھی کی مدد سے دیوار پر چڑھ کر اندر کی طرف کودنا زیادہ مشکل نہیں تھا۔ میں چند لمحے وہاں کھڑی صورت حال کا جائزہ لینے کی کوشش کرتی رہی۔ مجھے خدشہ تھا کہ کوئی مجھے اس جگہ کھڑے دیکھ نہ لے۔ دوسرے ہی لمحے میں سیڑھی پر چڑھ گئی۔ دیوار کی ریلنگ سے دوسری طرف کودتے ہوئے میرا لباس پھٹ گیا۔ دیوار کے قریب پہنچ کر مجھے ایک بار پھر چونک جانا پڑا۔ میری کھڑکی کے عین نیچے تقریباً ایک فٹ چوڑا اور چودہ انچ لمبا لوہے کی سلاخوں کا جنگلا نظر آرہا تھا۔ مجھے شبہ ہوا کہ وہ شخص شاید آری کی مدد سے یہی جنگلا کاٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے جنگلے پر ہاتھ ڈال کر زور دار جھٹکا دیا تو جنگلے کا ایک حصہ اکھڑ کر میرے ہاتھ میں آگیا اور اتنی جگہ پیدا ہوگئی کہ ایک آدمی ریلنگ کو آسانی سے دوسری طرف جاسکتا تھا۔ میں نے فوراً ہی اس جنگلے میں داخل ہونے کا فیصلہ کرلیا لیکن بعد میں پشیمان بھی ہونے لگی کیونکہ اتنی تنگ جگہ سے دوسری طرف نکلنا احمقانہ فعل تھا۔ کیا آپ کو کبھی ایسا تجربہ ہوا ہے مسٹر بیبلون؟" نیلا خاموش ہوکر سوالیہ نگاہوں سے فیلکس بیبلون کی طرف دیکھنے لگی۔

"نہیں خاتون! آج تک مجھے ایسا کوئی تجربہ نہیں ہوا۔" بیبلون نے یہ کہتے ہوئے غیر ارادی طور پر وہ ہاتھ اوپر اٹھا دیا جس میں شراب کی ایک بوتل تھی۔ اپنے ہاتھ میں شراب کی اس بوتل کو وہ تقریباً بھول ہی چکا تھا۔

"پھر تو آپ واقعی خوش قسمت ہیں۔" نیلا مسکرائی۔ "تقریباً تین منٹ تک میں اس جنگلے میں اس طرح پھنسی رہی کہ میرے کندھے اندر اور جسم کا باقی حصہ باہر تھا۔ مسلسل جدوجہد کے بعد بالآخر میں اپنے آپ کو اندر کھینچنے میں کامیاب ہوگئی لیکن اس طرح کہ جنگلے سے نجات ملتے ہی ہوا میں قلابازیاں کھاتی ہوئی اس تہہ خانے میں پہنچ گئی میری سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اگلا قدم کیا اٹھاؤں۔ میں سخت الجھن میں تھی میرا خیال تھا کہ مجھے یہاں رک کر اس شخص کا انتظار کرنا چاہئے جس نے جنگلا کاٹا تھا لیکن یہ الجھن بھی تھی کہ اس کے آنے کی صورت میں جیب میں پڑی ہوئی قینچی سے اس پر حملہ کردوں یا الارم کا سوئچ آن کردوں۔ سب سے پہلے میں نے جنگلے کے اکھڑے ہوئے حصے کو بڑی احتیاط سے اس کی جگہ پر فٹ کیا پھر ماچس جلا کر دیکھا تو اپنے آپ کو ان بوتلوں میں گھرا ہوا پایا۔ اتفاق سے ماچس کی ڈبیا میں ایک ہی تیلی تھی۔ اس کے بجھنے پر میں بیٹھ کر سوچنے لگی کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے بہرحال میں نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ یہاں بیٹھ کر اس شخص کا انتظار کروں گی جس نے جنگلا کاٹا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا۔ پھر دوسری طرف سے آوازیں سن کر میں چونک گئی اور اس کے چند سیکنڈ بعد آپ لوگ اندر داخل ہوئے۔ آپ لوگوں کو دیکھ کر میں یہاں چھپ گئی۔ خیال تھا کہ مناسب موقع دیکھ کر اس طرح سامنے آؤں کہ آپ لوگ ہراساں نہ ہوجائیں لیکن اس سے پہلے ہی ڈیڈی نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا۔ ڈیڈی کیا واقعی میں اتنے زور سے سانس لے رہی تھی کہ آپ نے آواز سن لی؟" نیلا خاموش ہوکر باپ کی طرف دیکھنے لگی۔ راکسول نے اثبات میں سر ہلادیا۔

چند لمحے معنی خیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا پھر مسکراتے ہوئے بولا۔ "تم نے اتنی مشقت سے جو کارنامہ انجام دیا ہے اس کے لئے میں انتہائی ممنون ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ اب تمہیں اپنے کمرے میں واپس چلے جانا چاہئے کیونکہ میرے اندازے کے مطابق یہاں اب کوئی خطرناک ڈرامہ کھیلا جانے والا ہے۔"

"اوہ! اگر واقعی یہاں لٹیرے یا ڈاکو آنے والے ہیں تو ان کی کارروائی میرے لئے دلچسپی کا باعث ہوگی میں نے کبھی کسی چور یا ڈاکو کو رنگے ہاتھوں پکڑے جاتے نہیں دیکھا۔

پلیز ڈیڈی۔" نیلا نے ملتجی لہجے میں کہا۔

"یہ معاملہ اتنا معمولی نہیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کچھ دیر بعد یہاں کوئی اور ہی خطرناک منظر ہوگا۔" راکسول بولا۔

"کیا؟" نیلا چیخی۔ "یعنی قتل یا عمارت کو بم سے اڑائے جانے کی کارروائی؟ اوہ مائی گاڈ۔ کیسا دلچسپ منظر ہوگا؟"

"مسٹر بیلون کی اطلاع کے مطابق جولیس لندن میں موجود ہے۔" راکسول نے نرم لہجے میں کہا۔

"جولیس!" نیلا اس طرح اچھلی جیسے پیروں تلے کانٹے نکل آئے ہوں۔ "اوہ جلدی سے بتی بجھا دیجئے۔" اس کے ساتھ ہی اس نے دوڑ کر سوئچ آف کردیا۔ جس سے تہہ خانے میں تاریکی چھاگئی۔

"یہ کیا کر رہی ہو نیلا؟" تاریکی میں راکسول کی آواز ابھری۔

"وہ جولیس یا جو کوئی بھی تھا' اس نے اگر روشنی دیکھ لی تو اندر داخل ہونے کی کوشش نہیں کرے گا۔" نیلا نے مدہم لہجے میں جواب دیا۔

"نیلا کا خیال درست ہے۔ اس طرح بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔" فیلکس بیلون کی آواز سنائی دی۔

"سنو نیلا۔" راکسول نے نیلا کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ "ہمیں شبہ ہے کہ جولیس شراب کی کسی ایسی بوتل میں زہر ملانے کی کوشش کر رہا ہے جو پرنس یوجین کو پیش کی جانے والی ہے۔ ذرا سوچ کر بتاؤ کہ تم نے جس آدمی کو دیکھا تھا وہ جولیس تو نہیں تھا؟"

"حقیقت تو یہ ہے کہ اس وقت میرے ذہن میں جولیس کا تصور بھی نہیں تھا لیکن اب میں کہہ سکتی ہوں کہ وہ جولیس ہی تھا میں پورے یقین سے کہہ رہی ہوں کہ وہ جولیس تھا۔" نیلا نے وثوق بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میری بات غور سے سنو۔ اس وقت ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ اگر واقعی اس کی یہاں آنے کی نیت ہوئی تو وہ پہنچنے ہی والا ہوگا اور تم بھی ہمارے لئے مددگار ثابت

ہو سکتی ہو۔" وہ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر انہیں بتانے لگا کہ اگر جولیس واپس آبھی گیا تو اسے خود وہاں موجود نہیں ہونا چاہئے بلکہ وہ دروازے کے شیشے کے عقب سے اس کی سرگرمیوں کا جائزہ لے گا۔"

"اوہ! تو کیا تم جولیس کو خود گرفتار کرنا چاہتے ہو؟" فیلکس بیلون کی آواز ابھری۔ اس کے پورے بدن میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اسے یہ سب کچھ کسی سنسنی خیز ناول کا پلاٹ محسوس ہو رہا تھا۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے کہا۔ "میرے خیال میں بہتر یہ ہو گا کہ قانون کے محافظوں کو مطلع کر کے انہیں ہی نمٹنے کا موقع دیا جائے۔"

"میرے دوست۔" راکسول اسے مخاطب کرتے ہوئے گویا ہوا۔ "ہم پولیس کی مدد کے بغیر اپنے طور پر اس معاملے میں اتنا آگے بڑھ چکے ہیں کہ ایسے موقع پر پولیس کو اطلاع دینے کا میرے خیال میں کوئی جواز نہیں۔ علاوہ ازیں میری شدید ترین خواہش ہے کہ اس سازش کو میں خود پکڑوں۔ نیلا یہاں رکنے پر مصر ہے اور میں نے یہ طے کیا ہے کہ تمہیں اور نیلا کو تہہ خانے ہی میں چھوڑ دیا جائے۔ اس دوران میں ایسا انتظام کرلوں گا کہ اگر جولیس تہہ خانے میں داخل ہو تو جنگلے کے راستے واپس نہ جا سکے۔ تم دونوں شیشے والے دروازے کے دوسری طرف ایسی جگہوں پر چھپ سکتے ہو جہاں سے آسانی سے اس پر نگاہ رکھ سکو۔ تمہیں صرف یہ خیال رکھنا ہے کہ یہاں آکر وہ کرتا کیا ہے۔ اگر ہوٹل میں اس کا کوئی اور مددگار بھی موجود ہے تو آج ہمیں اس کا بھی پتہ چل جائے گا کہ وہ کون ہے۔" راکسول نے خاموش ہو کر دیا سلائی جلائی اور انہیں چھوٹے تہہ خانے کے دروازے کا راستہ دکھاتے ہوئے بولا۔ "اگر تم اس دروازے پر موجود ہو گے تو وہ اس راستے سے فرار نہیں ہو سکے گا۔ دروازے کے شیشے کے فریم چھوٹے ہونے کے علاوہ لکڑی کا یہ دروازہ بھی خاصا مضبوط ہے۔ تم لوگ چوہے دان میں پھنسے ہوئے جولیس کی بدحواسی سے پوری طرح محظوظ ہو سکو گے اور تم لوگوں کو کسی قسم کا خطرہ بھی لاحق نہیں ہو گا لیکن اتنی احتیاط رکھنا کہ خود اس کے سامنے نہ آنے پاؤ۔" راکسول انہیں معاملہ سمجھا کر باہر نکل گیا۔ بیلون اور نیلا بھی تاریکی میں ایک دوسرے کا سہارا لیتے ہوئے چھوٹے ہال کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ سناٹے میں راکسول کے دور ہوتے ہوئے قدموں

کی مدہم آواز سنائی دے رہی تھی۔ یہ آواز ابھی پوری طرح معدوم بھی نہیں ہوئی تھی کہ ان کی سماعت سے ایک اور آواز ٹکرائی۔ لوہے کا جنگلا ہٹائے جانے کی مخصوص آواز۔

"میرا خیال ہے مسٹر راکسول عین وقت پر پہنچ جائیں گے۔" بیلون نے سرگوشی کی۔

"شی۔" نیلا نے اس کا بازو دبا کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں سانس روکے ایک دوسرے کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ تاریکی ہونے کے باوجود اس آدمی کا ہیولہ صاف نظر آرہا تھا جو جنگلے کے راستے اندر داخل ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ جنگلے سے گزر کر اندر آنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ صرف ایک لمحے رکا۔ پھر اس طرح آگے بڑھنے لگا جیسے اس تہہ خانے سے بہت اچھی طرح واقف ہو۔ اس کا رخ سوئچ بورڈ کی طرف تھا۔ پھر چٹ کی ہلکی سی آواز کے ساتھ تہہ خانہ روشن ہو گیا۔

بلاشبہ وہ جولیس ہی تھا۔ بیلون کو اب تک جو شبہ تھا وہ جولیس کو دیکھ کر رفع ہو گیا۔ جولیس بے تکلفانہ انداز میں چلتا ہوا ایک چھوٹی الماری کے قریب رک گیا جس میں شراب کی لاتعداد بوتلیں سجی ہوئی تھیں۔ اس نے سب سے اوپر کے خانے میں رکھی ہوئی ایک بوتل اٹھالی۔

"رومن کونٹی۔ پرنس یوجین کی پسندیدہ شراب۔" فیلکس بیلون گہرا سانس لیتے ہوئے بڑبڑایا۔

جولیس نے ایک چھوٹے سے آلے کی مدد سے بڑی صفائی سے بوتل کی سیل ہٹادی۔ یہ آلہ وہ اسی مقصد سے اپنے ساتھ لے کر آیا تھا۔ پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکالی جس میں سیاہ رنگ کی مرہم سے ملتی جلتی کوئی چیز بھری ہوئی تھی۔ اس نے مرہم انگلی پر لگایا اور بوتل کے منہ پر چاروں طرف ملنے لگا۔ اس طرح کہ کارک کھولنے کے بعد شراب گلاس میں انڈیلتے وقت اس سے آلودہ ہوئے بغیر نہ رہتی۔ اس کارروائی سے فارغ ہونے کے بعد اس نے اسی احتیاط سے بوتل کی سیل لگا دی [illegible] لائٹ بجھا کر واپس جانے کے لئے مڑا۔ وہ تقریباً آدھا راستہ طے کر چکا تھا کہ نیلا نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ "وہ نکل جائے گا۔ ڈیڈی ابھی تک نہیں پہنچے۔ اسے روکنے کے لئے اب ہمیں ہی کوئی قدم

اٹھانا چاہئے۔"

لیکن فیلکس بیبلون نے بڑی مشکل سے اسے اپنے ارادے سے باز رکھا۔ نیلا آگے بڑھنا چاہتی تھی لیکن بیبلون نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور جب نیلا نے اپنے آپ کو اس کی گرفت سے چھڑایا تو جولیس غائب ہو چکا تھا۔

☆======☆======☆

تھیوڈور راکسول اپنے مطلوبہ آدمی کو تہہ خانے کے جنگلے والے راستے کے قریب پکڑنا چاہتا تھا۔ وہ گلی میں پہنچنے کے لئے تیز تیز قدموں سے چلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اسے پہلی مرتبہ گرینڈ بیبلون ہوٹل کے پھیلاؤ اور رقبے کا صحیح اندازہ ہو رہا تھا۔ ہوٹل کے مختلف زینوں اور درجنوں طویل راہداریوں کی وجہ سے یہ فاصلہ تقریباً آدھا میل بن گیا تھا اور راکسول کا خیال تھا کہ مقررہ جگہ تک پہنچنے میں اسے کم سے کم پانچ منٹ ضرور لگ جائیں گے لیکن جب وہ گلی کی طرف پہنچا تو چھ منٹ لگ گئے تھے۔ یہ ایک منٹ کی تاخیر ہوٹل میں مقیم شراب کے نشے میں دھت اس آدمی کی وجہ سے ہوئی تھی جو راہداریوں کی بھول بھلیوں میں کھو کر رہ گیا تھا اور اپنے کمرے تک پہنچنے کے لئے راکسول کو روک کر اس سے راستہ دریافت کر رہا تھا۔ یہ راکسول کی بدقسمتی تھی کہ جب وہ دوڑتا ہوا سڑک پر پہنچا تو اسے وہی پولیس والا مل گیا جو چند منٹ پہلے جولیس کو بھی مل چکا تھا لیکن اس وقت وہ پولیس والا کسی خوشگوار موڈ میں نظر نہیں آرہا تھا۔ "ہیلو مسٹر!" پولیس والے نے مخصوص مشتبہ لہجے میں کہا۔ "کیا معاملہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے بہت جلدی میں ہو۔"

"آفیسر پلیز میں درحقیقت بہت عجلت میں ہوں۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ بلامقصد جرح میں میرا وقت ضائع نہ کرو۔" راکسول نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں جناب۔" پولیس والے نے اس کے سراپا کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ پھر نہ جانے کیا سوچ کر اس نے راکسول کو جانے کی اجازت دے دی۔ راکسول کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ دیوار پر لٹکی ہوئی سیڑھی کے قریب کسی جگہ چھپ کر جولیس کی آمد کا انتظار کرے گا۔ ہوٹل کی اس کشادہ دیوار پر جنگلے لگے ہوئے تھے۔ وہ ایک جنگلے کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ایک مضبوط ہاتھ نے اسے کوٹ کے کالر سے پکڑ کر ایک زور دار جھٹکے سے پیچھے

کھینچ لیا۔ یہ افتاد راکسول کے لئے قطعی غیر متوقع تھی۔ وہ دراصل اس پولیس والے کو بھول گیا تھا جس نے اسے راستے میں روکا تھا۔ اس وقت پولیس والے نے اگرچہ اسے جانے کی اجازت دے دی تھی لیکن راکسول کے رویے سے وہ مشکوک ہو چکا تھا۔ اس نے بڑی احتیاط سے اسی وقت راکسول کا تعاقب شروع کر دیا تھا اور اس نے جیسے ہی راکسول کو دیوار پر چڑھتے دیکھا اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔ فوری طور پر اس پولیس والے سے نجات کا کوئی راستہ نہیں تھا اور ظاہر ہے کہ راکسول اسے معاملے کی نوعیت بھی نہیں بتا سکتا تھا۔ اب صرف ایک ہی ذریعہ تھا کہ راکسول اسے ہوٹل میں لے جاکر اپنی شناخت کروائے۔ پولیس والے نے بھی وعدہ کیا تھا اگر وہ ہوٹل میں چل کر اپنی شناخت کروادے تو وہ نہ صرف اسے چھوڑ دے گا بلکہ اپنے رویے کی معذرت بھی کرے گا۔ ہوٹل میں پہنچ کر اپنے آپ کو شناخت کروانے کی اس کارروائی میں اگرچہ صرف چند منٹ لگے لیکن راکسول کا موڈ خراب ہو چکا تھا۔ پولیس والا تو معذرت کرتا ہوا اپنی راہ چل دیا۔ مگر راکسول دیوار کی ریلنگ کی طرف بڑھتا ہوا سوچ رہا تھا کہ اب وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو بھی سکے گا یا نہیں۔

دوسری طرف یہ جولیس کی خوش قسمتی تھی کہ تہہ خانے سے واپسی پر بھی اسے کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ تہہ خانے سے نکل کر دیوار کی ریلنگ پر وہ عین اس وقت پہنچا تھا جب راکسول پولیس والے کو اپنی شناخت کروانے کے لئے ہوٹل میں لے گیا تھا۔

راکسول جب دوبارہ دیوار کی ریلنگ پر پہنچا تو سڑک پر پشتے کی طرف جاتے ہوئے ایک سائے کو دیکھ کر چونک سا گیا۔ اس کے اندازے کے مطابق وہ جولیس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ عین وقت پر پولیس والے کی مداخلت کے باعث اسے فرار کا موقع مل رہا تھا۔ دیوار سے نیچے اترتے ہی راکسول تیزی سے اس کی طرف دوڑا۔ اپنے پیچھے کسی کے دوڑنے کی آواز سن کر جولیس نے بھی دوڑنا شروع کر دیا۔ راکسول بھی پوری قوت سے اس کے تعاقب میں دوڑ رہا تھا پھر اس نے اچانک جولیس کو پشتے کی دیوار پھاند کر دریا میں کودتے ہوئے دیکھا۔ اس نے اپنی رفتار مزید تیز کر دی۔ جب وہ اس جگہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس جگہ سے دیوار ٹوٹی ہوئی تھی اور نیچے دریا میں کسی لانچ وغیرہ کے اسٹیم

انجن کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ راکسول جیسے ہی پشتے کے آخر میں پہنچا تو اس نے ایک لانچ کو حرکت کرتے دیکھا۔ پشتے کی دیوار سے دور ہٹتے ہی لانچ کا رخ لندن برج کی طرف ہوگیا۔ راکسول پشتے پر کھڑا بے بسی سے دھند میں غائب ہوتی ہوئی لانچ کو دیکھتا رہ گیا۔ جولیس کے اس طرح ہاتھ سے نکل جانے میں راکسول پر نااہلی کا الزام نہیں لگایا جاسکتا تھا۔ یہ اس کی بدقسمتی اور جولیس کی خوش قسمتی کی بات تھی۔ وہ خاموشی سے ہوٹل کی طرف واپس چل دیا۔

اگلے روز اس کی پرنس اربرٹ سے ملاقات ہوئی۔ ان دونوں میں اب گہری دوستی ہوچکی تھی اور وہ ایک دوسرے پر مکمل اعتماد کرنے لگے تھے۔ راکسول نے اسے گزشتہ رات پیش آنے والے واقعات خصوصاً شراب کی بوتل کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کر دیا۔ "میرا خیال ہے کہ گزشتہ شب تم نے پرنس یوجین ہی کے ساتھ کھانا کھایا تھا؟" راکسول نے پوچھا۔

"آپ کا خیال درست ہے۔ ہمارے کھانے میں پرنس یوجین کی پسندیدہ شراب رومن کونٹی کی بوتل بھی شامل تھی۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

"اور شاید آج رات کا کھانا بھی تم اسی کے ساتھ کھاؤ گے؟" راکسول نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"یقیناً اور غالباً آج ہمارا یہاں آخری دن ہے۔ یوجین کل صبح سویرے ہی پوسین کے لئے روانہ ہوجانا چاہتا ہے۔" پرنس اربرٹ نے کہا۔

"کیا تم نے یہ سوچا ہے کہ اگر جولیس تمہارے بھتیجے کو زہر دینے میں کامیاب ہوگیا تو وہ تمہارے بارے میں بھی کسی ایسی کوشش میں کامیاب ہوسکتا ہے؟" راکسول نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے اس کے بارے میں کبھی نہیں سوچا۔" پرنس اربرٹ نے ہلکا سا قہقہہ لگایا۔ "لیکن ایسا ہو بھی سکتا ہے۔ مگر..... اب تو خوف زدہ ہونے کی ضرورت ہی نہیں۔ وہ بوتل آپ کی نظروں میں آچکی ہے اور آپ اسے ضائع کرسکتے ہیں۔"

"لیکن.....میں اس بوتل کو ضائع کرنے کے حق میں نہیں ہوں۔" راکسول نے

پُرسکون لہجے میں جواب دیا۔ "میرا خیال ہے کہ اگر پرنس یوجین آج رات کے کھانے کے ساتھ اپنی پسندیدہ رومن کونٹی کی بوتل طلب کرے تو اسے بوتل فراہم کردی جائے اس کے ساتھ تم بھی وہی شراب پیو گے۔"

"گویا آپ ہم دونوں کو زہر دینا چاہتے ہیں؟" پرنس اربرٹ نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔" راکسول کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ آگئی۔ "میں دراصل جولیس کے اس ساتھی کو سامنے آنے کا موقع دینا چاہتا ہوں جو اس وقت بھی ہوٹل میں موجود ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سلسلے میں پہلے سے پلاننگ کرلی گئی ہے۔ مسٹر ہبرڈ شراب کے ذخیرے کا انچارج ہے۔ کیا آج کے دن اس کا بیمار ہوجانا معنی خیز نہیں۔ میں ہبرڈ سے ملاقات کر چکا ہوں۔ اس کا کہنا ہے کہ گزشتہ رات کھانے کے فوراً بعد اس کی طبیعت بگڑ گئی تھی۔ مجھے شبہ ہے کہ اسے کھانے میں کوئی چیز دی گئی تھی۔ ہبرڈ کی عدم موجودگی میں شراب خانے کا انچارج اس کے اسسٹنٹ کے پاس ہوگا۔ یہ نوجوان مجھے پہلی نظر میں ہی کچھ اچھا نہیں لگا۔ اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس تمام کارروائی کے دوران ہم اس نوجوان اسسٹنٹ پر گہری نگاہ رکھیں گے۔"

"ایک منٹ۔" پرنس اربرٹ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "یہ تو وثوق سے نہیں کہا جاسکتا کہ بوتل کی شراب میں زہر ملا دیا گیا ہے۔"

"وہ بوتل اس وقت ایک ماہر کے زیر تجزیہ ہے۔ اسے خصوصی طور پر ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بڑی احتیاط سے سیل ہٹا کر بوتل کے منہ پر لگے ہوئے مرہم نما زہر کا تھوڑا سا نمونہ حاصل کرکے اسی طرح سیل لگا دے۔ بوتل کے منہ پر اس زہر کی بہت معمولی مقدار لگائی گئی ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ انتہائی طاقتور اور سریع الاثر زہر ہوگا۔ اسے چھوتا ہوا ایک قطرہ بھی اگر گلاس میں پہنچ جائے تو خطرہ نتائج برآمد ہوسکتے ہیں۔" راکسول نے وضاحت کی۔

"لیکن یہ بھی سامنے کی بات ہے کہ شراب گلاس میں انڈیلنے سے پہلے ملازم بوتل کا منہ صاف کرلے گا۔" پرنس اربرٹ نے اعتراض کیا۔

"ایسے کاموں میں زیادہ احتیاط کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا۔ مجھے یقین ہے کہ صاف کرنے کے باوجود زہر کا کچھ نہ کچھ حصہ چپکا رہ سکتا ہے۔ خصوصاً منہ کے اندر کی طرف۔ اس کے علاوہ فرض کرو کہ ملازم کسی وجہ سے بوتل صاف کرنا بھول جاتا ہے تو؟" راکسول نے کہا۔

"پرنس یوجین کو کھانا کھلانے کی خدمات ہمیشہ ہانس انجام دیتا ہے۔ وہ پرنس کا قابل اعتماد آدمی ہے۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

"لیکن فرض کرو کہ ہانس....." راکسول کہتے کہتے رک گیا۔

"کہ ہانس جولیس کا وہ ساتھی ہو جس کی ہمیں تلاش ہے۔ یہی کہنا ہے نا آپ؟ لیکن یہ ناممکن ہے۔" پرنس اربرٹ نے پُراعتماد لہجے میں کہا۔

اس رات بھی پرنس اربرٹ نے اپنے بھتیجے پرنس یوجین ہی کے ساتھ کھانا کھایا۔ حسب معمول کھانے کے دوران ہانس ان کی خدمات انجام دے رہا تھا۔ دروزے تک تو ہوٹل کے ملازمین کھانے کا سامان لے آتے اور آگے وہ سنبھال لیتا۔ پرنس یوجین مضمحل سا نظر آرہا تھا۔ گذشتہ روز سیمسن لیوی سے مذاکرات ناکام ہونے کے بعد تو وہ اس حد تک مایوس ہوچکا تھا کہ خودکشی کی باتیں کرنے لگا تھا لیکن یہ پرنس اربرٹ ہی تھا جس نے اسے اس ارادے سے باز رکھا تھا۔

"آپ کون سی شراب پسند کریں گے یورہائی نس؟" ہانس نے سوپ کا دور ختم ہونے کے بعد دریافت کیا۔

"شیری۔" پرنس یوجین نے بلاتوقف جواب دیا۔

"اور اس کے بعد رومن کونٹی؟" ہانس نے وضاحت چاہی تو پرنس اربرٹ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"نہیں! آج رات نہیں۔ آج میں صرف شیری پیوں گا۔" پرنس یوجین نے جواب دیا۔

"اور بعد میں رومن کونٹی بھی لے آنا ہانس۔" پرنس اربرٹ نے اسے متوجہ کرتے ہوئے کہا۔ "میں اسے شیمپئن سے زیادہ پسند کرتا ہوں۔"

کھانے کے آخری دور میں بھنے ہوئے گوشت کے ساتھ ہانس رومن کونٹی کی بوتل

بھی لے آیا۔ اس نے کارک اسکریو کی مدد سے الگ نکال کر پرنس یوجین کے چہرے کے سامنے کر دیا۔ پرنس یوجین نے گہری نظروں سے کارک کا جائزہ لینے کے بعد اثبات میں سر ہلایا۔ پرنس اربرٹ الجھ کر رہ گیا۔ کارک ایک طرف رکھنے کے بعد ہانس گلاس میں شراب انڈیلنے لگا۔ پرنس اربرٹ غیر ارادی طور پر جھرجھری لے کر رہ گیا۔ پرنس یوجین نے گلاس اٹھالیا اور پھر اس نے گلاس ہونٹوں کی طرف بڑھایا پرنس اربرٹ جلدی سے بولا۔

"اسے مت پینا۔ یہ زہر آلود ہے۔"

"زہر آلود؟" پرنس یوجین عجیب سی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"زہر۔" ہانس بدحواس سا ہوگیا۔ "نہیں جناب یہ ناممکن ہے اس بوتل کو کسی دوسرے نے ہاتھ نہیں لگایا۔ کارک کا معائنہ کرنے کے بعد میں نے اپنے ہاتھوں سے آپ کے سامنے کھولا ہے۔"

"میں کہہ رہا ہوں یہ شراب زہر آلود ہے۔" پرنس اربرٹ نے اپنا جملہ دہرایا۔

"گستاخی کی معافی چاہتا ہوں یورہائی نس۔" ہانس نے پرنس اربرٹ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "شراب کے زہر آلود ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ میں قاتل ہوں لیکن ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ شراب بالکل ٹھیک ہے میں ابھی خود آپ کے سامنے اسے پی کر یہ ثابت کروں گا کہ یہ زہر آلود نہیں ہے۔" جملہ ختم کرنے ساتھ ہی اس نے گلاس اٹھا کر ہونٹوں کی طرف بڑھایا۔ ہانس کے انداز میں کوئی تصنع یا بناوٹ نہیں تھی جس سے پرنس اربرٹ کو یہ اندازہ لگانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی کہ وہ جولیس کی سازش میں شریک نہیں ہے۔ پرنس اربرٹ کسی طاقتور اسپرنگ کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور زوردار ہاتھ مار کر ہانس کے ہاتھ سے گلاس گرا دیا۔ میز پر گرتے ہی گلاس ٹوٹ گیا اس کے آدھے ٹکڑے تو میز پر ہی رہ گئے اور کچھ ٹکڑے نیچے بکھر گئے۔ ہانس متوحش نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے کچھ کہنا چاہا مگر ہونٹ پھڑپھڑا کر رہ گئے۔ عین اسی لمحے ہلکی سی آہٹ سن کر پرنس اربرٹ دوسری طرف گھوم گیا۔ پرنس یوجین کرسی کے ایک بازو پر اوندھا ہوچکا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ اس طرح نیچے لٹک رہا تھا جیسے بے جان ہوگیا ہو۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر مردنی چھا چکی تھی۔

"یہ کیا ہوا ہانس؟" پرنس اربرٹ متوحش نگاہوں سے ہانس کی طرف دیکھنے لگا۔

☆======☆======☆

جولیس کی لانچ اگرچہ دھند میں غائب ہو چکی تھی لیکن تھیوڈور راکسول کا خیال تھا کہ اب وہ اس کے ہاتھوں سے نہیں بچ سکے گا۔ وہ اگرچہ لندن کی بندرگاہ سے قطعی ناواقف تھا لیکن یہ بندرگاہ نیویارک سے بہرحال بہت چھوٹی تھی اور یہاں جولیس کی لانچ کو تلاش کرلینا زیادہ مشکل نہیں تھا لیکن وہ اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ لندن برج سے بندرگاہ تک کے وسیع علاقے میں ایسی کئی جگہیں موجود تھیں جہاں ایک بڑے دخانی جہاز کو بھی آسانی سے چھپایا جاسکتا تھا۔ یہ سوچنا کہ ایسی بندرگاہ میں کسی چھوٹی اسٹیم لانچ کو آسانی سے تلاش کرلیا جائے گا' ایسا ہی تھا جیسے بھوسے کے ڈھیر میں سوئی تلاش کرنے کی کوشش کی جائے لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایسی بندرگاہوں پر کچھ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو ایک میل دور ہی سے بتا سکتے ہیں کہ وہ کون سا جہاز ہے اور اس کے کپتان کا نام کیا ہے۔ یہ لوگ تقریباً ہر جہاز کے کپتان اور انجینئر کا نام بھی جانتے ہیں اور انہیں یہ بھی علم ہوتا ہے کہ کتنے جہاز اور لانچیں بغیر لائسنس کے چل رہی ہیں اور ان کے مالک کون ہیں۔ بندرگاہ کے حلقے اور اس کے گردونواح میں پیش آنے والا کوئی معمولی سے معمولی واقعہ بھی ان کی نظروں سے چھپا نہیں رہتا۔ اگر ایسے کسی آدمی کو معمولی سے معاوضے کا لالچ دے کر کچھ پوچھنے کی کوشش کی جائے تو اس کی زبان قینچی کی طرح چلنے لگتی ہے۔

اس رات نہ صرف آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے بلکہ دھند بھی تھی جس کی وجہ سے راکسول اچھی طرح سے لانچ کا جائزہ نہیں لے سکا تھا لیکن اتنا اندازہ لگا چکا تھا کہ لانچ تقریباً ساٹھ فٹ لمبی تھی اور اس پر سیاہ رنگ کیا ہوا تھا۔ وہ رات بھر دریائے ٹیمز سے گزرنے والی اسٹیم لانچوں کی نگرانی کرتا رہا۔ صبح اس نے یہ خدمت ایک اور آدمی کے سپرد کردی۔ وہ آدمی جیسے ہی کوئی اسٹیم لانچ دیکھتا اسے مطلع کردیتا۔

دوسرے روز پرنس اربرٹ سے تبادلہ خیال کے بعد وہ کرائے کی ایک کشتی پر دریا میں دور تک نکل گیا۔ وہ ہر اسٹیم لانچ کا گہری نظروں سے جائزہ لیتا کہ شاید یہی اس کی

مطلوبہ لانچ ہو لیکن اسے اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اس ناکامی کے باوجود اسے یقین تھا کہ اس کی مطلوبہ لانچ کسٹم ہاؤس کے دوسری طرف کہیں نہ کہیں موجود ہوگی۔ کسٹم ہاؤس کے گھاٹ کے قریب کشتی روک کر وہ نیچے اتر آیا اور سیڑھیاں طے کرتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ جہاں وہ ایک ایسے آدمی سے ملا جو حیثیت میں کمشنر کے عہدے کا ہم رتبہ تھا۔ اس شخص سے راکسول کی پہلی ملاقات نیویارک میں ہوئی تھی۔ راکسول نے اسے اپنے ہاں ایک دعوت میں بھی مدعو کیا تھا جس سے وہ بے حد متاثر ہوا تھا۔ دوسری ملاقات لندن کے لائڈز ہوٹل میں اس وقت ہوئی تھی جب راکسول ایک کام کے سلسلے میں وہاں آیا ہوا تھا۔ اپنے اس پرانے دوست کے مختصر سے دفتر میں کھل کر باتیں ہوئیں۔ اس دوست نے اسی وقت اپنے ایک ماتحت کو طلب کرلیا۔ "کمرہ نمبر۳۳۲ میں مسٹر ہیزل سے کہو کہ مجھ سے بات کرلیں۔" اس نے ماتحت سے کہا۔ پھر راکسول کی طرف رخ کرکے بولا۔ "میں ایک بار پھر یہی کہوں گا مسٹر راکسول کہ یہ سراسر غیر سرکاری معاملہ ہے۔"

"مجھے تم سے اتفاق ہے۔" راکسول نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسی دوران مسٹر ہیزل کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی عمر تیس سال تھی۔ وہ سرج کا نیلا سوٹ پہنے ہوئے تھا اور چہرے پر زردی سی چھائی ہوئی تھی۔ بھوری مونچھیں اور چھوٹی داڑھی اس کے چہرے پر خوب سج رہی تھی۔

"ہیزل! ان سے ملو' یہ مسٹر تھیوڈور راکسول ہیں۔ ان کا نام تمہارے لئے اجنبی نہیں ہوگا۔" راکسول کے دوست نے آنے والے سے مخاطب ہوکر کہا۔ پھر راکسول کی طرف گھوم گیا۔ "مسٹر ہیزل ہمارے چیکنگ آفیسر ہیں۔ اتفاق سے یہ اس وقت بالکل فارغ ہیں۔ چند ماتحت ان کی کشتی پر موجود ہیں اور یہ چیکنگ کے لئے بلا روک ٹوک کسی بھی جہاز یا لانچ پر جاسکتے ہیں۔"

"آپ سے مل کر خوشی ہوئی جناب۔" راکسول نے اس سے ہاتھ ملایا اور اسے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ہیزل ایک ذمہ دار آفیسر تھا۔

"اور اب مسٹر ہیزل!" راکسول کا دوست دوبارہ اپنے ماتحت کی طرف متوجہ ہوگیا۔ "مسٹر راکسول کو آج رات دریائے ٹیمز میں پیش آنے والی ایک اتفاقی مہم میں تمہاری مدد

کی ضرورت ہے۔ میری طرف سے آج رات تمہیں چھٹی ہے۔ اس مہم کے لئے میں نے تمہارا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ تم نہ صرف ایسی مہمات کے شوقین ہو بلکہ میں تم پر مکمل اعتماد بھی کرتا ہوں۔ یہ چونکہ ایک ذاتی نوعیت کا معاملہ ہے اس لئے مجھے امید ہے کہ تم کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کرو گے' اور مجھے یہ بھی امید ہے کہ تم مسٹر راکسول سے ہر طرح کا تعاون کرو گے۔"

"میرا خیال ہے کہ میں صورت حال کو کسی حد تک سمجھ رہا ہوں۔" ہیزل کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"ایک بات اور۔" آفیسر نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اگرچہ یہ ذاتی معاملہ ہے لیکن اس مہم کے دوران تم اپنی یونیفارم پہنے رہو تو مناسب رہے گا۔"

"مناسب خیال ہے۔" ہیزل نے تائید کی۔

"مسٹر ہیزل! مناسب ہو گا کہ اس وقت کا کھانا تم میرے ساتھ کھاؤ۔ اس دوران ہم ایک دوسرے سے تفصیلی گفتگو کریں گے۔ تو آؤ اب ہم گرینڈ بیلون ہوٹل چلیں۔ وہاں ہم اس مسئلے پر تفصیل سے بات کریں گے لیکن اس سے پہلے میں تمہاری کشتی پر موجود تمہارے آدمیوں سے ملنا چاہتا ہوں۔" راکسول نے کہا۔

"میرے آدمی بالکل سیدھے سادے ہیں۔ وہ لوگ اگرچہ بسیار خوری کے باعث ریچھوں کی طرح پھول رہے ہیں لیکن فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں ان سے کسی تساہل یا کوتاہی کی امید نہیں کی جاسکتی۔ وہ قانون کے دائرے میں رہ کر ہر کام کرنے کو تیار ہیں لیکن بہتر ہو گا کہ ان پر کسی قسم کا دباؤ ڈالنے کی کوشش نہ کی جائے۔" ہیزل نے جواب دیا اور دونوں مسکراتے ہوئے اٹھ گئے۔

اس وقت راکسول ہیزل کے ساتھ سیاہ رنگ کی ایک چھوٹی لانچ پر سوار ہو رہا تھا جس پر ہیزل کے دو ماتحت بھی موجود تھے۔ وہ دونوں دریائے ٹیمز کے ایک ایک حصے سے پوری طرح واقف تھے۔ راکسول کے سوار ہوتے ہی لانچ حرکت میں آگئی۔ آسمان پر تیرتے ہوئے بادلوں کی وجہ سے تاریکی کچھ زیادہ ہی تھی۔ دریا میں جابجا بڑے بڑے اسٹیمر لنگر انداز تھے۔ دریا کے دونوں کناروں پر مختلف مقامات پر بڑی بڑی کرینوں کے ہیولے

نظر آرہے تھے جو اسٹیمروں سے مال اتارنے اور لادنے میں مصروف تھے۔ مغرب کی طرف ٹاور برج تھا جس کا محراب اس تاریکی میں بھی نظر آرہا تھا۔ مشرق میں "پول آف لندن" میں لنگر انداز جہازوں کے مستولوں کا ایک جنگل سا نظر آرہا تھا۔ یہ وہ جہاز تھے جو برتھ پر لگنے کے لئے اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے۔ کوئی لانچ یا موٹر بوٹ پانی کے چھینٹے اڑاتی ہوئی ان کے قریب سے گزر جاتی۔ ابھی ابھی باہر سے آنے والا ایک جہاز لنگر انداز ہو رہا تھا۔ جہاز کے عرشے اور پورٹ ہولز میں جگمگاتی ہوئی روشنیاں عجیب سا منظر پیش کر رہی تھیں۔

راکسول بڑی دلچسپی سے یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ ہر چیز اسرار کے پردے میں چھپی نظر آرہی تھی۔ رات کے اس سمے یہاں کوئی بھی ناقابل یقین واقعہ رونما ہو سکتا تھا اور سب سے زیادہ دلچسپ بات تو یہ تھی کہ یہاں سے ایک دو فرلانگ دور شہر کے ہنگاموں میں کھوئے ہوئے لوگوں کو اس کا علم بھی نہ ہو پاتا۔ اس پُراسرار ماحول میں راکسول اپنے آپ کو کسی اور ہی دنیا میں محسوس کر رہا تھا۔ مختلف جہازوں اور لانچوں پر ملاحوں کی چیخ و پکار' لنگر اٹھانے اور گرائے جانے کی آوازیں' مختلف جہازوں کے سائرن کی کریہہ آوازیں عجیب سا تاثر دے رہی تھیں۔ راکسول یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ یہاں کیسے کیسے اسرار پوشیدہ ہوں گے۔ اس کا ہاتھ بے اختیار جیب پر پہنچ گیا جہاں اس کا کولٹ ریوالور موجود تھا۔ جیب میں ریوالور کی موجودگی سے اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ ہیزل کے دونوں آدمی ہدایت کے مطابق لانچ کو "پول" کی طرف لے جارہے تھے۔ انہیں ابھی تک دریا میں اس آوارہ گردی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا تھا لیکن ہیزل محسوس کر رہا تھا کہ اب انہیں اپنے مقصد سے آگاہ کر دینا مناسب ہو گا۔ وہ ان دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے بولا۔ "ہم ایک مشکوک لانچ کی تلاش میں ہیں۔ میرا یہ دوست اس کی شناخت کرے گا۔ ہماری یہ آوارہ گردی اس وقت تک جاری رہے گی جب تک لانچ نظر نہیں آجاتی۔"

"یہ کس قسم کی لانچ ہے جناب؟" ان دونوں میں سے ایک نے پوچھا جس کا چہرہ بلڈاگ سے ملتا جلتا تھا۔ اسے دیکھ کر کہا جاسکتا تھا کہ وہ ہر قسم کے حالات سے نمٹنے کی

صلاحیت رکھتا ہے۔

"یہ فی الحال میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن وہ لانچ تقریباً ساٹھ فٹ لمبی ہے اور اس پر سیاہ رنگ کیا ہوا ہے۔ میں اسے دیکھتے ہی پہچان لوں گا۔" راکسول نے جواب دیا۔

"پھر تو اسے تلاش کرنا زیادہ مشکل نہ ہوگا۔" دوسرے آدمی نے جواب دیا۔ وہ بھی اپنے ساتھی کی طرح بھاری تن و توش کا مالک تھا اور راکسول نے ان دونوں کو ایک معقول معاوضہ بھی دیا تھا۔

"ایک بات بتانا بھول گیا مسٹر ہیزل۔" راکسول' ہیزل کی طرف متوجہ ہوگیا۔ "اس لانچ کے انجن کی آواز کچھ عجیب سی تھی جیسے انجن میں کوئی نقص ہو۔ دوسری لانچوں سے قدرے مختلف آواز۔"

راکسول کی یہ بات سن کر دونوں آدمی قہقہہ مار کر ہنسے۔ "اوہ۔" ان میں سے ایک ہنسی پر قابو پاتے ہوئے بولا۔ "آپ کو جیک ایورٹ کی لانچ کی تلاش ہے۔ اس کا نام "اسکوریم" ہے۔ وہ چار بلیڈوں والی لانچ ہے جس کا ایک بلیڈ نصف کے قریب ٹوٹا ہوا ہے۔ آواز میں یہ خفیف سا اختلاف اسی ٹوٹے بلیڈ کی وجہ سے ہے۔"

"بالکل ٹھیک کہا۔" دوسرے آدمی نے اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔ پھر وہ راکسول کی طرف رخ کرکے بولا۔ "اگر آپ کو اس لانچ کی تلاش ہے تو اسے آج صبح سویرے چیری گارڈن کے گھاٹ کی طرف دیکھا گیا تھا۔"

"تو پھر ہمیں اِدھر اُدھر وقت ضائع کرنے کی بجائے چیری گارڈن گھاٹ کا رخ اختیار کرنا چاہئے۔" راکسول نے تیزی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی لانچ کا رخ موڑ دیا گیا۔ چیری گارڈن کے گھاٹ کی طرف جاتے ہوئے ہیزل بتا رہا تھا کہ "اسکوریم" کو دریائے ٹیمز کی خطرناک ترین لانچ سمجھا جاتا ہے۔ پانی میں غیر قانونی سرگرمیوں کے لئے اس کے مالک ایورٹ سے اس لانچ کو آسانی سے معاوضے پر حاصل کیا جاسکتا ہے۔ لانچ کے اندر اسمگلنگ کا سامان چھپانے کے لئے مختلف جگہیں بنی ہوئی ہیں۔ کسٹمز اور پولیس کا عملہ اسکوریم پر کڑی نگاہ رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کے بوڑھے مالک ایورٹ پر آج تک ہاتھ نہیں ڈالا جاسکتا۔ پولیس انتہائی کوشش کے باوجود اس کے خلاف کبھی کوئی جرم ثابت

نہیں کرسکی۔ اس لانچ کا ایک خود کار بلیڈ پولیس سے مقابلے کے دوران ٹوٹ گیا تھا۔ جسے ایورٹ نے آج تک مرمت نہیں کروایا۔ اس ٹوٹے ہوئے بلیڈ کی وجہ سے آواز بہت بدل گئی ہے اور اس علاقے میں اسے شیطانی لانچ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔"

"آپ کے دوست جولیس سے سب سے بڑی حماقت یہ ہوئی کہ اس نے اپنے مقاصد کے لئے اسکوریم جیسی لانچ حاصل کی۔ اس لانچ کو تلاش کرنا اب زیادہ دشوار نہیں ہوگا۔" ہیزل نے کہا۔

لانچ اس وقت چیری گارڈن کے گھاٹ کے قریب پہنچ چکی تھی لیکن بدقسمتی سے دھند اس قدر دبیز تھی کہ تیس فٹ سے زیادہ دور کی کوئی چیز نہیں دیکھی جاسکتی تھی۔ گھاٹ کے قریب سے گزرتے ہوئے ہر ایک کی نظریں اس پُراسرار لانچ کی تلاش میں چاروں طرف گھوم رہی تھیں لیکن تاریکی اور دھند کے باعث کچھ بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا لانچ ہلکی رفتار سے دریا کے زیریں حصے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ پھر اچانک ہی انہیں بڑی عجلت میں لانچ کا رخ بدلنا پڑا۔ اگر ایک لمحے کی بھی تاخیر ہوجاتی تو لانچ چند گز آگے لنگر انداز جہاز سے ٹکرا جاتی۔ اس جہاز سے آگے نکلتے ہی ہیزل کا ایک آدمی چیخا۔ "وہ رہی ہماری مطلوبہ لانچ۔" سب اس کے اشارے کی طرف متوجہ ہوگئے۔ "اسکوریم" نامی وہ لانچ لنگر انداز جہاز اور ساحل کے درمیان ایک تنگ سی جگہ میں چھپی کھڑی تھی۔ کسٹمز کی لانچ کا رخ فوراً ہی اس طرف موڑ دیا گیا اور ہر آدمی آنے والے لمحات کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔

"سب سے پہلے میں اس لانچ پر جاؤں گا۔" ہیزل نے راکسول کے کان کے قریب سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ "میرے لئے یہ بہانہ کافی ہوگا کہ اس لانچ پر کچھ ایسے سامان کا شبہ کیا جارہا ہے جس کی ڈیوٹی ادا نہیں کی گئی۔ وہ لوگ مجھ پر کسی قسم کا شبہ نہیں کرسکتے اور اس طرح مجھے لانچ کا جائزہ لینے کا بھی موقع مل جائے گا۔"

راکسول نے اس کی رائے سے اختلاف نہیں کیا۔ ان کی لانچ اسکوریم کے پہلو میں رک گئی جو اونچائی میں اس سے قدرے کم تھی۔ کسٹمز کی یونیفارم اور اوور کوٹ میں ملبوس ہیزل چھلانگ لگا کر اسکوریم کے عرشے پر پہنچ گیا۔ "کوئی ہے؟ اس لانچ پر کون

ہے؟" راکسول کو اندھیرے میں ہیزل کی آواز سنائی دی اور اس کے جواب میں ایک نسوانی آواز ابھری..... میں کسٹمز آفیسر ہوں اور اس لانچ کو چیک کرنا چاہتا ہوں۔" ہیزل نے چیخ کر کہا اور پھر چند قدم آگے بڑھ کر نگاہوں سے اوجھل ہوگیا۔ اس کے بعد اس کی آواز بھی سنائی دی۔ راکسول کی بے چین نظریں اسکوریم کا جائزہ لے رہی تھیں۔ ہیزل کو گئے ہوئے اگرچہ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی لیکن راکسول کو محسوس ہو رہا تھا جیسے کئی گھنٹے بیت گئے ہوں۔ بالآخر وہ واپس آگیا اور اپنی لانچ پر چھلانگ لگاتے ہوئے بولا۔ "اس لانچ پر کوئی مشکوک چیز نہیں ہے۔" پھر وہ راکسول کے قریب پہنچ کر مدہم لہجے میں بولا۔ "لانچ پر ایک ایسی عورت موجود ہے جو میرے خیال میں آپ کے بتائے ہوئے حلئے کے مطابق مس اسپنسر سے ملتی جلتی ہے۔ لانچ کا انجن اسٹارٹ ہے لیکن کوئی انجینئر وغیرہ موجود نہیں۔ میں نے اس عورت سے انجینئر کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے انتہائی درشت لہجے میں کہا کہ میں اس سے کوئی باز پُرس کرنے کی بجائے اپنی ڈیوٹی پوری کرکے چلتا بنوں۔ میں نے لانچ کے ہر کونے کو دیکھ لیا ہے لیکن مجھے وہاں کسی دوسرے کی موجودگی کے آثار دکھائی نہیں دیئے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے کچھ دور جاکر لانچ کی نگرانی کرنی چاہئے ممکن ہے کوئی قابل گرفت بات سامنے آجائے۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ لانچ پر اس عورت کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے؟" راکسول نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"بالکل۔" ہیزل نے پُروثوق لہجے میں جواب دیا۔ "تلاشی کے دوران کسی لانچ یا جہاز کا کوئی گوشہ چھپا نہیں رہ سکتا۔"

"کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم اس لانچ پر جاکر اس عورت سے کچھ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں؟" راکسول نے تجویز پیش کی۔

"ارے، وہ دیکھئے۔ وہ کون ہے؟"

وہ دونوں ہیزل کے اس ماتحت کی طرف متوجہ ہوگئے جو ایک چھوٹی سی کشتی کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ دھند میں لپٹی ہوئی یہ کشتی لنگرانداز جہاز کے پہلو سے الگ ہوکر جلد ہی نگاہوں سے اوجھل ہوگئی۔

"وہ جولیس ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں۔ اس کا تعاقب کرو۔ اگر ہم اسے پکڑنے میں کامیاب ہوگئے تو تم دس پونڈ کی رقم کے انعام کے حقدار بن جاؤ گے۔" راکسول نے دونوں آدمیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"جلدی کرو۔ وہ نکلنے نہ پائے۔" ہیزل نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا اور لانچ اسی وقت حرکت میں آگئی۔

"یہ کہاں چھپا ہوا تھا؟" راکسول نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ جس وقت ہم وہاں پہنچے یہ اس وقت کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا لیکن ہمیں دیکھتے ہی جہاز کی آڑ میں چھپ گیا' اور اب موقع ملتے ہی فرار ہونے کی کوشش کر رہا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ اب یہ بچ کر نہیں نکل سکے گا۔" ہیزل نے جواب دیا۔ وہ لانچ کا کنٹرول وہیل سنبھالے کھڑا تھا۔ لانچ کی رفتار خاصی تیز تھی اور وہ بڑی مہارت سے اسے تاریکی میں لنگرانداز جہازوں اور لانچوں سے بچاتا ہوا آگے بڑھا رہا تھا۔ دریا میں لاتعداد جہاز لنگرانداز تھے۔ ان کی لانچ ان جہازوں کے گرد چکراتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ راکسول کو شبہ تھا کہ اس آنکھ مچولی میں کہیں جولیس کی کشتی غائب نہ ہوجائے۔ وہ محض اندازے کی بنا پر ہی آگے بڑھ رہے تھے جبکہ حقیقت یہ تھی کہ انہیں جولیس والی کشتی نظر نہیں آرہی تھی۔ راکسول کی نظریں تاریکی میں بھٹک رہی تھیں۔

"ہم بالکل ٹھیک جارہے ہیں۔ دوسری کشتی بیس گز سے زیادہ فاصلے پر نہیں۔ وہ جولیس ہے۔ یقیناً جولیس ہے۔ میں اسے دیکھ رہا ہوں۔" راکسول نے اپنے جوش کو دباتے ہوئے کہا۔

"ہاں' میں نے بھی اس کشتی کو دیکھ لیا ہے۔ میں اسے ٹکر مار کر الٹ دوں گا اور پھر جولیس کو تو ہم پانی کی تہہ سے بھی نکال لیں گے۔" ہیزل نے جواب دیا لیکن عین اسی لمحے ایک چھوٹا سا بجرا ان کی راہ میں حائل ہوگیا۔ اس کی سرخ بتی اچانک ہی دھند سے نکل کر سامنے آگئی تھی۔ ہیزل نے بڑی مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے لانچ کو تصادم سے بچا لیا۔ اس طرح اسے ایک مختصر سا چکر کاٹنا پڑا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے اصل راستے سے کسی قدر ہٹ گئی تھی۔ راکسول کے اعصاب تن گئے۔ وہ بے کل سا ہو رہا تھا۔ وہ کچھ کرنا

چاہتا تھا لیکن بے بس ہو رہا تھا۔ بالآخر وہ بتدریج کشتی کے قریب پہنچنے لگے۔ لانچ جیسے ہی کشتی کے قریب پہنچی کشتی کا رخ اچانک ہی تبدیل ہوگیا اور وہ قریب ہی لنگر انداز دو جہازوں کے درمیان غائب ہوگئی۔

"اوہ۔ اس طرف موڑو جلدی۔" راکسول چیخا۔

"لانچ اس تنگ سے راستے پر نہیں جاسکتی لیکن..... اس کشتی کو بھی اوپر سے گھوم کر دوبارہ سامنے آنا پڑے گا۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ہم سیدھے چلتے رہیں۔" ہیزل نے جواب دیا۔ راکسول بے چینی سے اس طرف دیکھنے لگا جہاں کشتی غائب ہوئی تھی۔ ان کی لانچ سیدھے رخ پر بڑھتی رہی۔ جب وہ لنگر انداز بجروں سے آگے نکلے تو وہ کشتی دوبارہ نظر آگئی لیکن وہ خالی تھی اور کٹی ہوئی پتنگ کی طرح لہروں پر ڈول رہی تھی۔ ہیزل نے بھی لانچ روک لی۔

"اوہ۔" اس کا بلڈاگ کی شکل والا ماتحت بولا۔ "اس کا مطلب ہے کہ وہ ان دونوں بجروں میں سے کسی ایک پر جا چکا ہے۔ اگر وہی آپ کا مطلوبہ آدمی ہے تو اسے بجرے پر جاکر آسانی سے پکڑا جاسکتا ہے۔"

اسی وقت قریبی بجرے سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی جسے سن کر راکسول اچھل پڑا۔ یہ سوفیصد جولیس کی آواز تھی۔

"شاید وہی ہے۔" بلڈاگ کی شکل والا بولا۔ "لیکن اگر میں آپ کی جگہ ہوتا تو بجرے پر جانے کے لئے کسی عجلت کا مظاہرہ نہ کرتا۔" اس نے باری باری ہیزل اور راکسول کی طرف دیکھا۔ وہ اپنی لانچ کو بجرے کے بالکل قریب لے آئے اور اوپر کی طرف دیکھنے لگے۔ "بس لانچ یہیں روک لو۔ میرے پاس ایک ریوالور موجود ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم بجرے پر کس طرح پہنچیں گے۔" راکسول نے کہا۔

"درست ہے کہ آپ کے پاس ریوالور موجود ہے۔" ہیزل اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ "لیکن میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ ریوالور کو استعمال کرنے کی کوشش نہ کریں۔ فائر کی آواز سنتے ہی ساحلی پولیس یہاں پہنچ جائے گی۔ لمبی چوڑی انکوائری ہوگی۔ بات کمشنر تک پہنچے گی اور جب کمشنر کو یہ معلوم ہوگا کہ میں اپنے آفیسر کی ہدایت پر آپ

کے لئے کام کر رہا ہوں تو مجھے ملازمت سے برطرف کردیا جائے گا۔ یا پھر مجھے استعفیٰ دینا پڑے گا۔"

"تمہیں کسی طرح پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ساری ذمہ داری میں لے رہا ہوں۔" راکسول نے جواب دیا۔

"مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ آپ کس حد تک ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔" ہیزل نے ناگوار سے لہجے میں کہا۔ "لیکن میں آپ کو اپنا کیریئر تباہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"

"یہ ملازمت ختم ہوجانے سے تم پر زندگی کے دروازے بند نہیں ہوجائیں گے۔ کیریئر بنانے کے اور بھی بہت سے مواقع موجود ہیں۔" راکسول نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"میرا کیریئر کسٹمز ہی سے وابستہ ہے۔" ہیزل نے اسے گھورا۔ "لہٰذا کوئی فائرنگ نہیں ہوگی۔ ہم اس کا انتظار کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ فرار نہیں ہوسکتا۔ اگر آپ جولیس کو کوئی سبق دینا ہی چاہتے ہیں تو یہ آہنی سلاخ لے لیجئے لیکن اسے ضرب اس طرح لگائیے کہ وہ مرنے نہ پائے۔" راکسول نے خاموشی سے اس کے ہاتھ سے آہنی سلاخ لے لی۔ وقت بڑی سُست روی سے گزر رہا تھا۔ وہ چاروں لانچ کی ریلنگ کے قریب کھڑے بجرے کی طرف دیکھ رہے تھے دھند اب کچھ اور بھی گہری ہوگئی تھی۔ پھر اچانک ہی دھند چھٹنے لگی۔ دھند ہٹتے ہی آسمان کی بلندیوں پر چمکتے ہوئے چاند کی روشنی ہر سو مدھم سا اجالا کرنے لگی۔

"چاند کی روشنی ہمارے حق میں مفید ثابت ہوسکتی ہے۔" ہیزل کا ایک ماتحت بولا۔ عین اسی لمحے بجرے کی ریلنگ پر کوئی سایہ دکھائی دیا۔ فاصلہ زیادہ نہیں تھا اس لئے راکسول کو اسے پہچاننے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔ وہ جولیس تھا۔ چاند کی مدھم روشنی میں اس کے چہرے پر خباثت اور شیطنت کے تاثرات صاف نظر آرہے تھے۔

"لانچ پر مسٹر راکسول موجود ہیں؟" جولیس نے چیخ کر کہا۔ "اگر یہ واقعی مسٹر راکسول ہیں تو انہیں اوپر بھیج دیا جائے وہ چاہیں تو اوپر آکر مجھے گرفت میں لے سکتے ہیں۔ میں ان کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہوں۔" وہ سیدھا کھڑا ہوگیا۔ چاندنی کے پس منظر میں اس کا ہیولا

بڑا پُراسرار لگ رہا تھا۔ لانچ میں کھڑے ہوئے چاروں آدمی اس کے ہاتھ میں خنجر کو دیکھ سکتے تھے جو چاندنی میں چمک رہا تھا۔ "مسٹر راکسول!" وہ دوبارہ راکسول کو مخاطب کرتے ہوئے چیخا۔ "تم بہت عرصے سے میری تاک میں تھے۔ اب میں تمہارے سامنے ہوں۔ تم اوپر کیوں نہیں آتے؟ اگر تم اپنے میں ہمت نہیں پا رہے تو کسی اور کو بھیج دو میں ہر ایک سے یکساں برتاؤ کروں گا۔" جولیس نے خاموش ہو کر ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا لیکن پھر اچانک وہ اس طرح آگے کو جھکا جیسے توازن برقرار نہ رکھ سکا ہو۔ اس کے ساتھ ہی ایک لڑکے کی چیخ سنائی دی۔

"کم بخت تُو ہمارے بجرے پر کیا کر رہا ہے؟" جولیس نے چیخ کر کہا۔ اسی لمحے ایک لڑکا جولیس کے پیچھے نمودار ہوا۔ اس نے دونوں ہاتھ جولیس کی پشت پر جما کر پوری قوت سے اسے آگے دھکیل دیا۔ جولیس نے اپنا توازن برقرار رکھنے کی کوشش کی مگر اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا اور قلابازیاں کھاتا ہوا کئی فٹ نیچے پانی میں جا گرا۔ پانی میں جولیس کے ہاتھ پیر مارنے کے انداز سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ پیراکی نہیں جانتا۔ وہ ایک دفعہ پانی کے نیچے چلا گیا اور پھر جیسے ہی دوبارہ سطح پر ابھرا اس کے ساتھ ہی ہیزل کے ماتحتوں نے پانی میں چھلانگ لگا دی اور جولیس کو کھینچ کر لانچ پر لے آئے۔ اس کے ایک منٹ بعد جولیس رسیوں سے بندھا لانچ کے عرشے پر پڑا تھا۔

جولیس کی اس شکست میں اگرچہ بجرے والے کمسن لڑکے کا ہاتھ تھا لیکن کئی ہفتوں کی بے چینی کے بعد راکسول پہلی مرتبہ طمانیت سی محسوس کر رہا تھا۔ وہ آہنی سلاخ سنبھالے جولیس کے اوپر جھک گیا۔

"اب آپ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہیں؟" ہیزل جلدی سے بولا۔

"ہمیں گرینڈ بیبلون ہوٹل کے قریب دریا کے گھاٹ پر اتار دینا۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ گرینڈ بیبلون میں اس کی مناسب دیکھ بھال ہو سکے گی۔" راکسول نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ جولیس اس طرح خاموش تھا جیسے اس کی قوت گویائی سلب ہو چکی ہو۔ ہوٹل کے قریب گھاٹ سے لانچ لگی اور پھر جولیس کو ہوٹل میں پہنچا دیا گیا۔ راکسول نے حسب وعدہ ہیزل کے دونوں ماتحتوں کو دس پونڈ کی وہ انعامی رقم ادا کر دی

جس کا اس نے وعدہ کیا تھا۔

"رات بہت جا چکی ہے۔ اگر تم پسند کرو تو یہیں سو رہو۔" راکسول نے ہیزل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" ہیزل نے مسکرا کر جواب دیا۔

اگلی صبح دنیا کا بہترین ناشتہ میز پر اس کا منتظر تھا۔ ہیزل نے کبھی ان چیزوں کا تصور بھی نہ کیا ہو گا جو ناشتے میں موجود تھیں۔ سفید اجلے نیپکن میں سو پونڈ کا بالکل نیا نوٹ دیکھ کر تو اس کی باچھیں کھل گئیں۔

گرینڈ بیبلون ہوٹل میں ملازمت کے دوران جولیس جس کمرے میں رہائش پذیر تھا وہ ابھی تک خالی تھا۔ کیونکہ اسے ملازمت سے برطرف کئے جانے کے بعد کسی کو ہیڈ ویٹر کے عہدے پر ترقی نہیں دی گئی تھی اور کسی نے اس کمی کو محسوس بھی نہیں کیا۔ راکسول کی نظروں میں گرینڈ بیبلون جیسے ہوٹل میں ہیڈ ویٹر کا عہدہ محض آرائش کا کام دیتا ہے ورنہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ تھی کہ راکسول نے ابھی تک ہیڈ ویٹر کے عہدے کے بارے میں سنجیدگی سے نہیں سوچا تھا۔

راکسول نے حتی الامکان رازداری سے کام لیتے ہوئے جولیس کو اس کمرے میں پہنچوا دیا۔ جولیس کو وہاں تک پہنچانے میں راکسول نے ہوٹل کے گیٹ پر متعین ایک بوڑھے دربان کی مدد حاصل کی تھی۔ یہ ہوٹل کا پرانا اور قابل اعتماد آدمی تھا اور راکسول کو یقین تھا کہ وہ اس راز کو راز ہی رکھے گا۔ کمرے کی طرف لے جاتے ہوئے جولیس کے پیر کھول دیئے گئے تھے لیکن ہاتھ بدستور پشت پر بندھے رہنے دیئے گئے تھے۔ اسے کمرے میں بند کرنے کے بعد راکسول نے اسی بوڑھے دربان کو اس کی نگرانی کے خیال سے کمرے کے سامنے متعین کر دیا۔

جولیس کا یہ کمرہ ہوٹل کے دوسرے ملازمین کے رہائشی کمروں سے قدرے بہتر تھا۔ بارہ فٹ چوڑے اور چودہ فٹ لمبے اس کمرے میں ایک مسہری، ایک چھوٹی الماری، واش بیسن، اوز ڈریسنگ ٹیبل کے علاوہ دو کرسیاں بھی موجود تھیں۔ دروازے کے پیچھے دیوار پر دو کھونٹیاں مسہری کے قریب فرش پر قالین کا ایک ٹکڑا اور مینٹل پیس پر کچھ آرائشی

چیزیں بھی رکھی ہوئی نظر آرہی تھیں۔ روشنی کے لئے چھت پر ایک بلب لگا ہوا تھا۔ عقبی دیوار میں ایک چھوٹی سی کھڑکی بھی موجود تھی لیکن وہ کھڑکی فرش سے اتنی اونچی تھی کہ اس تک آسانی سے نہیں پہنچا جاسکتا تھا۔ یہ کمرہ ہوٹل کی آٹھویں یعنی آخری منزل پر تھا۔ اس سے بیس فٹ نیچے تقریباً ایک فٹ چوڑا کارنس تھا۔ کمرے کی کھڑکی کے اوپر کا کارنس تین فٹ چوڑا تھا اور اس کے بعد ہوٹل کی ڈھلوان چھت تھی جسے کھڑکی سے نہیں دیکھا جاسکتا تھا۔

کھڑکی اور اس کے باہر کا منظر دیکھنے کے بعد راکسول مطمئن تھا کہ جولیس کم از کم اس راستے سے فرار نہیں ہوسکتا۔ آتشدان کا اندرونی حصہ بھی اس قدر تنگ تھا کہ اس کے ذریعے فرار کا سوچنا ہی احمقانہ خیال تھا۔ جولیس تو کیا کوئی نو عمر لڑکا بھی اس چمنی سے نہیں گزر سکتا تھا۔ کمرے کا جائزہ لینے کے بعد راکسول نے بوڑھے دربان کو بھی اندر بلا لیا اور اس کی مدد سے جولیس کو مسہری پر اس طرح باندھ دیا کہ وہ اپنے جسم کو چند انچ سے زیادہ حرکت نہیں دے سکتا تھا۔ اسے باندھنے کے بعد راکسول نے مینٹل پیس پر رکھی ہوئی تمام آرائشی چیزیں اور کرسیاں ہٹا دیں۔ قالین کا ٹکڑا بھی اٹھوا دیا۔ کپڑے ٹانگنے کی کھونٹیاں اور بجلی کا سوئچ بھی نکالنے کے بعد اس نے ایک بار پھر تنقیدی نگاہوں سے کمرے کا جائزہ لیا اور باہر آنے کے بعد تالا لگا کر چابی جیب میں ڈالتے ہوئے دربان سے مخاطب ہو کر بولا۔ ”تم رات بھر دروازے کے سامنے رہ کر کمرے کی نگرانی کرو گے۔ بیٹھنے کے لئے یہ کرسی موجود ہے لیکن سونے کی کوشش مت کرنا۔ اگر کمرے میں کوئی ہلکی سی آواز بھی سنو تو سیٹی بجا دینا۔ میں فوراً پہنچ جاؤں گا لیکن اگر کمرے میں خاموشی رہی تو تمہیں کوئی کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں' اور یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اس سلسلے میں تمہاری زبان بند رہے گی میں تم پر اعتماد کر رہا ہوں۔ امید ہے تم میرے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤ گے۔“

”لیکن صبح جب ہوٹل کے دوسرے ملازمین مجھے یہاں دیکھیں گے تو یہ ضرور پوچھیں گے کہ میں یہاں کیا کر رہا ہوں۔ میں انہیں مطمئن کرنے کے لئے کیا جواب دوں گا؟“ دربان نے پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ تم فوج میں بھی دادِ شجاعت دے چکے ہو۔“ راکسول نے معنی خیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

”میں تین جنگوں میں حصہ لے چکا ہوں جناب۔“ بوڑھے دربان نے فخریہ لہجے میں کہتے ہوئے اپنے سینے پر آویزاں تمغوں کی طرف اشارہ کیا۔

”فرض کرو کہ جنگ کے دوران تم کسی اہم مقام پر سنتری کے فرائض انجام دے رہے ہو۔ ایسی صورت میں اگر کوئی تم سے سوال کرے کہ کیا کر رہے ہو تو کیا جواب دو گے؟“ راکسول نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں انہیں یہی جواب دوں گا کہ وہ مزید کوئی سوال کئے بغیر اس جگہ سے دور چلے جائیں۔“ دربان نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے تو اس موقع پر بھی تمہارا یہی جواب ہونا چاہئے۔“ راکسول یہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

اس وقت رات کا تقریباً ایک بج رہا تھا۔ ساتویں منزل پر ایک کمرہ خالی تھا۔ وہ اس کمرے میں داخل ہو کر بستر پر لیٹ گیا لیکن وہ سکون کی نیند نہیں سو سکا۔ طلوع آفتاب سے پہلے ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ وہ جولیس کے بارے میں سب کچھ جاننے کے لئے بے چین ہو رہا تھا لیکن اتنی صبح اس نے کمرے سے نکلنا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ مسہری پر لیٹا جولیس کے بارے میں سوچتا رہا۔ چھ بجے کے قریب جب سورج کی جھلملاتی ہوئی کرنیں کھڑکی کی راہ سے کمرے میں داخل ہوئیں تو وہ باہر آگیا۔ آٹھویں منزل پر پہنچا تو بوڑھا دربان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ خاصا مستعد اور چاق و چوبند نظر آرہا تھا۔ راکسول کو دیکھتے ہی اس نے اٹھ کر فوجی انداز میں سلیوٹ کیا۔

”کوئی خاص بات؟“ راکسول نے استفہامیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

”کچھ نہیں جناب۔“ دربان نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیا۔

”ہوٹل کے کسی ملازم نے تم سے کوئی سوال تو نہیں کیا؟“

”صرف ایک نے پوچھا تھا کہ میں یہاں کیا کر رہا ہوں۔ میں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہہ دیا تھا کہ وہ صرف اپنے کام سے کام رکھے۔“ دربان نے جواب دیا۔

"گڈ۔" راکسول نے کہا اور دروازے کا تالا کھولنے لگا۔ جب وہ اندر داخل ہوا تو ہر چیز اسی طرح تھی جس طرح وہ گزشتہ رات چھوڑ گیا تھا۔ صرف ایک تبدیلی نظر آرہی تھی جولیس کو پشت کے بل مسہری پر لٹا کر باندھا گیا تھا لیکن کسی نہ کسی طرح اس نے اپنا رخ بدل لیا تھا اور اب وہ سینے کے بل لیٹا نظر آرہا تھا۔ آہٹ پاکر اس نے گردن گھمائی اور خونخوار نگاہوں سے راکسول کی طرف دیکھنے لگا۔ راکسول نے جیب سے ریوالور نکال کر ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا اور خود بھی ٹیبل کے کونے پر بیٹھ گیا۔ اس کے پیر فرش سے تقریباً دو انچ اوپر تھے۔ "میں تم سے کچھ ضروری گفتگو کرنا چاہتا ہوں جولیس۔" اس نے جولیس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"تم جتنا چاہو بول سکتے ہو۔ میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کروں گا۔" جولیس نے جواب دیا۔

"لیکن تم میرے سوالات کا جواب دو گے۔" راکسول نے اسے گھورا۔

"یہ ایک مختلف معاملہ ہے۔ میں اس وقت تک تمہارے کسی سوال کا جواب نہیں دے سکتا جب تک مجھے کھول نہیں دیا جاتا۔ چاہو تو طبع آزمائی کرسکتے ہو۔" جولیس نے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔

"اگر تم پسند کرو تو میں ان باتوں کا ایک معقول معاوضہ بھی دینے کو تیار ہوں۔" راکسول نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"میں جب تک بندھا ہوا ہوں تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دوں گا۔"

"ٹھیک ہے میں تمہاری ٹانگیں کھول دیتا ہوں۔" راکسول نرم لہجے میں بولا۔ "اس طرح تم اٹھ کر بیٹھ سکتے ہو اور یہ شکایت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں کہ تم کس قسم کی تکلیف محسوس کر رہے ہو بلکہ میں تو کہوں گا کہ تمہارے ساتھ اب تک کسی قسم کی زیادتی نہیں کی گئی۔" راکسول نے یہ کہتے ہوئے اس کی ٹانگوں کے بندھن کھول دیئے پھر بات جاری رکھتے ہوئے بولا۔ "مجھے یقین ہے کہ اس وقت تم مناسب اور معقول رویہ اختیار کرو گے اور تمہیں کھلے دل سے یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ تم شکست کھا چکے ہو۔ میں پولیس کی مدد کے بغیر تمہیں اپنی گرفت میں لینا چاہتا تھا اور تم دیکھ رہے ہو کہ میں اپنے مقصد میں

کامیاب رہا ہوں۔"

"ضرور کامیاب ہوئے ہو۔" جولیس نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔ "لیکن اپنے طور پر ان معاملات سے نمٹنے کی کوشش کرنا ہی تمہاری سب سے بڑی حماقت تھی۔ اگر تم ابتدا ہی میں پولیس کو مطلع کر دیتے تو وہ دو چار سال بعد بھی حقیقت کا سراغ نہ لگا سکتے۔ معاملے کو اپنے ہاتھ میں لے کر تم قانون شکنی کے مرتکب ہوئے ہو۔ یہ درست ہے کہ تم نے مجھے گرفت میں لے لیا ہے لیکن کیا اب تم پولیس سے یہ کہہ سکتے ہو کہ میں نے تمہارے لئے شکار پکڑا ہے۔ اگر تم مجھے پولیس کے حوالے کرنا چاہو گے تو تمہیں خود بھی پولیس کے سامنے بہت سی باتوں کی وضاحت کرنی پڑے گی اور میرا خیال ہے کہ تم خود پولیس کو اپنی غیر قانونی سرگرمیوں کی تفصیل بتانا پسند نہیں کرو گے۔"

راکسول کی آنکھوں میں الجھن تیر گئی۔ جولیس نے غلط نہیں کہا تھا۔ قانون کی نظروں میں راکسول کی اپنی پوزیشن بھی صاف نہیں تھی اور جولیس نے بہت صحیح انداز میں اس کی وضاحت کردی تھی۔ اس کا یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ اس حقیقت سے قطعی لاعلم تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایک وقت اسے بھی اپنی پوزیشن کی وضاحت کرنی پڑے گی لیکن اس وقت وہ جولیس کو اپنی پوزیشن کا اندازہ لگانے کا موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔

"بہرحال۔" راکسول پُرسکون لہجے میں کہنے لگا۔ "تم اس وقت میرے قیدی ہو اور تم بہت سے جرائم کے مرتکب ہوچکے ہو۔ جن میں ایک قتل بھی شامل ہے اور تم جانتے ہو کہ اس جرم کی کم سے کم سزا موت ہی ہوسکتی ہے۔ مجھے پولیس سے رابطہ قائم کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ تمہارے جرائم کی سزا میں خود بھی دے سکتا ہوں جس طرح کسی کو خبر ہوئے بغیر تمہیں اس ہوٹل میں لایا گیا ہے اسی طرح تمہیں باہر بھی لے جایا جاسکتا ہے۔ چند روز پہلے اوسٹینڈ میں تمہارے پاس ایک بجرا تھا۔ تم نے اس بجرے کا کیا کیا۔ مجھے اس کا علم نہیں' لیکن اتنا جانتا ہوں کہ اسی بجرے پر میری بیٹی تمہارے ہاتھوں موت کے منہ میں جاتے جاتے بچی تھی۔ اس وقت میرے پاس بھی ایک لانچ ہے۔ فرض کرو اگر میں بھی اس لانچ کو اس مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہوں جس مقصد کے لئے تم اپنا بجرا استعمال کرنا چاہتے تھے تو مجھے اس سے کون روک سکتا ہے؟ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ

رات کے وقت اس لانچ کے ذریعے میں تمہیں گہرے سمندر میں لے جاکر پانی میں چھلانگ لگانے کا حکم دوں تو تم کیا کرسکتے ہو؟ ایسی باتیں پہلے بھی ہوتی رہی ہیں اور اب بھی ہوسکتی ہیں۔ اگر میں نے ایسا کیا تو مجھے کم از کم یہ اطمینان ہوگا کہ میں نے معاشرے کے ایک ناسور کو کاٹ پھینکا ہے۔"

"لیکن تم ایسا نہیں کرسکتے۔" جولیس خوف زدہ لہجے میں بڑبڑایا۔

"اگر اس وقت تم کچھ معقولیت کا ثبوت دو تو شاید ایسا نہ ہو۔ بصورت دیگر میں وہ کچھ کر گزروں گا جس کا تم تصور بھی نہیں کرسکتے۔ میرا نام تھیوڈور راکسول ہے۔ میں اگر چاہوں تو پولیس کو خاطر میں لائے بغیر بہت کچھ کرسکتا ہوں۔" راکسول بولا۔

"یقیناً کرسکتے ہو۔" جولیس نے مدہم لہجے میں جواب دیا۔

"مجھے اپنے ارادوں پر عمل کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔" راکسول نے کہا۔ "اب تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں۔ یا تمہیں پولیس کے حوالے کر دیا جائے یا میں اپنے طور پر تمہارے لئے سزا کا انتخاب کروں۔ تمہارے لئے دونوں صورتوں میں موت ہے اور میرے لئے کوئی پریشانی نہیں۔ پولیس کے حوالے کرنے کی صورت میں البتہ ایک امکان پیدا ہوتا ہے کہ تم پر ڈیموک ریجنالڈ کا قتل ثابت نہ کیا جاسکے۔ ایسی صورت میں بھی تمہیں بیس بائیس سال سے کم سزا نہیں ہوگی۔ اگر مجھے تمہاری سزا منتخب کرنے کا موقع ملا تو تمہاری زندگی کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ میں تم سے صرف چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ اب یہ فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے کہ تم پولیس کے ہاتھوں میں جانا پسند کرتے ہو یا مجھے قانون اپنے ہاتھ میں لینے پر مجبور کرتے ہو' اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ دوسرا راستہ میرے لئے بہت آسان ثابت ہوگا۔ مجھے اعتراف ہے کہ تم انتہا سے زیادہ عیار ہو لیکن اب تمہاری کوئی چالاکی کام نہیں دے گی۔"

"اگر قسمت تمہارا ساتھ نہ دیتی تو میں تمہیں اپنی ذہانت ضرور دکھاتا۔ بہرحال' تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟" جولیس نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

"سب سے پہلے میں تمہارے ان ساتھیوں کے نام جاننا چاہتا ہوں جو اس وقت ہوٹل میں موجود ہیں؟" راکسول نے پہلا سوال کیا۔

"روکو کے بعد ہوٹل میں میرا کوئی ساتھی نہیں رہا۔" جولیس نے جواب دیا۔

"جھوٹ سے کام نہیں چلے گا۔ اگر ہوٹل میں تمہارا کوئی ساتھی موجود نہ ہوتا تو پرنس یوجین کو رومن کونٹی کی وہ مخصوص بوتل کیوں سرو کی جاتی؟" راکسول نے اسے گھورا۔

"اوہ! اس کا مطلب ہے کہ بوتل کے بارے میں تمہیں پہلے سے پتہ چل گیا تھا۔" جولیس نے ٹھنڈا سانس بھرا۔ "مجھے پہلے ہی شبہ تھا بہرحال اس کی بھی وضاحت کردوں کہ اس کام میں کسی ساتھی کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ بوتل سب سے آگے رکھی گئی تھی اور ظاہر ہے پہلے اسے ہی اٹھایا جاتا۔ مزید برآں میں نے اسے کچھ اور نمایاں کرکے رکھ دیا تھا۔ تاکہ بوتل انتخاب کرنے والے کا ہاتھ اسی طرف بڑھے۔"

"کیا اس کا انتظام بھی تم نے ہی کیا تھا کہ شراب خانے کا انچارج ہبرڈ اس سے ایک رات پہلے ہی بیمار پڑجائے؟" راکسول بولا۔

"مجھے ہبرڈ کی بیماری کا کوئی علم نہیں۔" جولیس نے جواب دیا۔

"اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم پرنس یوجین کو ہلاک کیوں کرنا چاہتے تھے؟" راکسول نے پوچھا۔

"میرا اسے ہلاک کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔" جولیس نے کہا۔ "میں صرف یہ چاہتا تھا کہ پرنس یوجین ایک مقررہ تاریخ تک سیمسن لیوی سے ملاقات نہ کرسکے۔ یہ کام میرے لئے کچھ زیادہ مشکل نہیں تھا۔ روکو اور مس اسپنسر کی مدد سے میں بہت آسانی سے اس پروگرام پر عمل کرسکتا تھا۔"

"کیا مس اسپنسر تمہاری بیوی ہے؟" راکسول نے دریافت کیا۔

"وہ یقیناً میری بیوی بننا پسند کرے گی اور اب مجھے ٹوکنے کی کوشش مت کرنا۔" جولیس نے اسے گھورا پھر دوبارہ کہنے لگا۔ "میں نے اپنے پروگرام کے سلسلے میں تمام انتظامات طے کر لئے کہ اس دوران تم نے یہ ہوٹل خرید لیا۔ اب میں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں سمجھتا کہ اس رات جب ہوٹل کی ریداری میں تم نے مجھے پکڑا تھا تو میں اسی وقت تمہاری طرف سے شبے میں مبتلا ہوگیا تھا۔ محض تمہارے خوف سے مجھے اپنے

پروگرام میں تبدیلی کرکے اس ہوٹل کی بجائے اوسٹینڈ کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنانا پڑا۔ پہلے میں اس ہوٹل میں پرنس یوجین سے نمٹنے کی کوشش کرتا لیکن نئے پروگرام کے تحت میں نے اسے راستے ہی میں روکنے کا فیصلہ کیا اور مس اسپنسر کو مخصوص ہدایات دے کر پہلے ہی سے اوسٹینڈ روانہ کر دیا۔ یہ تو طے ہے کہ مصیبت کبھی اکیلی نہیں آتی۔ ریجنالڈ ہمارے اس منصوبے میں شامل تھا لیکن عین وقت پر اس نے پرنس سے اپنی وفاداری کا اعلان کرتے ہوئے ہم سے علیحدگی اختیار کرلی۔ وہ ہمارے لئے بہت سی رکاوٹیں پیدا کرسکتا تھا اس لئے میں نے اسے راستے ہی سے ہٹانے کا فیصلہ کرلیا۔ ہر کام ہماری مرضی کے مطابق ہو رہا تھا لیکن تم باپ بیٹی بیچ میں کود پڑے۔ نیلا تو سراغ لگاتی ہوئی اوسٹینڈ تک پہنچ گئی جس شخص کے لئے میں کام کر رہا تھا اس سے میں نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ پرنس یوجین کو سیمسن لیوی سے ایک مقررہ تاریخ تک ملاقات کا مواقع نہیں دوں گا اور اس وقت تک اس مدت میں صرف چوبیس گھنٹے باقی تھے۔ میں نے بڑی خوبصورتی سے پرنس کو غائب کر رکھا تھا لیکن پھر تم ٹپک پڑے اور پرنس کو میرے قبضے سے نکال لے گئے۔ مجھے اعتراف ہے کہ اس وقت تم مجھ پر سبقت لے گئے تھے لیکن تمہیں بھی بہرحال تاخیر ہوچکی تھی کیونکہ پرنس یوجین اور سیمسن لیوی کے درمیان ملاقات کا جو وقت مقرر تھا وہ گزر چکا تھا۔ اب ان کی ملاقات میرے منصوبے پر اثر انداز نہیں ہوسکتی تھی لیکن وہ شخص جس سے میں نے معاہدہ کیا تھا پرنس کے آزاد ہونے سے کچھ بے چین سا ہوگیا۔ پرنس یوجین اگرچہ شدید بیمار ہوچکا تھا لیکن میرے آقاؤں کو شبہ تھا کہ پرنس اور سیمسن لیوی میں پھر کوئی معاملہ طے نہ ہوجائے۔ اس کے لئے انہوں نے دوبارہ میری خدمات حاصل کیں۔ اس مرتبہ انہوں نے پرنس کو ختم کر دینے کی ہدایت کی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی چند شرائط بھی رکھی تھیں۔"

"کیسی شرائط؟" راکسول نے پوچھا۔

"پہلے کام کے سلسلے میں مجھے پچاس ہزار پونڈ کا معاوضہ ملا تھا جس میں آدھا حصہ روکو کا تھا۔ روکو سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر منصوبہ کامیاب رہا تو اسے کسی یورپی ریاست کے دربار میں کوئی کلیدی عہدہ دلا دیا جائے گا وہ رقم سے زیادہ اس درباری عہدے کے

لالچ کی وجہ سے اس کام میں دلچسپی لے رہا تھا۔ دوسرے کام کے لئے مجھے ایک لاکھ پونڈ کی پیشکش کی گئی تھی لیکن مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت نہ کرسکا۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تمہیں ایک لاکھ پونڈ کی پیشکش صرف اس لئے کی گئی تھی کہ پرنس یوجین کو ہلاک کر دو؟" راکسول نے اسے گھورا۔

"تمہارے الفاظ میں بہت شدت ہے۔" جولیس خفیف سا مسکرایا۔ "یہ بات میں اس طرح دہراؤں گا کہ مجھے یہ پیشکش اس لئے کی گئی تھی کہ پرنس یوجین ایک معقول مدت کے دوران میں اس دنیا سے رخصت ہوجائے۔"

"اور تمہارے وہ آقا کون ہیں جنہوں نے یہ پیشکش کی تھی؟" راکسول نے اس کے چہرے پر نظریں جما دیں۔

"میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔" جولیس نے نفی میں سر ہلایا۔

"تم یقیناً جانتے ہو۔ تمہیں پہلے پچاس ہزار کی ادائیگی کس نے کی تھی اور ایک لاکھ کی پیشکش کرنے والا کون تھا؟" راکسول نے پوچھا۔

"میں اسے ذاتی طور پر نہیں جانتا لیکن....." جولیس نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "مجھے اتنا علم ہے کہ وہ ویانا سے ہوتا ہوا آیا تھا اور اس کا تعلق بوزینا سے تھا۔ مجھے اندازہ لگانے میں دشواری نہیں ہوئی کہ اس معاملے کا تعلق کسی نہ کسی طرح بوزینا کے شہنشاہ کی شادی سے ہے۔ وہ ایک نوجوان خوبرو اور بااثر حکمران ہے جو ایک ریاست کی حسین و جمیل شہزادی سے شادی کرنا چاہتا تھا۔ پچھلے سال اس سلسلے میں ایک کوشش بھی کی گئی تھی جو کامیاب نہیں ہوسکی کیونکہ وہ شہزادی ذہن میں کسی اور شہزادے کا تصور بسائے ہوئے تھی اور اس کے خوابوں کا وہ شہزادہ ریاست پوسین کا حکمران پرنس یوجین تھا۔ شہنشاہ بوزینا کے وزیر کو پرنس یوجین کے تمام حالات کا علم تھا۔ وہ جانتا تھا کہ پرنس یوجین اس وقت تک شہزادی سے شادی نہیں کرسکتا جب تک کہ اپنے تمام قرضے بے باق نہ کردے اور قرضوں کی ادائیگی کے سلسلے میں صرف برطانوی یہودی سیمسن لیوی ہی اس کی مدد کرسکتا تھا۔ میری مدد سے پرنس یوجین اور سیمسن لیوی کی

ملاقات نہ ہونے دینے کا منصوبہ بنایا گیا تھا۔ اس کے بعد بھی انہیں شبہ تھا کہ پرنس یوجین کسی نہ کسی طرح اپنا مسئلہ حل کرلے گا۔ اس لئے دوبارہ میری خدمات حاصل کی گئیں۔ اور اس کے بعد جو کچھ بھی ہوا وہ تمہارے علم میں ہے..... مجھے افسوس صرف اس بات کا ہے کہ بوزینا کا شہنشاہ اپنی پسند کی شادی نہیں کرسکے گا۔"

"تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اس جرم کے ارتکاب میں شہنشاہ بوزینا کا اپنا ہاتھ نہیں تھا اور یہ سب کچھ اس کے وزیر کا کیا دھرا تھا؟" راکسول نے پوچھا۔"

"ہاں! میں ایسا ہی سمجھتا ہوں۔" جولیس نے جواب دیا۔

"تمہاری اس صاف گوئی پر مجھے خوشی ہوئی۔ اب میں اس شخص کا نام جاننا چاہتا ہوں جس نے ان کی خاطر تمہاری خدمات حاصل کی تھیں؟" راکسول نے سوال کیا۔

"وہ محض ایک ایجنٹ تھا۔ اگرچہ اس نے اپنے آپ کو سیلزک کے نام سے متعارف کرایا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کا اصل نام نہیں تھا۔ وہ ایک بوڑھا آدمی ہے اور عام طور پر پیرس کے ہوٹل رٹز میں مل سکتا ہے۔" جولیس نے کہا۔

"میں مسٹر سیلزک سے ملاقات کروں گا۔" راکسول ٹھوس لہجے میں بولا۔

"یہ ملاقات اس دنیا میں تو ممکن نہیں۔" جولیس جلدی سے بولا۔ "وہ مرچکا ہے۔ یہ اطلاع مجھے گزشتہ رات ملی تھی۔"

"ٹھیک ہے۔" راکسول نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔ "میرے لئے یہی خوشی کی بات ہے کہ تمام بھیانک منصوبوں کے باوجود پرنس یوجین زندہ ہے۔ فتح آخر حق کی ہوئی ہے۔"

"مسٹر راکسول یہاں موجود تو ہیں مس! لیکن فی الحال وہ کسی سے ملاقات نہیں کرسکتے۔" دروازے کے باہر سے ابھرنے والی بوڑھے دربان کی پاٹ دار آواز سن کر راکسول چونک گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔

"احمق!" بوڑھے کے جواب میں ایک نسوانی آواز ابھری۔ "میرے راستے سے فوراً ہٹ جاؤ۔" اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور نیلا اندر داخل ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ "اوہ ڈیڈی۔" وہ تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی بولی۔ "میں نے سارا ہوٹل

چھان مارا لیکن آپ کا کہیں سراغ نہیں ملا۔ ابھی ابھی پتہ چلا کہ آپ یہاں موجود ہیں۔ جلدی چلئے پرنس یوجین مر رہا ہے....." پھر دفعتاً اس کی نظریں مسہری کی طرف اٹھ گئیں اور وہ بولتے بولتے رک گئی۔

راکسول ایک لمحہ ضائع کئے بغیر نیلا کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔ مسہری پر بندھا ہوا جولیس اکیلا رہ گیا۔ اس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ ابھر آئی اور وہ دھیرے سے بڑبڑایا۔ "اب مجھے ایک لاکھ پونڈ بھی مل جائیں گے۔"

☆======☆======☆

پرنس یوجین کی یہ کیفیت دیکھ کر دونوں ہی بدحواس ہورہے تھے۔ ان دونوں کا خیال تھا کہ شاید ان کی گفتگو کے دوران پرنس یوجین نے شراب کا ایک آدھ گھونٹ بھر لیا ہوگا لیکن پرنس اربرٹ نے فوراً ہی اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا۔ ہانس سے گفتگو کے دوران اس نے کئی مرتبہ پرنس یوجین کی طرف دیکھا تھا۔ اس کا گلاس میز پر رکھا ہوا تھا۔ جس میں شراب جوں کی توں موجود تھی۔ پرنس اربرٹ سوچ رہا تھا کہ پرنس یوجین اگر مرچکا ہے یا قریب المرگ ہے تو اس کی وجہ کم سے کم رومن کونٹی کی یہ بوتل نہیں ہوسکتی تھی۔

پرنس اربرٹ جیسے ہی پرنس یوجین پر جھکا اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ پرنس یوجین کے ہونٹوں سے افیون کے ست کی بو آرہی تھی۔ اربرٹ کا ذہن تیزی سے سوچ رہا تھا۔ سیمسن لیوی سے مذاکرات کی ناکامی کے بعد پرنس یوجین نے مایوسی کی کیفیت میں کئی مرتبہ کہا تھا کہ وہ اپنی زندگی کا خاتمہ کرلے گا۔ اربرٹ اگرچہ ہمیشہ اسے بلند حوصلگی کی تلقین کرتا رہا تھا لیکن پرنس یوجین نے بالآخر اپنے ارادے پر عمل کر ہی ڈالا۔ "پرنس کے ہونٹوں سے افیون کی بو آرہی ہے ہانس۔" پرنس اربرٹ نے ہانس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہوسکتا ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ ہز ہائی نس نے خودکشی نہیں کی۔" ہانس نے متوحش نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"لیکن..... مجھے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پرنس نے افیون کا محلول خودکشی کی

نیت ہی سے پیا ہوگا۔ اب ہم کیا کریں؟" پرنس اربرٹ کے لہجے میں مایوسی تھی۔

"بہتر ہوگا کہ ہم ہز ہائی نس کو بیڈ روم میں لے چلیں۔ کسی تریاق کے استعمال سے.....ان کی جان یقیناً بچ سکتی ہے۔" ہانس نے جواب دیا۔ وہ دونوں اسے اٹھا کر بیڈ روم میں لے گئے۔ پرنس یوجین کو بستر پر لٹا کر پرنس اربرٹ نے رائی اور پانی کا محلول تیار کرکے یوجین کے حلق میں ٹپکایا لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ پرنس یوجین بے حس و حرکت بستر پر پڑا رہا۔ اس کا جسم برف کی طرح سرد اور نیم وا آنکھوں کی پتلیاں چڑھی ہوئی تھیں۔

"جلدی سے باہر جاکر کسی ڈاکٹر کو بلواؤ۔ کہنا کہ پرنس یوجین کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی ہے لیکن خطرے کی کوئی بات نہیں' یاد رہے کہ حقیقت کا علم کسی کو نہیں ہونا چاہئے۔" پرنس اربرٹ نے کہا۔

"پرنس کو کچھ نہیں ہوسکتا..... ہز ہائی نس کو کچھ نہیں ہوسکتا۔" ہانس بڑبڑاتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا۔

ہانس کے جانے کے بعد پرنس اربرٹ ایک بار پھر یوجین پر جھک گیا۔ وہ چند لمحے اس کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اسے ایک ہاتھ سے پکڑ کر بٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے منہ پر ہلکے ہلکے طمانچے مارنے لگا اس کے ساتھ ہی وہ اسے آوازیں بھی دے رہا تھا۔ مگر جب کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا تو اسے مسہری سے اتار کر زمین پر چلانے کی کوشش کرنے لگا۔ یوجین بے جان لاشے کی طرح اس کے ساتھ گھسٹ رہا تھا۔ اس میں زندگی کے کوئی آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ بالآخر اس نے پرنس یوجین کو دوبارہ بستر پر لٹا دیا اور گہری نظروں سے اس کے چہرے کا جائزہ لینے لگا۔ پرنس اربرٹ کو گزرنے والا ہر لمحہ صدیوں پر بھاری محسوس ہو رہا تھا۔ وہ پرنس یوجین کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیتے ہوئے سوچ رہا تھا کہ اس کے بعض غلط فیصلوں کی وجہ سے نوبت آج یہاں تک پہنچی تھی کہ یوجین کو اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کرنا پڑا۔ اس کے ساتھ ہی پرنس اربرٹ کو اپنی امیدوں پر بھی پانی پھرتا نظر آرہا تھا۔ سامنے کی بات تھی کہ پرنس یوجین کی موت کے بعد پوسین کا تاج و تخت اس کو سنبھالنا تھا۔ وہ اس بات سے جتنا بچنا چاہتا تھا تقدیر اتنا ہی زیادہ

اسے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ تخت و تاج سے اسے کوئی لگاؤ نہیں تھا حکومت سنبھالنے کا مطلب تھا کہ اپنے آپ کو سیاست میں غرق کر دیا جائے۔ وہ ان چیزوں سے پہلے ہی دور بھاگتا تھا اور اب تو نیلا بھی اس کی ایک اہم وجہ بن چکی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اسے پوسین کا تخت سنبھالنا پڑا تو نیلا کا کیا ہوگا؟

"میں نے ایک آدمی کو ڈاکٹر کو بلانے کے لئے بھیج دیا ہے۔ وہ تھوڑی دیر میں پہنچ جائے گا۔" ہانس نے کمرے میں داخل ہوکر اطلاع دی۔

"گڈ۔" پرنس اربرٹ مسہری کے قریب کرسی پر بیٹھ گیا اور ایک کاغذ پر کچھ لکھ کر ہانس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔ "یہ کاغذ مس راکسول کو پہنچا دو۔ اگر وہ ہوٹل میں موجود نہ ہو تو انہیں تلاش کرو۔ یہ کاغذ کسی اور کے حوالے کرنے کی بجائے خود ان تک پہنچانا۔ یہ بہت ضروری ہے۔"

ہانس کے جانے کے بعد پرنس اربرٹ نے یوجین کے چہرے کا جائزہ لیا اور ایک بار پھر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا لیکن اس مرتبہ بھی اسے اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی۔ وہ مایوسانہ انداز میں قدم اٹھاتا ہوا کھڑکی کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ جہاں سے دریائے ٹیمز کی ہماہمی نظر آرہی تھی۔ دنیا کے ہنگامے معمول کے مطابق تھے۔ اس نے سوچا تو یہی تھا کہ اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کرکے ایک عام آدمی کی حیثیت سے دنیا کے ان ہنگاموں میں کھو جائے گا لیکن اب صورت حال ایک نیا رخ اختیار کر رہی تھی۔ پھر اس نے یہ سوچ کر ان خیالات کو ذہن سے جھٹک دیا کہ پرنس یوجین قریب المرگ تھا اور ایسے میں صرف اپنے بارے میں سوچنا خودغرضی کے زمرے میں آتا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ وہ ڈاکٹر تھا۔ چند رسمی جملوں کے تبادلے کے بعد وہ مسہری کے قریب پہنچ کر پرنس یوجین کا معائنہ کرنے لگا۔ پھر کچھ دیر بعد سیدھا ہوتے ہوئے بولا۔ "مجھے کچھ گرم پانی کی ضرورت ہے پرنس۔ اس کے علاوہ ایک ذہین' مددگار' اور ایک نرس کا بھی انتظام کرنا ہوگا۔"

"نرس کی کیا ضرورت ہے؟" اسی وقت نیلا نے کمرے میں داخل ہوکر کہا۔ "میں ایک کوالیفائیڈ نرس ہوں اور آپ کی ہدایات کی پابندی کروں گی ڈاکٹر۔" اس نے آخری

جملہ ڈاکٹر کی طرف رخ کر کے کہا تھا۔

کچھ دیر بعد ایک اسپیشلسٹ بھی پہنچ گیا۔ اگلے دو گھنٹوں تک زندگی اور موت کے درمیان جنگ جاری رہی۔ پرنس اربرٹ' نیلا اور ہانس دو ڈاکٹروں کی مدد سے موت کو شکست دینے کی جدوجہد میں مصروف تھے۔ ان پانچوں کے علاوہ ہوٹل میں کسی کو بھی اب تک علم نہیں ہو سکا تھا کہ اس کمرے میں کیا ہو رہا ہے۔ کسی حکمران کے قریب المرگ ہونے کی خبر عام کرنا خطرات کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ سرکاری طور پر صورت حال کی نزاکت کا اعلان تو اس وقت تک نہیں کیا جا سکتا تھا جب تک وہ اس دنیا سے رخصت نہیں ہو جاتا اور پھر پرنس یوجین کا معاملہ تو پہلے ہی نازک مرحلے میں تھا۔

ڈاکٹروں کے چہرے بتا رہے تھے کہ انہیں اپنے مقصد میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ پرنس کو بچانے کا ہر حربہ استعمال کیا جا رہا تھا۔ انجکشن لگانے کے علاوہ اسے مصنوعی طریقے سے سانس دینے کا عمل بھی کیا گیا تھا۔ اسپیشلسٹ نے تو بالآخر کہہ دیا تھا کہ اب کوئی معجزہ ہی پرنس کو زندگی دے سکتا ہے۔ اسپیشلسٹ جب رخصت ہوا تو اس وقت رات کا ایک بج رہا تھا۔ یہ وہی وقت تھا جب تھیوڈور راکسول اپنے قیدی جولیس کے ساتھ ہوٹل میں داخل ہو رہا تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو ضرور تھا لیکن توجہ دیئے بغیر اپنی اپنی راہ آگے بڑھ گئے تھے۔

وقت کی رفتار جیسے تھم کر رہ گئی تھی۔ ایک گھنٹہ اس طرح گزرا جیسے ایک صدی بیتی ہو۔ پرنس یوجین کے جسم میں اب تک کوئی تحریک پیدا نہیں ہوئی تھی۔ نیلا اور پرنس وغیرہ اس کے چہرے پر نگاہیں جمائے بیٹھے تھے۔ پھر دفعتاً پرنس کے جسم میں بہت خفیف سی حرکت ہوئی اس کے ہونٹ ذرا سے کھلے۔ "اوہ! اب کچھ امید پیدا ہو گئی ہے۔" ڈاکٹر کے چہرے پر رونق سی آ گئی۔ اس نے نیلا کے ہاتھ سے انجکشن لے لیا اور پرنس یوجین پر جھک گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد پرنس یوجین ہوش میں آ چکا تھا۔ اس کا ہوش میں آ جانا ڈاکٹر کے خیال میں ایک ایسا معجزہ تھا جس کی کبھی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔ پرنس یوجین کی حالت اب خطرے سے باہر تھی اور بقول ڈاکٹر وہ تیزی سے صحت کی طرف لوٹ رہا تھا۔ ڈاکٹر چند گھنٹوں بعد دوبارہ آنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گیا۔

سورج طلوع ہو چکا تھا۔ نیلا نے کھڑکیوں کے بھاری پردے ہٹا دیئے جس سے دھوپ کی جھلملاتی ہوئی کرنیں اندر پہنچنے لگیں۔ پرنس یوجین کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد بوڑھا ہانس کونے کی ایک کرسی میں بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ نیلا اور پرنس اربرٹ خاموش نگاہوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بیتنے والے ان جاں گسل لمحات میں انہوں نے ایک دوسرے سے بات تک نہیں کی تھی۔ پرنس اربرٹ نے لبوں کو جنبش دیئے بغیر اپنا ہاتھ نیلا کی طرف بڑھا دیا جسے نیلا نے تھام لیا۔ ان کے ہونٹ اگرچہ خاموش تھے لیکن نگاہیں بہت کچھ کہہ رہی تھیں۔

"اربرٹ۔" پرنس یوجین کے ہونٹوں سے نقاہت بھری آواز سن کر پرنس اربرٹ فوراً ہی مسہری کے قریب پہنچ گیا جب کہ نیلا کھڑکی کے قریب ہی کھڑی رہی۔

"کیا بات ہے یوجین۔ اب کیا محسوس کر رہے ہو؟" پرنس اربرٹ نے مسہری کے قریب پہنچ کر پوچھا۔ "میرا خیال ہے تم پہلے سے بہت اچھے ہو۔"

"ہاں کچھ بہتر ہوں۔" پرنس یوجین نے مدھم لہجے میں جواب دیا۔ "یہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس کے لئے میں تم سے معافی چاہتا ہوں اربرٹ' میری وجہ سے تمہیں کتنی تکلیف اٹھانا پڑی ہے۔ میں بہت شرمندہ ہوں۔ تم سے خودکشی نہ کرنے کا وعدہ کرنے کے باوجود میں نے خود بازار جا کر افیون کا ست خریدا اور یہ انتہائی قدم اٹھا لیا لیکن اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میرا یہ فیصلہ غلط تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ افیون کا محلول پوری طرح اثر انداز نہیں ہو سکا۔"

"خیر! جو ہوا سو ہوا..... اب تم بہت جلد اچھے ہو جاؤ گے۔" پرنس اربرٹ نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"یہ تمہاری خوش فہمی ہے کہ میں اچھا ہو رہا ہوں۔ میری مرنے کی خواہش اب بھی نہیں مٹی۔ میرے دل کی جو کیفیت ہے وہ میں ہی جانتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں چند گھنٹوں سے زیادہ زندہ نہ رہ سکوں گا۔ میرے بعد پوسین کے تخت کے وارث تم ہو گے۔ مجھے امید ہے کہ ایک حکمران کی حیثیت سے تم مجھ سے بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر سکو گے۔ اور کبھی کسی کو علم نہ ہونے دینا کہ اپنی موت کا ذمہ دار میں خود تھا۔ ڈاکٹر اور ہانس سے

بھی رازداری کا حلف لے لو اور اس مسئلے پر اپنی زبان بھی ہمیشہ بند رکھنا۔ میں نے اپنی زندگی میں بہت سی حماقتوں کا ثبوت دیا ہے لیکن میں نہیں چاہتا کہ میرے مرنے کے بعد لوگ مجھے بزدل کا خطاب دیں' اور میرے خیال میں یہ بزدلی نہیں۔ اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کرنا بھی بہادری کی ایک مثال ہے۔ مجھے اس حقیقت کا بھی اعتراف کرلینا چاہئے کہ میں اپنے کئے کی سزا بھگت رہا ہوں۔ میں نے جو حماقتیں کیں یہ ان کی سزا ہے۔ میں اپنا قرضہ ادا نہیں کرسکا لیکن مجھے خوشی ہے کہ ایک مقروض کی حیثیت سے اس عورت کا سامنا نہیں کرسکوں گا جو میری بیوی بننے والی تھی۔ اگر مجھے ایک بڑا قرضہ مل جاتا تو میں چھوٹے قرض چکا کر اپنے آپ کو سنبھال سکتا تھا لیکن میں یہ بھول گیا تھا کہ انسان کی ہر خواہش پوری نہیں ہوتی۔"

"تمہاری یہ باتیں تمہیں بزدل ثابت کررہی ہیں یوجین۔ زندگی سے فرار کا نام بہادری نہیں۔ بہادری تو یہ ہے کہ تم حالات کا رخ موڑ دو۔ اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرو۔ سب کچھ ٹھیک ہوجائے گا۔" پرنس اربرٹ نے کہا۔

"بات ایک ملین پونڈ کی ہے اربرٹ۔" پرنس یوجین نے کمزور آواز میں کہا۔ "یوسین کی ریاست پچاس لاکھ پونڈ تک کا قرضہ حاصل کرسکتی ہے لیکن میں ریاست کا حکمران دس لاکھ پونڈ کے قرضے کا بھی انتظام نہیں کرسکا۔ اگر میں اس کوشش میں کامیاب ہوجاتا تو میرے اندر حالات کے دھارے کا رخ موڑنے کی قوت آجاتی۔ خدا حافظ اربرٹ۔ اوہ' وہ لڑکی کون ہے؟"

اربرٹ نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ نیلا مسہری کی پائینتی کی طرف خاموش کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔ وہ دوسری طرف سے گھوم کر پرنس یوجین کے قریب آگئی اور دل کے مقام پر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔ دل کی دھڑکن بڑی مشکل سے محسوس کی جاسکتی تھی۔ اس کی نظروں میں مایوسی کے تاثرات دیکھ کر پرنس اربرٹ بھی چونک گیا۔ اس دوران ہانس جو کچھ دیر پہلے اٹھ کر باہر چلا گیا تھا کمرے میں داخل ہوا اور نیلا کے قریب پہنچ کر بولا۔ "مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ آپ کے والد مسٹر راکسول ہوٹل میں آچکے ہیں۔ وہ جولیس کو بھی پکڑ کر لائے ہیں جو میرے خیالات میں ان

تمام حالات کا ذمہ دار ہے۔"

"ڈیڈی کہاں ہیں!" نیلا نے جلدی سے پوچھا۔ رات کو وہ کئی مرتبہ ہوٹل کے مختلف ملازموں سے ان کے بارے میں دریافت کرچکی تھی لیکن ہر ایک نے لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔

"آخری منزل کے کسی کمرے میں جو موجود ہیں۔" ہانس نے اوپر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ نیلا ایک لمحہ ضائع کئے بغیر باہر چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ راکسول کے ساتھ رائل اپارٹمنٹ کی طرف بڑھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ "پرنس یوجین مررہا ہے لیکن آپ اسے بچا سکتے ہیں ڈیڈی۔"

"میں؟" راکسول نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"ہاں آپ! میں بتاؤں گی' کہ آپ اس کی زندگی کس طرح بچا سکتے ہیں۔ اور آپ انکار نہیں کرسکتے ڈیڈی۔" نیلا نے اپنے باپ کی طرف دیکھتے ہوئے عجیب سے لہجے میں جواب دیا۔ پھر اچانک ہی وہ راستہ بدل کر اپنے کمرے میں داخل ہوگئی۔ اندر آتے ہی اس نے دروازہ بند کردیا۔

"کیا بات ہے نیلا' یہ سب کیا ہے؟" راکسول نے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے راکسول کو صورت حال کی نزاکت کا اندازہ لگانے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی تھی۔

"ڈیڈی۔" نیلا باپ کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "آپ بہت دولت مند ہیں۔ اتنے دولت مند کہ آپ کو خود بھی اپنی دولت کا اندازہ نہیں۔" بات کرتے ہوئے نیلا کے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ آگئی۔ راکسول الجھ رہا تھا۔ نیلا کے چہرے پر ویسے عجیب تاثرات اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔

"ہاں' میری دولت کا اندازہ تو تمہیں بھی ہے۔" راکسول نے اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر اس میں سے دس لاکھ پونڈ کم ہوجائیں تو کیا خیال ہے؟" نیلا معنی خیز انداز میں مسکرائی۔

"دس لاکھ پونڈ! کیا مطلب؟" راکسول اچھل پڑا۔

"یہ بتائیں کہ آپ یہ رقم کم سے کم کتنی مدت میں فراہم کرسکتے ہیں؟" نیلا نے کہا۔

"اوہ۔" راکسول نے ٹھنڈا سانس لیا۔ "اگر میں بڑی عجلت کا مظاہرہ بھی کروں تو ایک مہینہ لگ جائے گا لیکن تمہیں شاید یہ احساس نہیں کہ سرمائے سے دس لاکھ پونڈ کی رقم نکال لینے سے وال سٹریٹ پر کیا اثر پڑے گا؟"

"اس وقت ایسی باتیں سوچنے کا وقت نہیں لیکن یہ رقم مجھے اس سے بھی پہلے چاہئے۔" نیلا بولی۔

"ایک ہفتے میں انتظام ہوسکتا ہے لیکن....."

"لیکن ویکن کچھ نہیں۔" نیلا نے اس کی بات کاٹ دی۔ "اگر کسی کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہو تو کیا آپ ایک دن میں اتنی معمولی سی رقم کا انتظام نہیں کرسکتے؟"

"پہلے تم اپنا مطلب واضح کرنے کی کوشش کرو۔" راکسول نے اسے گھورا۔

"میں اس وقت صرف اپنے سوال کا جواب چاہتی ہوں ڈیڈی۔" نیلا نے اس کی بات پر توجہ دیئے بغیر کہا۔

"تمہاری بات کا جواب یہ ہے کہ میں یہاں لندن میں بھی چند گھنٹوں کے اندر اندر اس رقم کا انتظام کرسکتا ہوں لیکن اس کے لئے مجھے کم سے کم پچاس ہزار پونڈ کا نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اتنی رقم نکلوانے سے نیویارک میں میرے کاروبار پر جو اثر پڑے گا اس کا شاید تمہیں اندازہ نہیں۔" راکسول نے جواب دیا۔

"رقم کا انتظام آپ یہاں سے کریں گے۔ نیویارک کو اس کی اطلاع ہی کیوں ہو؟" نیلا بولی۔

"کاروبار کے علاوہ بات ساکھ کی بھی ہے۔ اگر میں کسی سے یہ رقم قرض لوں گا تو بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ میں بنک آف انگلینڈ کے گورنر سے جاکر یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ مجھے اتنی رقم دے دو اور کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کرنا۔" راکسول نے جواب دیا۔

"میں کچھ نہیں جانتی مجھے تو بس یہ رقم چاہئے۔" نیلا اٹھلائی۔

"اگر لندن کے بنکوں میں اتنی رقم موجود ہے تو یقیناً مل جائے گی۔" راکسول

مسکرایا۔

"اوہ ڈیڈی۔" نیلا نے اس کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔ "آپ ابھی اور فوری طور پر اس رقم کا انتظام کریں۔ میری خاطر ڈیڈی! میں نے آپ سے کبھی کچھ نہیں مانگا لیکن..... اب مجھے اتنی رقم کی ضرورت آن پڑی ہے۔ آپ کتنے اچھے ہیں ڈیڈی!"

"تمہیں یہ رقم مل جائے گی لیکن اب یہ بھی بتا دو کہ سارا چکر کیا ہے؟" راکسول نے پیار بھری نگاہوں سے بیٹی کی طرف دیکھا۔

"یہ رقم مجھے پرنس یوجین کے لئے چاہئے۔" نیلا نے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا۔ "اگر اسے اپنے قرضوں کی ادائیگی کے لئے فوری طور پر اتنی رقم نہ ملی تو وہ مکمل طور پر تباہ ہوجائے گا۔ وہ شہزادی سے محبت کرتا ہے لیکن قرضوں کی ادائیگی کے بغیر اس سے شادی نہیں کرسکتا۔ سیمسن لیوی سے اس نے قرضے کے حصول کے لئے معاملہ طے کیا تھا لیکن جولیس کی وجہ سے حالات نے نیا رخ اختیار کرلیا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکا۔"

"اس کے معاملات کا مجھے تم سے زیادہ علم ہے لیکن میں نہیں سمجھتا کہ اس سے میرا یا تمہارا کیا تعلق ہوسکتا ہے؟" راکسول نے اسے گھورا۔

"صورت حال یہ ہے ڈیڈی۔" نیلا اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "وہ حالات سے اس حد تک مایوس ہوچکا ہے کہ اپنی زندگی کے خاتمے پر تلا ہوا ہے۔ گزشتہ رات اس نے خودکشی کی نیت سے افیون کا محلول پی لیا تھا۔ یہ ایک معجزہ ہی ہے کہ اس کی زندگی بچ گئی لیکن اس کی حالت اب بھی کچھ اچھی نہیں اور وہ خودکشی کی اس کوشش میں ناکام ہونے کے بعد بھی موت کی باتیں کر رہا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ دوبارہ ایسی کوشش ضرور کرے گا جو زندگی سے اس کا رابطہ منقطع کردے۔ اگر آپ دس لاکھ پونڈ کا انتظام کر رہے ہیں تو اس کی زندگی بچ سکتی ہے۔"

پرنس یوجین کے اقدام خودکشی کی خبر راکسول کے لئے چونکا دینے والی تھی لیکن اس نے بڑی خوبصورتی سے اپنے تاثرات کو چھپا لیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کسی حد تک بدلے ہوئے لہجے میں بولا۔ "مجھے پرنس یوجین کی زندگی یا موت سے کوئی دلچسپی نہیں

نیلا۔ میں اس کے لئے جو کچھ بھی کرسکتا تھا کرچکا۔ مجھے صرف اس حد تک دلچسپی تھی کہ اس کے خلاف قتل کی سازش کی جارہی تھی اور میں اس سازش کو ناکام بنانا چاہتا تھا جس میں کامیاب ہوچکا ہوں لیکن اگر وہ خود ہی اپنی زندگی کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے تو یہ ایک مختلف معاملہ ہے اور میں یہی کہوں گا کہ اسے اپنے ارادے پر عمل کرنے دیا جائے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کی اس حالت کا ذمہ دار کون ہے؟ قرضے کس نے لئے تھے کہ ان کی ادائیگی کے لئے ایک اور بڑے قرضے کی ضرورت پڑی؟ پرنس یوجین کی بربادی میں اس کا اپنا ہاتھ ہے۔ کسی دوسرے کا کوئی قصور نہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ اس کی موت کے بعد پوسین کا تخت پرنس اربرٹ کو ملے گا۔ اربرٹ ایک ذہین آدمی ہے۔ وہ اپنی رعا کی حالت سدھار سکتا ہے۔"

"پرنس یوجین کی موت کے بعد ریاست کا وارث پرنس اربرٹ ہوگا اور میں اربرٹ ہی کی وجہ سے پرنس یوجین کی زندگی بچانا چاہتی ہوں۔ پرنس اربرٹ کو تخت و تاج سے کوئی دلچسپی نہیں اور نہ اسے ریاست پر حکومت کرنے کی خواہش ہے۔" نیلا نے جواب دیا۔

"یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ پرنس اربرٹ کو پوسین کے تخت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اس کے برعکس میرے خیال میں حکمرانی اس کی گھٹی میں شامل ہے۔ تخت پاکر اسے یقیناً خوشی ہوگی۔" راکسول نے جواب دیا۔

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں ڈیڈی۔" نیلا کہنے لگی۔ "ریاست کی حکمرانی سے دلچسپی نہ لینے کی پرنس اربرٹ کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ ریاست کا حکمران گیا تو قانون کے مطابق اسے شادی بھی کسی ریاست کی شہزادی ہی سے کرنی پڑے گی۔"

"یقیناً شہزادے کی شادی ایک شہزادی ہی سے ہونا چاہئے۔" راکسول نے جواب دیا۔

"لیکن وہ ایسا نہیں چاہتا۔ اوہ ڈیڈی' میں آپ کو کیسے بتاؤں۔ آپ خود کچھ سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے۔ وہ..... وہ..... مجھ سے محبت کرتا ہے۔" نیلا نے یہ کہتے ہوئے اس کے سینے سے سر ٹکا دیا اور بچوں کی طرح رونے لگی۔

"نیلا۔" راکسول نے ایک گہرا سانس لیا۔ "تمہارا اپنا کیا خیال ہے؟ کیا تم بھی اسے چاہتی ہو؟"

"آپ بھی کتنے بھولے ہیں ڈیڈی۔" نیلا روتے ہوئے مسکرا دی۔ "اگر میری پسند کی بات نہ ہوتی تو مجھے ان معاملات میں دخل دینے کی ضرورت ہی کیا تھی۔"

"اب سمجھا۔" راکسول کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ تیر گئی۔ "اگر یہ بات ہے تو تم ابھی جاکر پرنس یوجین کو بتا دو کہ اسے رقم مل جائے گی۔"

"آپ کتنے اچھے ہیں ڈیڈی۔" نیلا باپ سے لپٹ گئی۔ "بس اب آپ اپنا کام کیجئے۔ میں پرنس کے اپارٹمنٹ میں جارہی ہوں۔" نیلا نے باپ کی پیشانی پر بوسا دیا اور دوڑتی ہوئی باہر نکل گئی۔ راکسول کے ہونٹوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔ بیٹی کی خوشیوں کے لئے دس لاکھ پونڈ کی رقم قربان کردینا اس کے لئے کوئی بڑی بات نہیں تھی۔ نیلا کے راستوں میں خوشیوں کے پھول بکھیرنے کے لئے تو وہ اپنی پوری دولت بھی داؤ پر لگا سکتا تھا۔ اس نے کمرے سے باہر آکر ملازم کو ناشتہ لگانے کا حکم دینے کے ساتھ ہی فیلکس بیلون کے نام یہ پیغام بھی بھجوادیا کہ وہ ناشتہ اس کے ساتھ کرے۔ ناشتے کے دوران جولیس کے پکڑے جانے کے مسئلے پر تفصیلی گفتگو ہوتی رہی۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ تیار ہوکر ہوٹل سے باہر نکل گیا۔

نیلا جب دوبارہ رائل اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی تو دونوں ڈاکٹر بھی پہنچ چکے تھے۔ اسے دیکھتے ہی دونوں ڈاکٹر مسہری سے دور ہٹ گئے اور کھڑکی کے سامنے کھڑے ہوئے مدھم لہجے میں باتیں کرنے لگے۔ اسپیشلسٹ دوسرے ڈاکٹر سے کہہ رہا تھا کہ پرنس یوجین کا زندہ بچ جانا ایک معجزے سے کم نہیں لیکن اس کا ذہن اب بھی متاثر ہے۔ خودکشی کا خیال اس وقت بھی اس کے ذہن سے نہیں نکلا۔ اسے جیسے ہی موقع ملا وہ کوئی دوسری ایسی کوشش کرے گا جو جان لیوا ثابت ہوگی۔

"پرنس پر پوری توجہ کی ضرورت ہے۔ اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہئے جو اس کے لئے نقصان دہ ہو۔ مجھے اس وقت سینٹ جیمز پیلس پہنچنا ہے۔ دوپہر کو آؤں گا۔ اس دوران تم پرنس کا خیال رکھنا۔" اسپیشلسٹ یہ کہتا ہوا باہر چلا گیا۔ اس کے جانے

کے بعد پرنس اربرٹ ڈاکٹر سے باتیں کرنے لگا۔

"میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں ڈاکٹر۔ امید ہے کہ آپ صاف گوئی سے کام لیں گے۔ ہزہائی نس کی زندگی کو اب تو کوئی خطرہ نہیں؟" پرنس اربرٹ نے اس کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

"میں اس وقت کوئی حتمی بات نہیں بتا سکتا کیونکہ مستقبل پر ہمارا کوئی اختیار نہیں ہے۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ آپ پرنس کی حالت سے پُرامید ہیں یا نہیں؟" پرنس اربرٹ نے سوال کیا۔

"نہیں۔" ڈاکٹر نے پرنس یوجین کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ "اگر مریض ہی تعاون نہ کرے تو کوئی امید نہیں رکھی جاسکتی۔"

"کیا مطلب؟" پرنس اربرٹ نے اسے گھورا۔

"میرا مطلب ہے کہ ہزہائی نس کو خود بھی زندہ رہنے کی خواہش نہیں ہے۔ اس کا اندازہ تو آپ بھی لگا چکے ہیں۔" ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"آپ کا خیال درست ہے ڈاکٹر۔" پرنس نے گہرا سانس لیا۔

"اور آپ اس کی وجہ بھی جانتے ہیں؟" اس مرتبہ ڈاکٹر نے سوال کیا۔ جواب میں پرنس اربرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ڈاکٹر دوبارہ بولا۔ "لیکن آپ اس مسئلے کو حل نہیں کرسکتے؟"

"ہاں۔ کچھ ایسی ہی بات ہے۔" پرنس اربرٹ نے مایوسانہ لہجے میں جواب دیا۔ اس وقت نیلا نے اس کی آستین کو ہلکا سا جھٹکا دے کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ نیلا اسے سائڈ روم میں چلنے کا اشارہ کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ "اگر تم چاہو تو پرنس یوجین کو بچایا جاسکتا ہے۔ میں نے اس کا انتظام کرلیا ہے۔" نیلا نے تنہائی میں پہنچ کر کہا۔

"تم نے انتظام کرلیا ہے؟" پرنس اربرٹ غیر یقینی نگاہوں سے دیکھتا ہوا اس کی طرف جھک گیا۔

"ہاں..... پرنس یوجین کو خوشخبری سنا دو کہ دس لاکھ پونڈ کا انتظام ہوگیا ہے۔

اور یہ رقم آج شام سے پہلے پہلے اسے مل جائے گی۔" نیلا مسکرائی۔

"میں اب بھی تمہارا مطلب سمجھنے سے قاصر ہوں نیلا!" پرنس اربرٹ نے اسے گھورا۔

"میرا مطلب وہی ہے جو میں نے کہا ہے۔" نیلا نے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے جواب دیا۔ "اگر دس لاکھ پونڈ پرنس یوجین کی زندگی بچا سکتے ہیں تو میں نے یہ انتظام کرلیا ہے۔"

"لیکن کیسے..... تم نے یہ انتظام کس طرح کرلیا ہے؟" پرنس اربرٹ کو اپنی سماعت پر یقین نہیں آرہا تھا۔

"میرے ڈیڈی نے آج تک میری کسی خواہش کو رد نہیں کیا۔ اب زیادہ وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ پرنس یوجین کو جاکر بتا دو سب ٹھیک ہوجائے گا۔" نیلا نے جواب دیا۔

"لیکن..... میں تمہاری پیشکش قبول نہیں کرسکتا۔ تم لوگوں نے پہلے ہی ہم پر بہت احسانات کئے ہیں۔ ہماری گردنیں کسی اتنے بڑے احسان کا بوجھ نہیں اٹھا سکتیں نیلا۔" پرنس اربرٹ بولا۔

"اربرٹ۔" نیلا نے اسے گھورا۔ "تم اس وقت اپنی ریاست کے دربار میں نہیں انگلینڈ میں ہو اور ایک ایسی امریکی لڑکی سے مخاطب ہو جو صرف اور صرف اپنی بات منوانا جانتی ہے۔"

پرنس اربرٹ کوئی جواب دینے کی بجائے چند لمحے الجھی ہوئی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بیڈ روم میں آگیا۔ ڈاکٹر میز کے سامنے بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا۔ اربرٹ مسہری کے قریب پہنچ گیا۔ اس کا دل اس وقت بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا۔ پرنس یوجین نے پھیکی سی مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھا۔ "یوجین۔" پرنس اربرٹ سرگوشیانہ لہجے میں بولا۔ "میں جو کچھ کہنے والا ہوں اسے پوری توجہ سے سنو۔ میں نے اپنے ایک دوست کی مدد سے تمہارے لئے دس لاکھ پونڈ کی رقم کا بندوبست کرلیا ہے۔ سب معاملات طے ہوچکے ہیں اور رقم شاید آج ہی تمہیں مل جائے۔ اب مایوسانہ خیالات

کو ذہن سے نکال کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرو۔"

"کیا..... کیا کیا....." پرنس یوجین ایک دم اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"جو تم نے سنا لیکن لیٹ جاؤ۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔" اربرٹ نے کہا۔

"رقم کا انتظام کہاں سے ہوا ہے؟" پرنس یوجین نے پوچھا۔ اس کے لہجے میں خوشی کا عنصر نمایاں تھا۔

"فی الحال یہ جاننے کی ضرورت نہیں۔ بعد میں خود ہی تمہیں پتہ چل جائے گا بس اب جلدی سے اچھے ہوجاؤ۔" پرنس اربرٹ مسکرایا پرنس یوجین کے چہرے پر رونق سی آگئی۔ ایسے لگتا تھا جیسے اس نے محرومی اور مایوسی کے خیالات کو فوراً ہی ذہن سے جھٹک دیا ہو۔ چند منٹ بعد جب اس نے بھوک کی شکایت کرتے ہوئے کھانا مانگا تو ڈاکٹر متوحش نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔ پرنس اربرٹ گہری سوچ میں غرق تھا۔ وہ دولت کے بارے میں سوچ رہا تھا جس کے لئے کچھ لوگ تو دوسروں کے جان کے گاہک ہوجاتے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو دوسروں کے جان بچانے کے لئے دولت کی پرواہ نہیں کرتے۔ نیلا اور راکسول ان کے لئے فرشتہ بن گئے تھے جنہوں نے ان کو تباہی کے دہانے میں گرنے سے بچالیا تھا۔

دوپہر تک پرنس یوجین کی حالت قابل توجہ' حد تک سنبھل گئی۔ اسپیشلسٹ ڈاکٹر عجیب سی الجھن کا شکار تھا۔ کہاں تو یہ کہ اسے پرنس یوجین کے بچنے کی قطعی امید نہیں تھی اور کہاں یہ کہ وہ بڑی تیزی سے روبصحت ہورہا تھا۔ ڈاکٹر نے جب اعلان کیا کہ پرنس یوجین کو اب کوئی خطرہ نہیں تو دوسرے تو اسے میڈیکل سائنس کا کرشمہ ہی سمجھے لیکن پرنس اربرٹ سمجھتا تھا کہ یہ سب دولت کی کرشمہ سازی تھی۔ "نیلا....." اس نے نیلا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اس وقت وہ دونوں ملحق کمرے میں تھے۔ "میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں تمہارا اور تمہارے والد کا شکریہ کس طرح ادا کروں..... دراصل مجھے وہ الفاظ نہیں مل رہے جو صحیح مفہوم ادا کرسکیں۔"

"اگر شکریہ ہی ادا کرنا ہے تو ڈیڈی کے پاس چلے جاؤ تمہارے سیدھے سادے الفاظ بھی انہیں متاثر کردیں گے اور جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں..... میں..... تم میرا

شکریہ اس طرح ادا کرسکتے ہو کہ....." نیلا کہتے کہتے رک گئی۔

"ہاں' بتاؤ کس طرح؟" پرنس اربرٹ نے شوخ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"مجھے چوم لو۔" نیلا نے نظریں جھکاتے ہوئے مدہم لہجے میں کہا۔ "میرا خیال ہے تم مجھ سے شادی کی درخواست کرنا چاہتے ہو۔"

"اوہ نیلا۔" پرنس اربرٹ کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس نے آگے بڑھ کر نیلا کو اپنی بانہوں کے حصار میں لے لیا۔ "تم میری ہوجاؤ۔ یہی میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے۔"

"اس سلسلے میں تمہیں ڈیڈی سے بات کرنی ہوگی۔" نیلا نے شریر لہجے میں کہا۔

"کیا تمہارے ڈیڈی ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش تو نہیں کریں گے؟" پرنس نے کہا۔

"خود ہی جاکر پوچھ لو۔" نیلا مسکرائی۔

راکسول سے پوچھنے کے لئے پرنس اربرٹ کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ اسی وقت راکسول بھی وہیں پہنچ گیا تھا۔ "کیا سب ٹھیک ہے؟" اس نے یوجین کے بیڈ روم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"ایک دم ٹھیک۔" ان دونوں نے بیک وقت جواب دیا۔

"گڈ۔" راکسول کے چہرے پر طمانیت سی آگئی۔ "اربرٹ! اگر تم مجھے کچھ وقت دے سکو تو میں تمہیں کچھ دکھانا چاہتا ہوں۔" راکسول کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔

"میں تم سے ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں پرنس!" کمرے سے باہر آکر تنہائی پاتے ہی راکسول نے کہا۔ "میں نے تمہیں کوئی چیز دکھانے کا وعدہ بھی کیا تھا۔ اس کے لئے تمہیں میرے کمرے تک چلنے کی زحمت کرنی پڑے گی۔ ہم وہیں تفصیل سے بات کریں گے۔"

"کیوں نہیں' چلئے۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

"مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ پرنس یوجین روبصحت ہیں۔" راکسول بولا۔

"اس کی وجہ بھی....."

"ہم بعد میں اس موضوع پر بھی بات کریں گے۔" راکسول نے اسے پوری بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔ "میں تمہیں گزشتہ رات کی سرگرمیوں سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں۔" راکسول نے اپنے کمرے میں پہنچنے کے بعد کہا اور پھر اسے جولیس کے پکڑے جانے سے لے کر صبح اس سے ہونے والی گفتگو سے آگاہ کرنے لگا۔ "تمہیں یاد ہے۔" وہ آخر میں بولا۔ "ان حالات کو دیکھتے ہوئے میں نے کنگ بوزینا پر شبہ ظاہر کیا تھا اور میرا یہ شبہ درست نکلا لیکن میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ ان کا جرم ثابت ہوجانے کے باوجود ان کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا جاسکتا۔"

"اور جولیس کے بارے میں کیا خیال ہے؟" پرنس اربرٹ نے پوچھا۔

"میرے ساتھ..... آؤ۔" راکسول اشارہ کرتے ہوئے دوسرے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کمرے میں پڑا ہوا ایک صوفہ چادر سے ڈھکا ہوا تھا۔ راکسول نے آگے بڑھ کر چادر ہٹادی۔ صوفے پر ایک آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ وہ جولیس تھا۔

"میں نے سول پولیس سے رابطہ قائم کرنے کے بجائے اسکاٹ لینڈ یارڈ کے اعلیٰ افسروں کو بلانے کے لئے پیغام بھیج دیا ہے۔" راکسول نے کہا۔

"یہ کیسے ہوا؟ مجھے پتہ چلا تھا کہ جولیس کو ایک کمرے میں بند کردیا گیا تھا؟" پرنس اربرٹ لاش دیکھ کر چونک سا گیا۔

"تم نے ٹھیک سنا تھا۔" راکسول نے جواب دیا۔ "آج دوپہر تک یہ اسی کمرے میں تھا لیکن دوپہر کو جب اس کا کھانا پہنچایا گیا تو یہ کمرے میں نہیں تھا۔ نہ جانے اس نے اپنے گرد لپٹی ہوئی رسیاں کس طرح کھول لی تھیں۔ اس نے الماری کا دروازہ اکھاڑ کر عقبی کھڑکی میں اس طرح پھنسا دیا کہ وہ آدھا کھڑکی سے باہر ایک پلیٹ فارم کی صورت میں لٹک گیا۔ کھڑکی سے نکلنے کے بعد تختے کے اس پلیٹ فارم پر کھڑے ہوکر جولیس نے چھت کا کنارہ تھام لیا اور معمولی سی کوشش سے ہوٹل کی چھت پر پہنچ گیا۔ اس کے بعد ظاہر ہے وہ زینے کے راستے نیچے نہیں جاسکتا تھا۔ اس نے فرار کے لئے اس چمنی کا انتخاب کیا جو چھت کے آخری حصے میں بنی ہوئی ہے۔ چمنی کی صفائی کے لئے اس کے اندر آہنی سلاخوں کی سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ ان سیڑھیوں کے ذریعے اترنا یا چڑھنا زیادہ مشکل

نہیں۔ لیکن..... کشادہ چمنی کی دیوار میں بنی ہوئی آہنی سلاخوں کی سیڑھی کا ایک ڈنڈا ٹوٹا ہوا تھا اور بدقسمتی سے جولیس اسے نہیں دیکھ سکا۔ وہ بیسیوں فٹ نیچے گر کر ختم ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی عیاریوں کا بھی خاتمہ ہوگیا۔" راکسول نے کہتے ہوئے ایک نظر جولیس کی لاش کی طرف دیکھا اور صوفے کو دوبارہ چادر سے ڈھک دیا۔

جولیس کی موت کے ساتھ یہ خوفناک ڈرامہ بھی ختم ہوگیا۔ اس کی دست راست مس اسپنسر کے بارے میں پھر کبھی کچھ نہیں سنا گیا۔ غالباً حالات کا علم ہوتے ہی وہ کسی دوسرے ملک فرار ہوگئی تھی۔ روکو کے بارے میں کئی سال بعد یہ اطلاع ملی کہ وہ انگلینڈ سے فرار ہوکر بیونس آئرس پہنچ گیا تھا جہاں ایک نئے تعمیر ہونے والے بہت بڑے ہوٹل میں اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر رہا تھا۔ راکسول اگر چاہتا تو اسے گرفتار کرواسکتا تھا لیکن وہ سمجھتا تھا کہ روکو کو سیدھی راہ سے بھٹکانے والا بھی جولیس ہی تھا۔ روکو اب پہلے کی طرح دیانتداری سے زندگی گزار رہا تھا۔ اس لئے راکسول نے اسے نظرانداز کردیا۔

راکسول کو حالات کو سمیٹنے میں خاصی دشواری کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ پولیس یہ جاننا چاہتی تھی کہ گرینڈ بیبلون ہوٹل میں ڈیموک ریجنالڈ کی موت سے جولیس کی موت تک وہ کن سرگرمیوں میں مصروف رہا تھا لیکن راکسول بڑی خوبصورتی سے معاملات کو سمیٹنے کی کوشش کر رہا تھا۔ البتہ جولیس کی موت کے سلسلے میں کچھ الجھنوں کا سامنا تھا۔ اس کے لئے راکسول نے تحقیقاتی آفیسر کو بڑی خوبصورتی سے شیشے میں اتار لیا۔ جس نے اعلیٰ حکام کے اطمینان کے لئے یہ رپورٹ پیش کردی کہ تھیوڈور راکسول کو کسی غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث نہیں پایا گیا۔ اس کے برعکس اس نے ہر قدم پر قانون سے تعاون کیا ہے جس کے لئے وہ توصیف و تعریف کا مستحق ہے۔

پرنس یوجین کے مکمل طور پر صحت یاب ہوتے ہی پرنس اربرٹ نے پوسین سے چند قابل اعتماد درباریوں کو لندن طلب کرلیا اور پرنس یوجین کو دس لاکھ پونڈ کی رقم دے کر درباریوں اور محافظوں کی معیت میں پوسین روانہ کردیا تاکہ وہ جلد سے جلد اپنے فرائض سنبھال سکے۔ ان الجھنوں سے فارغ ہوتے ہی ایک سہ پہر پرنس اربرٹ نے راکسول سے کسی اہم گفتگو کی خواہش کا اظہار کیا تو وہ اسے الگ کمرے میں لے گیا۔ "تم مجھ سے

کیا بات کرنا چاہتے ہو پرنس۔" راکسول نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

"میری خواہش ہے کہ ریاست پوسین کی ولی عہدی سے دست بردار ہو کر ایک عام آدمی کی سی زندگی بسر کروں۔ اس شاہی رتبے سے دستبردار ہونے کے بعد میں صرف کاؤنٹ کہلانے کا مستحق ہوں گا۔ کاؤنٹ کا یہ اعزاز مجھے اپنی ماں کی طرف سے ورثے میں ملا ہے۔ اس کے علاوہ پوسین میں میرا ایک بہت خوبصورت ذاتی مکان بھی ہے اور ذاتی ذرائع سے میری سالانہ آمدنی دس ہزار پونڈ ہے۔ میں یہ سب کچھ اس لئے بتا رہا ہوں کہ میں آپ کی بیٹی نیلا کو اپنانا چاہتا ہوں میں یہ بتانے میں بھی کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا کہ ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرنے لگے ہیں۔ ہم دونوں میں بات ہو چکی ہے اور اب صرف آپ کی اجازت کی ضرورت ہے۔" پرنس اربرٹ نے وضاحت سے کہا۔

"یہ تمہارے خلوص کا ثبوت ہے پرنس۔" راکسول نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "لیکن کیا میں یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ تم اپنے شاہی اعزاز سے دستبردار کیوں ہو رہے ہو؟"

"کیونکہ شاہی اعزاز سے دستبردار ہوئے بغیر میں کسی ایسی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا جو کسی ریاست کی شہزادی نہ ہو۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

"بہت خوب۔" راکسول کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ "بقول تمہارے تمہاری سالانہ آمدنی دس ہزار پونڈ ہے۔ جب کہ نیلا کے بارے میں' میں یہ جانتا ہوں کہ وہ ایک سال میں کم از کم ساٹھ ہزار پونڈ خرچ کر دیتی ہے۔ تمہاری سال بھر کی آمدنی کو تو وہ چند ہفتوں میں ٹھکانے لگا دے گی۔"

"نیلا اپنا طرز زندگی بدل دے گی۔" پرنس اربرٹ نے جواب دیا۔

"اگر وہ اس کے لئے آمادہ ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ مجھے تمہاری درخواست منظور ہے پرنس۔" راکسول نے مسکرا کر جواب دیا۔

"میری اور نیلا کی طرف سے شکریہ قبول کیجئے۔" پرنس اربرٹ کا چہرہ دمک اٹھا۔

"نیلا کو ایک دم اپنا طرز زندگی بدلنے پر مجبور کرنے کی ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے تم

لوگوں کے بچے بھی ہوں گے۔ جس کے لئے مزید اخراجات کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنے ریلوے اسٹاک کے کچھ حصے جن کی مالیت تقریباً پچاس لاکھ ڈالر کے لگ بھگ ہے تم دونوں کے نام منتقل کر دوں۔" راکسول نے مشفقانہ نگاہوں سے پرنس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ پرنس اربرٹ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تقریباً اسی وقت نیلا بھی وہاں پہنچ گئی۔ اس کے آتے ہی گفتگو کا موضوع بدل گیا۔

اس رات کھانا کھانے کے بعد راکسول اور فیلکس بیلون ہوٹل کے ٹیرس پر ٹہل رہے تھے کہ بیلون نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے تکلفی تھی۔

"راکسول' میں سمجھ رہا ہوں کہ تمہیں گرینڈ بیلون کے بزنس سے کوئی اکتاہٹ محسوس نہیں ہوتی۔"

"تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟" راکسول نے بھی اسی بے تکلفانہ لہجے میں سوال کیا۔

"کیونکہ میں اس کے بغیر اپنی زندگی میں ایک خلا سا محسوس کرنے لگا ہوں۔ اس ہوٹل کا سودا کرنے کے بعد میں کم سے کم ایک لاکھ مرتبہ سوچ چکا ہوں کہ اسے واپس حاصل کرنے کے لئے تم سے دوبارہ سودے بازی کی کوشش کی جائے۔" بیلون نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر تم کوئی پیشکش کرو تو اس پر غور ہو سکتا ہے۔" راکسول بھی مسکرا دیا۔

"تو پھر..... کیا لو گے؟" فیلکس بیلون نے پوچھا۔

"جو تمہیں دیا تھا۔" راکسول نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اوہ!" بیلون کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ "جب میں نے تمہارے ہاتھ یہ ہوٹل فروخت کیا تھا تو اس میں جولیس' روکو اور مس اسپنسر بھی شامل تھی۔ ان تینوں سے ہاتھ دھونے کے بعد بھی تم اسی رقم میں ہوٹل کا سودا کرنا چاہتے ہو۔ یہ ظلم ہے۔ سراسر زیادتی ہے۔" فیلکس بیلون نے ایک زور دار قہقہہ لگایا پھر بولا۔ "بہرحال ہم قیمت پر کوئی اختلاف پیدا نہیں کریں گے۔ مجھے یہ سودا منظور ہے۔" وہ دونوں ایک میز پر بیٹھ گئے۔ راکسول نے ایک ویٹر کو اسٹیک اور ہاس کی بوتل لانے کا آرڈر دیا۔ یہی دونوں چیزیں پہلے بھی ہوٹل کے سودے کا باعث بنی تھیں اور اس سودے کے موقع پر بھی راکسول اس یاد

کو تازہ کرنا چاہتا تھا۔ اور پھر اگلے روز اخبارات میں شائع ہونے والی گرینڈ بیلون ہوٹل کے سودے کی خبر نے لندن کے شہریوں کو ایک بار پھر چونکا دیا۔

☆======ختم شد======☆

وقار عظیم
پاکستانی پوائنٹ
ڈاٹ کام